برکاتِ نقشبندیہ

مع

انوارِ تیراہی

مرتبہ و مؤلفہ

فقیر محمد شفیع نقشبندی مجددی چوراہی

سجادہ نشین

چورہ شریف۔ ضلع کیمبل پور (مغربی پاکستان)

ملنے کا پتہ

محمد شفیع • غلام نقشبند • چورہ شریف • ضلع کیمبل پور

خادم الاولیاء محمد حنیف آرٹسٹ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم و نبارک علی حبیبہ محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ اجمعین

ذکر مبارک حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سرور کائنات خلاصہ موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول رب الانام علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام

فائدہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا توراۃ میں **محمد** نام اور انجیل میں **احمد** ہے۔ اور زمین پر آپ محمدؐ کے نام سے مشہور۔ اور آسمانوں میں احمد کے نام سے معروف ہیں۔ کنیت مبارک جناب کی ابوالقاسم ہے۔ تمام انبیاء کرام کے آپ سردار اور امام ہیں۔ خدا نے آپکو اپنا حبیب بنایا۔ اسمیں ایک عمدہ رمز یا اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ محب اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کو بہر حال بہتر و مقدم سمجھتا ہے۔ اور محبوب کو اپنے محب کے کل اشیاء پر تصرف و اختیار ہوتا ہے مگر مودۃً و محبۃً نہ جبراً و قہراً۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حضرت کلیم اللہ کے نام سے کوئی خلیل اللہ کے لقب سے کوئی صاحب روح اللہ کے عرفات سے مشہور ہوئے۔ لیکن حبیب اللہ کا لقب سوائے ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے اور کسیکو نہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ کل موجودات مخلوقات حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس کی بحث رسالہ ہدیہ خیریہ میں ہم نے درج کی ہے۔ آپ تمام مخلوقات میں اکرم واشرف واحسن ہیں۔ پہلے سب کے آپ ہی قبر سے تشریف لاویں گے اور آپ ہی شفاعت فرماویں گے۔ اور آپ ہی دروازہ جنت کا کھلوادینگے اور ہر ایک خلق حسن وصف جمیلہ سے آپ ہی موصوف ہیں۔ آپ ابتدا ہی سے عرب میں امین کے لقب اور صادق کی صفت سے ضرب المثل تھے۔ آپ پہلے پہل کوہ حرا کی غار میں مشغول بحق رہتے تھے۔ بعد از چالیس برس آپ کو نبوت عطا ہوئی اور نبوت بھی ایسی کہ آپ کی نبوت کے بعد کسی قسم کی نہ نبوت رہی نہ کسی

قسم کا نبی و رسول ہوگا۔ اگر کسی کو آپ کے بعد دعویٰ نبوت ہے تو وہ دجال کا خلیفہ ہے۔ آپ ہی کا دین قیامت تک رہیگا۔ آپ ہی کے دین کی نیابت و خدمت کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جیسے مقدس بزرگ آویں گے۔ آپ ہی کے دین میں جہاد دینی سب عبادتوں سے افضل و اعلیٰ عبادت ہے۔ آپ ہی کی اولاد امجاد قیامت تک رہیگی۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ ہی کی اولاد سے ہونگے۔ بموجب اقوال کثیرہ معتبرہ آپ ہی کو خدا نے بجسدہ العنصری آسمانوں کی سیر کرائی۔ بموجب ارشادات اہل علم آپ کو ۲۷ یا ۳۴ معراج ہوئے جنمیں سے ایک ۲۷ ماہ رجب کو آپ اسی جسم اقدس و اطہر کیساتھ آسمان پر تشریف لے گئے۔ اور باقی معراج روحانی ہوئے۔ معجزات آپ سے جو وقوع میں آئے اُنکی گنتی تو ہزاروں سے بڑھکر ہے مگر مختصر طور پر کتاب **کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین** میں درج ہیں۔ غرضکہ شجرۂ طیبہ آپ سے شروع ہے۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال اور وفات شریف ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں ہوئی۔ روضۂ مطہر مدینہ منورہ میں دیکھو۔ مادۂ تاریخ **ھو** سنہ ۱۱ھ ہے۔

۲ ذکر مبارک حضرت رفیق برتر اماما ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فائدہ۔ یہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ خلیفہ اول وزیر اعلیٰ امام الصادقین رفیق برتر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شروع ہے۔ آپ کو جو مراتب و مدارج خدا نے عنایت فرمائے ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام کو بہت ہی کم عطا ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے۔ دوسرا آپ کی بیٹی حضرت صدیقہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا منکوحہ تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تیسرا آپ خلیفہ اول ہیں۔ علاوہ ازیں صدہا آیات و احادیث آپ کی افضلیت پر دال ہیں۔ چنانچہ فرمایا آپ نے **حدیث**۔ ابوبکر منی وانا منہ وابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور میں روحانی طور سے واحد ہیں اور ابوبکر میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث۔ انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی (عن ابی ھریرۃ) یعنے پہلا وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے میری امت سے۔

حدیث۔ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰس افضل من ابوبکرؓ یعنے تمام انبیاء اور مرسلین کے اصحاب اور حضور علیہ السلام کے کل اصحاب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔

حدیث۔ ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکر الصدیق فی الارض۔ یعنے خدا کو پسند نہیں کہ صدیق اکبر سے کوئی خطا ہو۔

حدیث۔ عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیھا اسمی مکتوبا محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی۔ یعنی آسمان پر جب مجھے بلایا گیا تو ہر ایک آسمان پر لکھا تھا کہ ایک محمد رسول اللہ اور ایک ابوبکر الصدیق۔

حدیث۔ ان ابابکر خیر من طلعت علیہ الشمس ولا غربت علی احد یعنے تحقیق ابوبکرؓ کل جہان سے افضل ہے۔

حدیث۔ حُب ابی بکر وشکرہ واجب امتی۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور شکریہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

حدیث۔ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہے تمام مخلوقات سے بعد الانبیاء والمرسلین کے۔

حدیث۔ یا علی سألت اللہ ان یقدمک ثلاثا فابی علیّ الا ان یقدم ابابکر یعنی خدا سے میں نے سوال کیا کہ خدا علی کو تینوں پر افضلیت بخشے مگر خدا نے انکار کیا اور صدیق اکبر کو ہی خدا نے مقدم وافضل کر دیا (کنز العمال جلد ۶۔ مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حدیث۔ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح۔ یعنی حضرت ابوبکر کا ایمان تمام امت محمدیہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ تو ابوبکر کا ہی ایمان غالب ہوگا۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث لکھی ہے ان للہ تعالیٰ ثلثمائۃ وستین خلقا من لقیہ بخلق منھا مع التوحید دخل الجنۃ قال ابوبکر ھل فی منھا قال کلھا فیک یا ابابکر واحبھا الی اللہ۔ یعنی خدا کے اخلاق عظیمہ تین سو ساٹھ ہیں۔ جس مومن میں ایک خلق اُن اخلاق میں سے ہوگا وہ داخل جنت ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خلق ان اخلاق

میں سے موجود ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر تجھ میں تو سب خلاق اللہ ہیں۔ واخرج ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق وابن عساکر من طریق صدقۃ بن میمون القرشی عن شعبان بن دینار قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلث مائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل فیہ خصلۃ منہا یدخل الجنۃ بہا قال ابوبکر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افی منہا شئ قال نعم جمعا من کل۔ و اخرج ابن عساکر من طریق اخری عن صدقۃ القرشی عن رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلثمائۃ وستون خصلۃ الحدیث۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک اور بہتر تین سو ساٹھ (۳۶۰) خصلتیں ہیں۔ جس وقت پاک پروردگار کسی شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے یعنی اُسکو بہتر بنانا چاہتا ہے تو اُن تین سو ساٹھ خصلتوں میں سے ایک خصلت اُس بندہ میں پیدا کر ڈالتا ہے۔ پس اُس خصلت کے سبب اُسکو داخل جنت کر دیتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے یا نہیں تو فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تجھ میں تو سب خصائل نیک موجود ہیں۔ حضرت شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنے عوارف شریف میں یہ حدیث لکھی ہے ما صب اللہ فی صدری شیئا الا قد صببت فی صدر ابی بکر رضؓ یعنی جو فیض و نور خدا نے میرے سینہ میں ڈالدیا ہے میں نے حضرت ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈالدیا ہے ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو باب الصلوۃ پر سے پکاریں گے اس طرف آؤ غازی کو باب الجہاد پر سے پکاریں گے ادھر آؤ۔ زکوٰۃ خیرات والے کو باب الصدقہ پر سے آواز دیں گے روزہ دار کو باب الصیام پر سے بلاوینگے۔ غرضکہ ہر ایک نیکی کا دروازہ جدا جدا ہوگا تو اسپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو سب دروازوں سے آواز دیں گے کہ ادھر آؤ ادھر آؤ۔ تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعم وارجوان تکون منہم یا ابابکر (رواہ البخاری) یعنے ہاں ایسے بھی لوگ ہونگے اور میں امید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا اے ابوبکرؓ۔ ایک حدیث میں یوں ہے لاینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ (رواہ الترمذی) یعنی کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ ابوبکر کی موجودگی میں

کسی اور شخص کو امام بناد ے سوائے ابوبکرؓ کے۔ بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی موجودگی میں بھی شرفِ امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا ہے نہ کسی غیر کو یعنی جس وقت حضور علیہ السّلام سخت علیل ہوئے اور امامت میں قیام کی طاقت نہ تھی تو لوگوں کو فرمایا۔ مروا اباب‌کر فلیصل بالناس (رواہ الترمذی) یعنی ابوبکر کو کہو میری جگہ جماعت کرائے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ جمیع صحابہ کرام میں سے افضل واکمل واعلیٰ ہیں۔ لہٰذا انکا طریقہ بھی انفضل الطرق واقرب الی اللہ ہے خدا سب کو یہی طریقہ نصیب کرے۔ آمین۔

وفات شریف آپکی شب سہ شنبہ ۲۲۔ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مقدس ہے۔ اور مزار شریف آپکا مدینہ منوّرہ۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال۔ مادہ تاریخ وفات ۲ اصل از ۱۳ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ

فائدہ۔ آپکا اسم شریف سلمان اور کنیت ابو عبد اللہ اور اصل وطن آبائی اصفہان ہے آپ شاہزادہ فارس ہیں۔ اپنے باپ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنکر مدتوں سفر کرتے کرتے مدینہ منورہ پہونچے اور اسلام قبول کیا۔ آپ کی زبان فارسی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سلمان کے منہ میں ڈالدیا تو آپکی زبان عربی ہوگئی یعنے عربی سمجھنے لگ گئے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہایت خلوص ومحبت تھا۔ یہانتک فرمایا حضور علیہ السلام نے سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔ مَنْ اَحَبَّ السَّلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ یعنے سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہلبیت سے ہے جو شخص اُس کو دوست رکھے اُس نے مجھے دوست رکھا۔ اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے وصی زربیت بن برثملا کی ملاقات کی ہے۔ حضرات القدس میں ہے کہ ۳۵۰ برس آپ کی عمر تھی شہر مدائن میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی رات کو مدائن جاکر خود سلمان کو غسل دیا۔ بقول صحیح ۱۰ ماہ رجب ۳۶ھ یا ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ مقبرہ آپکا شہر مدائن۔ عمر آپ کی بقول صحیح ۲۵۰ برس رہی ہے مادہ تاریخ پاکباز دست ۳۳ھ ہے۔ فیض باطنی سلمان رضؓ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔

۴ ذکر مبارک حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

فائدہ۔ حدیث میں آیا ہے اِذَا سَئَلْتُمْ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ الْفِرْدَوْسَ یعنے خدا سے ہمیشہ جنت فردوس مانگا کرو۔ فیض باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ آپ کبار تابعین اور فقہا سبعہ مدینہ کے ہیں۔ جملہ علم شریعت و طریقت میں بے نظیر ہیں۔ وفات شریف آپکی ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶ھ ہے۔ عمر شریف بقول اہل تحقیق ۱۰۸ سال ہے اور مزار شریف مدینہ طیبہ میں۔ مادہ تاریخ حق دست ۱۰۶ھ ہے۔

۵ ذکر مبارک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ عاشق صادق عارف حق امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم آپ مشائخین میں مقتدا ہیں اور عارفین کاملین میں پیشوا تھے۔ آپکی کنیت ابو عبداللہ اور ابو اسماعیل اور لقب آپکا صادق ہے۔ فیض باطنی آپ کو دو طرف سے حاصل ہے۔ ایک تو امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے۔ دوم امام قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہم سے۔ ولادت آپ کی ۸۳ھ ۱۳ ربیع الاول بروز دوشنبہ ہے۔ وفات آپ کی ۱۵ ماہ رجب بروز دوشنبہ ۱۴۹ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۶۸ برس اور کچھ ماہ ہیں۔ مرقد مبارک آپکا مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔ اور مادہ تاریخ حق طلب رست ۱۴۹ھ ہے۔

۶ ذکر مبارک حضرت سلطان العارفین طیفور بن عیسیٰ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ کے مدارج علیا و مراتب علیٰ کا ذکر مفصل تذکرۃ الاولیا میں مرقوم ہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع ابدال و اوتاد تھے اور مشائخین سالکین میں خلیفہ اعظم مسلم تھے۔ آپ جذب و سلوک میں بے نظیر تھے۔ صرف نظر کرنے سے ہی طالب کا سلوک تمام ہوجاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ پر جذب غالب ہوا۔ تو فرمایا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ

اس کے بارہ میں مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر پھر کبھی ایسا واقع ہو تو مجھ کو تلوار سے مار ڈالنا۔ جب دوبارہ یہی موقعہ آیا تو مریدوں نے تلواریں ماریں۔ مگر آپ کے بدن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک ولی اللہ ابو تراب نخشی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک خاص مرید صاحب کمال کو فرمایا کہ تجھ کو چاہیئے کہ بایزید کی زیارت سے مشرف ہو۔ اُس مرید نے کہا کہ جو شخص بایزید کے خدا کو ہر روز سو بار دیکھے اُس کو بایزید کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نخشی نے فرمایا کہ خدا کو تو اپنی حیثیت سے یا لیاقت سے دیکھتا ہے بایزید کو اُس کی ہمت و جلالت سے دیکھیگا۔ آخر ش ایک دن یہ دونوں بزرگ چلتے چلتے بسطام میں پہونچے وہاں پر دریافت کیا بایزید کہاں ہیں۔ کسی نے کہا باہر تشریف لے گئے ہیں۔ آخر میں کیا دیکھا کہ حضرت بایزید اپنے ہاتھ میں کھٹیا اُٹھلئے ہوئے آتے ہیں۔ جونہی اُس مرید پر نظر پڑی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ گویا حالت مرگ تھی۔ حضرت نخشی نے عرض کی کہ حضرت آپ نے تو اس مرید کو مار ہی دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ ابھی اسیر مصر کی عورتوں کی طرح جمال یوسفی کے انوار نہیں پڑے تھے۔ اب وہ پردے ٹوٹ گئے۔ لہذا یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ اسیواسطے حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بایزید ہمارے درمیان ایسا ہے جیسا جبرئیل جملہ ملائکہ میں۔ لقب آپکا **سلطان العارفین** اور نام آپکا طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان ہے۔ جائے سکونت شہر بسطام اور جد ماجد آپ کے قوم گبر سے تھے۔ پھر مشرف باسلام ہوئے۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ یہ حضرت اویسی تھے۔ امام جعفر صادق سے روحانی فیض پایا۔ ایک سو تیرہ ۱۱۳ بزرگوں سے خدمت کر کے فیض لیتے رہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ معاملہ سلوک میں انسان کو کیا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ ولایت مادرزاد۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو فرمایا کہ آنکھ دیکھنے والی۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ مرگ مفاجات (موت ناگہانی) اور نیز آپکا ارشاد ہے کہ بزرگوں کی صحبت و مجلس اعمال صالحہ سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت گناہ کرنے سے بدتر ہے۔ ولادت آپکی ۱۳۶ھ میں ہے اور وفات آپکی ۲۶۹ھ ۱۵ شعبان روز جمعہ ہے۔ عمر شریف آپکی ۱۳۳ سال ہے۔ مرقد مبارک شہر بسطام۔ مادہ تاریخ وفات نور اصل (۲۶۹ھ) ہے۔

۷ ذکر مبارک حضرت ابو الحسن علی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نسبت آپکی روحانی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور تربیت سلوک بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ بحر توحید کے غواص اور میدانِ معرفت کے سیار تھے۔ قطب واوتاد کے امام تھے۔ آپ نے آخری وصیت یہ فرمائی کہ میری قبر ۳۰ گز نیچے کھودنا کیونکہ ہمارے پیرو مرشد یعنے بایزید علیہ الرحمۃ کی زمین بسطام بہت پستی میں ہے اس میری زمین سے اور یہ ترک ادب ہے کہ پیر کی قبر نیچے اور مرید کی قبر بلند۔ اور فرمایا کہ اہل ذکر کو اہل دنیا کی صحبت بہت کم چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا دنیا کرتے ہیں اور یہ خدا خدا کرتے ہیں۔ نام پاک آپکا علی بن جعفر ہے وطن اصلی موضع خرقان مضافات قزوین ہے۔ وفات آپ کی شب سہ شنبہ یوم عاشورہ ۴۲۵ھ ہے۔ مرقد پاک موضع خرقان میں۔ مادہ تاریخ وفات شاہ احسن (۴۲۵ھ) ہے۔

نقل ہے کہ آپ زمین کھودنے لگے پہلے چاندی نکلی پھر سونا پھر جواہرات۔ آپ نے پھینکدیا اور فرمایا کہ میں تو خدا چاہتا ہوں یہ کیا چیز ہے۔

نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو سومنات کی لڑائی میں نہایت مشکلات پیش آئیں آپ نے اُس کو اپنا پیراہن دیا ہوا تھا۔ اُس نے خدا کی درگاہ میں وہ پیراہن وسیلہ لیکر دعا کی۔ خدا نے اُسی وقت فتح دی۔ حضرت خواب میں آئے اور فرمایا کہ اے محمود تم نے تو میری پیراہن کی کچھ قدر نہ کی۔ اگر دعا کرتا کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں تو سب اسلام قبول کر لیتے۔

۸ ذکر مبارک حضرت ابو علی فضیل بن محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ درود اصل میں شفقت و محبت کو کہتے ہیں۔ یہی مقصد ہے اُس دعا مبارک کا جو خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ اسی واسطے مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت اصل ایمان ہے جسکو محبت نہیں وہ جھوٹا مسلمان ہے اور جسکی محبت کا دعویٰ ہو اُس کے اتباع کے بغیر یا اس کی رضا کے بغیر

کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دوست وہی ہے جو دوست کا تابع ہو نہ مخالف۔ لو کان صادقاً فی الحب لاطعتہٗ اور اولیا کی محبت عین محبتِ حق ہے۔

نام پاک آپکا فضیل بن محمدؐ ہے اور کنیت ابو علی۔ آپ ریاضت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ آپ نے دو بزرگوں سے فیض پایا۔ ایک تو ابو الحسن خرقانی علیہ رحمۃ سے۔ دوسرا حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی سے۔ اسیواسطے بعض شجروں میں بعد از ابو الحسن حضرت ابو القاسم کا نام بھی درج ہے۔ آپ نے ظاہری علوم حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیئے۔ اور آپ اپنے وقت میں شیخ الشیوخ خراسان تصور کیئے جاتے تھے۔ آپ سے ہزارہا لوگوں کو فیض پہونچا اور صدہا لوگ ولی بن گئے۔ آپ اصلی باشندہ ایک موضع فارمد کے ہیں۔ جو کہ مضافات طوس میں ہے۔ ولادت آپ کی ۴۳۴ھ میں ہے اور وفات آپکی ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ میں ہے اور عمر شریف ۴۳ سال۔ مزار مبارک آپکا طوس میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات عزت ۴۷۷ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ

9

فائدہ: نام پاک آپکا خواجہ یوسف اور آپ کے والد بزرگوار کا نام محمدؐ ایوب ہے اور آپ کی کنیت بعض تو ابو یوسف کہتے ہیں اور اصل میں ابو یعقوب ہے۔ وطن اصلی آپکا ہمدان ہے۔ نسبت ارادت آپ کی حضرت شیخ ابو علی فارمدی کیطرف ہے۔ اور شیخ ابو اسحاق شیرازی سے بھی استفاضہ کیا۔ بعمر ۱۸ سال ہمدان سے نکلکر بغداد میں مولانا ابی اسحاق سے علوم ظاہری حاصل کیئے مذہب آپکا حنفی تھا۔ پھر اصفہان میں بعد از تحصیل علوم شیخ عبد اللہ جوینی سے خرقہ خلافت لیا اور شیخ احسن صاحب سے بھی ایک خرقہ تبرکاً حاصل کیا۔ بعدہٗ شیخ ابو علی فارمدی کی خدمت میں فقر و سلوک تمام کیا۔ آپ کے چار خلیفے کامل و مکمل رہے تھے۔ اول خواجہ عبد الخالق غجدوانی۔ دوم خواجہ احمد یسوی۔ سوم خواجہ احسن انداقی۔ چہارم عبد اللہ برقی۔ ولادت آپ کی ۴۴۱ھ میں اور وفات ۷ رجب ۵۳۵ھ ہے عمر شریف آپکی ۹۵ برس ہے اول تو آپ متصل ہرات مدفون ہوئے تھے۔ بعد ازاں

شیخ ابن التجار نے جو کہ آپ کے خاص مریدوں میں سے تھا آپ کی نعش مبارک کو شہر مرو میں لیجا کر دفن کیا۔ وہاں ہی آپکا مزار مقدس ہے۔ آپکی کئی تصانیف ہیں (۱) زینت الحیات (۲) منازل السالکین (۳) منازل السائرین۔ مادہ تاریخ ولادت مقبول ربانی (۴۴۰ھ) ہے اور مادہ تاریخ وفات یوسف فقیر (۵۳۵ھ) ہے

ایک شخص نے آپکے وعظ میں بے ادب ہو کر مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ شاید تم مرتے وقت مسلمان نہ ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بادشاہ روم کے پاس سفیر ہو کر گیا تھا وہاں جاکر عیسائی ہوا اور مر گیا۔ سچ کہا ہے مولانا روم نے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنہ پاکاں زند

۱۰ ذکر مبارک حضرت ہادی برحق خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

فائدہ۔ آپ خلیفہ اعظم ہیں خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے اور سر دفتر حلقہ خواجگان نقشبندیہ عالیہ ہیں۔ جائے پیدائش آپ کی شہر غجدوان بفاصلہ چھ فرسنگ بخارا شریف ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار کا نام عبدالجلیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خضر علیہ السلام نے قبل از تولد آپکے صالحیت کی بشارت دیکر فرمایا تھا کہ اُسکا نام عبدالخالق رکھنا۔ آپ نے شیخ صدرالدین صاحب قاضی بخارا سے تعلیم پائی ہے اور اجازت ذکر خفی و ذکر نفی و اثبات خضر علیہ السلام سے پائی۔ آپ ہر روز ایک نماز خانہ کعبہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں بے مثل اور علم و حلم اور اتباع سنت میں یکتا تھے۔ آپکے چند اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ وہ اصطلاحات یہ ہیں۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن یاد کرد۔ نگہداشت خواطر۔ خلق یا خلق۔ وقوف زمانی۔ وقوف عددی۔ وقوف قلبی۔ ان کی تفصیل و تشریح رسالہ قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے تحریر فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب کا ایک وصیت نامہ بھی ہے جو کہ آپ نے اپنے فرزند ارجمند کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور وہ وصیت نامہ ہر ایک اہل طریقت خصوصاً نقشبندی طریق والوں کے واسطے از حد مفید و نافع ہے اور لازم ہے کہ حضرت صوفیہ حال اس وصیت

کو اپنا آئینہ عمل قرار دیں۔ وصیت نامہ یہ ہے :-

اے فرزند ترا وصیت میکنم بعلم و ادب و تقویٰ و اتباع اہل سنت و جماعت وگذاردن نماز با جماعت و تعلیم فقہ و حدیث و پرہیز از صوفیائے جہال و عدم شہرت خود تا آنکہ امام و مؤذن نباشی و حاکم و قاضی شہر نباشی و بر قبالہا نام خود نہ نویسی۔ با ملوک صحبت نداری و خانقاہ بنا نکنی۔ و خود را شیخ نگویانی و سماع بسیار نہ شنوی۔ کم گوئی۔ کم خوری۔ کم خسپی و از عام خلق بگریز و با مردان و زنان صحبت مدار و بطلب دنیا مصروف نہ شوی۔ گریہ بسیار کن و کم بخندی و از خندہ قہقہہ احتراز کنی۔ ہیچ مخلوق را از خود کمتر ندانی۔ و خود را بہتر ندانی۔ و ظاہر خود را میارائی۔ و تا توانی در خدمت خلق سعی کنی۔ از جان و مال دریغ نداری و مشائخان را از عزیز جان عزیز داری۔ و بر افعال ایشاں انکار نہ کنی۔ و دل را مدام اندوہگین داری۔ و باید کہ بدن تو لاغر و چشم تو گریاں و عمل تو خالص و دعائے تو بتضرع و جامہ تو کہنہ و رفیق تو درویش و مایہ تو عبادت و خانہ مسجد و قلب تو ذاکر۔ زبان تو شاکر۔ مونس تو ذکر باید تو فکر باشد۔ و بطریق خواجگان قائم باشی (از رشحات)۔

اور ولادت جناب کی بخارا شریف میں ہوئی اور وفات شریف شہر غجدوان میں جو کہ ایک موضع ہے توابع بخارا سے۔ وفات آپ کی ۱۲۔ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہے۔ اور مادہ تاریخ آپکا "آفتاب کامل" (۵۷۵ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت عاشق صادق عارف حق ریوگیری رح

آپ یعنے حضرت عارف صاحب علیہ الرحمۃ بھی علوم ظاہری و باطنی و زہد و تقویٰ و اتباع شریعت میں کامل تھے۔ آپ نے خرقہ خلافت حضرت عبد الخالق غجدوانی سے حاصل کیا اور تمام عمر اپنے پیر کی خدمت شریف میں رہے۔ بعد از انتقال اُن کے سجادہ نشین و خلیفہ کامل بن گئے۔ اور آپ کی وفات یکم شوال ۶۱۵ھ ہے۔ عمر شریف آپکی بہت دراز

تھی۔ چنانچہ ان کے پیر مرشد حضرت عبدالخالق غجدوانی کی وفات ۵۷۵ھ ہے۔ اور اُن کی خود وفات ۷۱۵ھ ہے۔ مدفن انکا موضع ریوگر ہے جو کہ مواضع بخارا سے ہے اور وہاں سے غجدوان ایک کوس پر ہے۔ آپکا مادہ تاریخ وفات درویش صادق (۷۱۵ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت عارف معبود خواجہ محمود انجیری فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲

فائدہ۔ آپ کا اسم شریف خواجہ محمود ہے۔ آپ اصحاب خواجہ عارف ریوگری سے ہیں اور آپ خلفا میں ممتاز و نمونہ تھے۔ آپ کسب گلکاری حلال کیا کرتے۔ آپ سوائے ذکر خفی کے کبھی ذکر جہر بھی کیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت علی رامیتنی جو کہ خلفا عظمیٰ خواجہ محمود سے تھے اپنے احباب اہل ذکر میں ساتھ ذکر و فکر مشغول تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک مُرغ سفید عمدہ رنگ اُڑتا ہوا انکے سر پر سے گزرا۔ جب نزدیک آیا تو بزبان فصیح فرمایا کہ اے علی مرد میداں بن اور اپنے کام میں بخوبی مضبوط ہو۔ اُس مرغ کے دیکھنے اور اس کلام کے سننے سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہوگئی کہ اہل مجلس نہایت ہی مسرور و محظوظ ہو گئے۔ جب اہل حلقہ ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ علی علیہ الرحمۃ سے احباب نے استفسار فرمایا۔ تو جناب نے فرمایا کہ یہ مرغ روح تھی حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کی اور فرمایا کہ خدا نے انکو یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ جس جگہ چاہتے ہیں وہاں تشریف لیجاتے ہیں۔ اصلی جائے سکونت آپ کی موضع انجیر فغنہ ہے جو کہ بخارا سے تین فرسنگ پر ہے۔ وفات آپ کی ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ میں ہوئی۔ مزار شریف موضع وابکنی ہے۔ مادہ تاریخ وفات شاہ عرفانی (۷۱۷ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت قطب عالم عزیزان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۳

فائدہ۔ آپ قطب وقت تھے اور خلیفہ اعظم تھے حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ جو شخص آپ کی صحبت مبارک میں ایک دن رہتا تو معرفت کامل طور پر حاصل کر لیتا۔ ولادت آپکی موضع رامیتین ہے جو کہ بخارا شریف سے دو فرسنگ پر ہے۔ وفات شریف

آپ کی ۲۷ رمضان المبارک ۷۱۵ھ میں ہوئی۔ عمر شریف آپ کی ایک سو ۱۳۰ تیس برس تھی۔ اور
مرقد پاک آپکا شہر خوارزم ہے۔ آپ کے دو فرزند ارجمند تھے۔ خرقہ خلافت چھوٹے کو عنایت
فرمایا بڑے صاحبزادہ کی نسبت فرمایا کہ اس کا قیام میرے بعد نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ بعد از وفات عزیزان علی علیہ الرحمۃ بروز چہلم وفات پاگئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت منصور
بن حلاجؒ کے وقت کوئی حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے مریدوں سے ہوتا تو اُن کو بوجہ لغزش
ظاہری حالت کے کبھی کوئی گرفت نہ کرتا۔ اور اُن کو مقام وحدت سے ترقی دیکر منازل آئندہ پر
عروج کراتا۔ آپکا فیضان علی الخصوص والعام ہر وقت جاری تھا۔ آپ کے بعد چار خلیفے کامل
واکمل رہے اوّل خواجہ محمدؒ کلاہ دوز کہ مرقد ان کا خوارزم ہے۔ دوم محمدؒ صلاح بلخی ہیں۔ سوم
محمد یار رومی کہ مرقد ان کا بھی خوارزم ہے۔ چہارم محمدؒ بابا سماسی کہ مرقد انکا قصبہ سماس
میں ہے جو کہ رامتین سے ایک کوس دور ہے۔

نقل ہے کہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ لوگوں کو مزدوری پر مقرر کرکے اپنے گھر صبح
سے شام تک رکھکر تربیت ذکر وفکر ومراقبہ کرتے اور روزانہ خرچ بھی دیا کرتے تھے۔ نام آپکا
عزیزان علی پیشہ آپکا بافندگی تھا۔ **نقل** ہے کہ ایک دن آپ شام کیوقت تیرہ جگہ پر حاضر
دعوت ہوئے۔ **نقل** ہے کہ ایک دن سید آتا صاحب کا لڑکا ترک لوگ پکڑ کر لے گئے اور سید آتا
صاحب نے آپکی خدمت میں حاضر ہوکر لڑکے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ جبتک وہ لڑکا نہ آئیگا میں کھانا
نہ کھاؤنگا۔ کچھ دیر گذری کہ وہاں پر حاضر ہوگیا۔ بقول بعض ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ میں آپکی وفات ہوئی
مادہ تاریخ وفات آپکا نفعی حشر د ۷۲۱ھ ہے۔

ذکر مبارک جامع کمالات حضرت محمدؐ بابا سماسی رح

فضائل آپ خلیفہ اکبر ہیں خلفاء خواجہ عزیزان علی رامیتنی رہے۔ آپ عرصہ دراز تک
پیر روشن ضمیر کیخدمت اقدس میں رہے اور فیوضات ظاہری وباطنی سے خوب حصہ لیا۔
مولد ومسکن آپکا قصبہ سماس ہے جو کہ بخارا شریف اور موضع رامتین سے تین فرسنگ پر ہے۔
نقل ہے کہ جب کبھی کوشک ہندو پر گذرتے تو فرمایا کرتے کہ اس جگہ پر کسی اہل اللہ

مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ جس وقت حضرت خواجۂ خواجگان نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو جناب بابا سماسیؒ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی شاید وہ مردِ خدا پیدا ہو گیا ہے۔ جس وقت حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس کو اپنا فرزند متبنیٰ بنالیا اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ اپنے خلیفۂ اکمل کے سپرد کردیا اور تربیت کی تاکید فرمائی۔ آپ کے چار خلیفے کامل رہے ہے۔ اول خواجہ محمد صوفی کہ مرقد انکا قصبہ سوخار ہے۔ دوم خواجہ محمود سماسی جو کہ آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سوم خواجہ دانشمند علیہ الرحمۃ۔ چہارم خواجہ سید میر کلال علیہ الرحمۃ۔ وفات آپ کی ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ میں مرقد آپکا موضع سماس ہے۔ مادہ تاریخ وفات محبوب خدا ۷۵۵ھ ہے۔

ذکرِ خیر محبوب لایزال واقف اسرار متعال حضرت میر کلال رح

۱۵

فائدہ۔ آپ اپنے وقت کے مقتدا تھے۔ مولد شریف آپکا قریہ سوخار ہے۔ آپ کسب زراعت اور پیشہ آوندگری (کمہاروں کا) کیا کرتے تھے۔ اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے کتاب رشحات میں روایت ہے کہ جب آپ شکم مادر مبارک میں تھے اسوقت میں اگر والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں کبھی لقمہ مشتبہ اتفاقاً داخل ہوتا تو آپ کے شکم میں از حد درد ہوتا یہانتک کہ وہ کھانا پینا قے ہو جاتا۔ چند بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آخرش والدہ مکرمہ نے سمجھ لیا کہ یہ واقع اس طفل کی برکت سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ موضع رامتین کلاں میں ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے وہاں پر ایک اکھاڑہ تھا پہلوانوں کا اس کی طرف آپ کی نظر نہایت استغراق سے لگی ہوئی تھی۔ خاص احباب نے عرض کی کہ ان واہیات بدروش لوگوں کو آپ کس لئے دیکھتے ہیں۔ جناب بابا سماسی صاحب نے فرمایا کہ اس جگہ پر ایک شیر مرد ہے جس سے تمام عالم کے کامل لوگ بہرہ مند ہونگے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہو کر اس کی ترقی و تقویت کا باعث ہوگا۔ چنانچہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ امیر کلال علیہ الرحمۃ کی نظر حضرت بابا سماسی پر پڑی تو بس حضرت امیر کی حالت تبدیل

ہوتے ہوتے یہانتک کہ حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے قدموں پہ آگرے پھر زندگی بھر کسی نے اُن کو بازار میں چلتے نہ دیکھا حتیٰ کہ امام الصالحین سید العارفین بن گئے۔

نقل ہے کہ بعد از وفات حضرت امیر کلال ایک جماعت صوفیوں کی حاضر ہوئی۔ اور آپ کی نسبت دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ رحلت فرما گئے ہیں وہ سخت گریاں و نالاں ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ صاحبان کہاں سے تشریف لائے وہ بولے کہ حرمین شریفین سے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر تو کبھی حج کو بھی نہیں گئے آپ کس طرح اُنکو جانتے ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے مرید ہیں اور لوگ بھی بہت آپ کے حرمین شریفین میں مرید ہیں۔ حضرت امیر علیہ الرحمۃ عرصہ تیس برس سے حج کو ہر سال آیا کرتے تھے اس سال نہیں آئے ہم آپ کے مشتاق دیدار تھے اس لئے حاضر ہوئے افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی اور فرمایا کہ زیادہ تر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم تو نہیں جانتے اس کی قدر عرب میں جاکر دیکھو۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ بہت جمع تھے جن میں امام ابوحفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے (جو کہ کسیقدر آپ کے خلاف میں تھے) حضرت امیر علیہ الرحمۃ نے کچھ حالات اور واقعات حج اور مقامات وہاں کے بیان کرنے شروع کئے۔ مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں گذرا کہ حضرت تو کبھی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔ آپ کس طرح بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے اُس کے دل پر اطلاع پائی اور ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ اے نادان! ادھر آ اور دیکھ۔ اُس نے جو دیکھا تو خانہ کعبہ روبرو ہے۔

نقل ہے کہ ایک جماعت کسیطرف کو جا رہی تھی راستہ میں شیر ببر کھڑا ہے یہ حیران رہ گئے۔ اتنے میں حضرت امیر آئے اور شیر کی گردن پکڑ کر راہ سے برطرف کیا انہوں نے کیا دیکھا کہ وہ شیر آپکی تعظیم کے واسطے سرخم کر رہا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اُس سے سب چیز ڈرتی ہے۔ اور فرمایا۔

اصل و رہمہ کارہا خدا ترسی است۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
مرغ ایماں زادہ پر خوف و رجا است	مرغ بے پر را پرانیدن خطا است

نقل ہے کہ ایک شخص کی گردن کاٹنے لگے تو وہ نہ مرا۔ پھر تین بار تلوار چلائی نہ مرا۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے پوچھا کہ تو کیا کچھ منہ میں پڑھ رہا تھا اُس نے کہا کہ میں اپنے پیر کو یاد کرتا تھا۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تیرا پیر کون ہے۔ اُس مجرم نے کہا کہ میرا پیر حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ نے اُسی وقت قصبہ سوخار کا پتہ پوچھا اور کہا کہ جو پیر دُنیا کی مصیبتوں سے خلاصی دور بیٹھ کرا دیوے تو اگر کوئی اس کی خدمت میں حاضر ہو تو اُس کا کام کہانتک پورا ہو گا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک راستے سے گذر رہے تھے کہ ایک زمیندار نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ فقیر نقشبندی کون ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ مفت خور ہیں۔ آپ کے دل کو یہ حال معلوم ہوا۔ فرمایا کہ درویشوں کے حق میں بد اعتقادی موجب بربادی اور باعث ہلاکت ہے۔ کچھ دیر گذری کہ وہ زمیندار بے ادب درد گردہ سے بیمار ہو گیا وہ سمجھ گیا کہ یہ بے ادبی کی سزا ہے۔ پھر بولا کہ مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو۔ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو تیر کارگر ہو گیا ہے اب علاج پذیر نہیں۔ گھر جاتے ہی مر گیا۔

نہنہار ازیں قوم گریزاں میباش ۔۔۔ صد سر بر ند در میاں و ستبلود

وفات آپ کی بقول صاحب رشحات روز پنجشنبہ بوقت صبح صادق بتاریخ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ ہے۔ مزار شریف قصبہ سوخار جو کہ بخارا شریف سے ۵ فرسنگ اور موضع سماس سے ۵ کوس شرعی ہے۔ مادۂ تاریخ وفات آپکا ابجد کلال میر سین پیشوا (۷۷۲ھ) ہے

۱۷ ذکر مبارک حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ خواجگان سید نقشبند بخاری

فائدہ - آپ کا اسم شریف خواجہ بہاؤ الدین اور لقب نقشبند ہے۔ آپ سادات بخارا سے ہیں۔ عرف آپکا مشکلکشا ہے۔ آپ متبع سنت اور مطیع شریعت بطریق اعلیٰ تھے اور سلوک و تصوّف کو قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ موافقت کرتے اور کرلیتے۔ بدعات

سیئہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفر رہتے۔ ترک دنیا۔ قطع تعلق اہل دنیا۔ تجرد کلی رکھتے۔ یاد خدا فکرِ حق میں ہر وقت شاغل۔ ایام سرما میں مسجد کے اندر گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے۔ کھانے پینے کے وقت حلال طیّب کے لئے بہت مبالغہ فرمایا کرتے۔ یہانتک کہ شبہات سے بھی محترز رہتے۔ مہمان نوازی میں ایثار فرماتے۔ اگر کوئی ہدیہ یا تحفہ پیش کرتا تو بعد رفع شکوک ضرور قبول فرماتے۔ ہر معاملہ میں بے تکلف رہتے۔ آپ پہلے تو کمخواب باف تھے پھر زراعت بھی کیا کرتے تھے۔ اپنا خاص مکان نہ رکھتے۔ نوکر چاکر نہ رکھتے بلکہ فرماتے **بندگی با خواجگی راست نمی آید**۔ اگر کوئی طعام بحالت غضب یا غفلت پکایا گیا ہو اُس سے بھی نہ کھاتے اور فرماتے کہ جس حالت میں طعام تیار کیا جائے اُس حالت کا اثر اُسمیں ہوتا ہے۔ آپکا جامہ ادنی۔ عمامہ سفید۔ پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے۔ درویشوں کی نہایت تعظیم کرتے۔ ہر ایک دوست کے ساتھ بتواضع پیش آتے۔ آپ قطب عالم تھے اکثر آپ فرمایا کرتے **طریقہ ما از نوادر است و عروۃ الوثقیٰ است ما راز فضل آورد اند دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است آثار عایت سنت کار سے بزرگتر است**۔ کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپکو کہاں اور کس طرح حاصل کروں۔ فرمایا اتباع سنت سے۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیر لے اُس کو دینی خطرہ ہے اور فرماتے کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اُس پر مجھے اطلاع ہے۔ فرماتے کہ **آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہتہ است و آئینہ ما را شش جہتہ است**۔ اور اپنے مخلصین کو فرمایا کرتے **ہر گاہ ترا مہمے پیش آید توجہ بجا نماے**۔ آپ کو مریدوں کی سخت غیرت ہے جو شخص طریقہ نقشبندیہ کا مخالف ہو وہ فوراً برباد و تباہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہ تین رباعیاں خواجہ نقشبند کی اس کی شاہد ہیں۔

رو در صفِ دوستانِ ما باش و مترس	خاکِ رہِ آستانِ ما باش و مترس
گر جملہ جہاں قصد وجود تو کنند	دل فارغ دار وار آنِ ما باش و مترس

دیگر

مادر کشانیم نشستہ بر کوہ و درہ	کانجا کہ پلنگ و شیر ما ادر گذرہ

پہلوان قوی دارم و مردان سرہ		ہر کس کہ بما کج نگرد جاں بنرہ

دیگر

من دوش دعا کردم و باد آمیسنا		تا بہ شود آں دو چشم باد آمیسنا
گر چشم ترا چشم بد اندیش رسید		در چشم بد اندیشم باد آمیسنا

اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا بارہا فرماتے۔ مقصود ما آنست کہ سلوک ما بر جادۂ مُصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل تمیز گردد۔ اور بعض دفعہ فرماتے بنا ر طریقہ ما بہ تتبع احادیث و آثار است یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ کل ترکستان بمعہ ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے کل افغانستان میں بھی فی صدی ۹۰ نقشبندی ہے اور ہندوستان میں بھی اکثر مشاہیر علماء فُضلا رکا مشرب نقشبندی ہے۔ اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل آتا صاحب وغیرہ سے بھی فیض پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت اور تصرّف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں۔ حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس قدر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ عالم پیری میں مجاہدہ و ریاضت ذکر و مراقبہ کیا کرتے تھے ہم سے توجوانی میں اس قدر نہ ہو سکا اور بے نفس اس قدر تھے کہ اپنے گاؤں میں جو مسجد تیار کرائی تو اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھاتے اور زبان مبارک سے یہ شعر یاد فرماتے۔

بجان و دل کنم کارِ تو چرا نہ کنم ۔۔۔ بسر و دیدہ کشم بارِ تو چرا نہ کشم

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ایک قمار خانہ سے گذرا کیا دیکھا کہ اسی مجلس میں دو شخص ایسے محو و مستغرق ہیں کہ تمام نقد و جنس جو کچھ اُن کے پاس تھا سب ہار چکے ہیں اور تعجّب یہ کہ جس قدر وہ نک اور ہار کھاتے اسی قدر عربی گھوڑے کی طرح اور بھی تیز و تند ہوتے اور اُن کا شوق و ذوق لحظہ بلحظہ ترقی پکڑتا اُن کی حالت دیکھ کر میرا دل بھی چمکا اور آتش عشق بھڑکی اور امید وصال بڑھتی گئی یعنی میں نے نفس کو غیرت دلائی کہ دیکھ اس کو کہتے ہیں استقلال۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند بخاری نے کہ جن ایام میں مجھے کشش عشق میں خدا نے سخت مضطر و مضطرب کیا تھا میں چاروں طرف اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر بھی جا پہونچا۔ آپ اپنے احباب کی مجلس میں بیٹھے تھے جب مجھ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ جلد اس شخص کو باہر نکال دو۔ میں جب نکالا گیا تو میرے نفس نے کچھ مجھے اکسانا چاہا۔ میں سمجھ گیا۔ عنایت ایزدی میرے شامل حال ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم میں ایک ہی دروازہ بعد مدت ملا تھا۔ سو اگر اس سے نکالے گئے تو پھر اور کون دروازہ ہے۔ جس پر جاؤں۔ آخرالامر رات بھر وہیں پڑا رہا۔ ساری رات مجھ پر برف پڑتی رہی۔ اور ہوا سرد۔ جب صبح کو حضرت امیر کلال صاحب باہر نکلے تو آپکا پاؤں میرے سر پر پڑ گیا۔ آپ نے میرے سر کو اٹھایا اور فرمایا۔ بیٹا یہ خلعت سعادت تیرے قد مبارک کو ہی موزوں تھا اور اپنے ہاتھ سے خار و خس دور کیا اور نظر عنایت فرمائی۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب بمعہ جماعۃ درویشان جارہے تھے ناگاہ راستہ میں حضرت امیر صاحب نے ایک شکل دار خط کھینچ کر فرمایا۔ اس پر سے کوئی نہیں گذر سکتا امداد الٰہی نے میری دستگیری کی۔ جب حضرت امیر اس سے گذرے تو میں بھی ساتھ ہی گذر گیا۔ حضرت امیر نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا بہت اچھا۔ کیا مجھ سے کوئی خط پیچھے نہ رہا

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک دن میں بمقام مزار موضع اخن تھا اور میں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح اپنے قالب سے نکلنی شروع ہوئی۔ اور سیر عالم کرتے کرتے اول آسمان و دوم آسمان و سوم آسمان و چہارم کی سیر کی اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی یہاں تک کہ دوبارہ زمین پر آیا پھر مسجد زیور تون میں ایک ستون کے پیچھے متوجہ بقبلہ بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر حالت فنا ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں گم ہو گیا اور فنا کلی پر پہونچا وہاں سے آواز آئی کہ خبردار ہوشیار ہو کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تم کو حاصل ہو گیا۔ ؎

تو در رہ گم شو وصال این است و بس — تو مباش اصلا کمال این است و بس

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ کار گذار روندۂ ایں راہ را نیاز و مسکنت

وعلو ہمت است و ماراازیں درآورند ہرچہ یافتیم ازیں دریافتیم ؎
انبجار نخ زرو و جامہ پارہ خورند   بازار چہ قصب فروشاں گراست

فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حکیم امام محمد علی ترمذی بے صفت بودند اگر کسے بشاسد من نیز ازیں زماں بے صفتم۔

نقل ہے کہ ملک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً بادِ مخالف چلی جہاز ڈوبنے کو تیار تھا اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا یا شاہ نقشبند المدد۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فوراً تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا۔ جب وہ لوگ بخارا شریف پہونچے تو اُن مسافروں نے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ آپ کی پہلے اُن سے ملاقات نہ تھی۔ ان لوگوں نے خواجہ صاحب کو سلام کیا آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کہا تھا میں نے تم کو جواب تو دیا تھا مگر تم نے سلام کا جواب نہیں سُنا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مجھے غائبانہ طریق سے کہا گیا کہ تو کس طرز اور روش سے آنا چاہتا ہے جواباً عرض کی کہ اس روش سے کہ جو میں چاہوں وہی ہونا چاہیئے۔ پھر خطاب آیا کہ جو ہم چاہیں گے وہ کرنا ہوگا۔ میں نے کہا کہ یہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ جو فرمائیں بجا لاسکوں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر میری حسب منشا ہوتا۔ تا قدم اس راہ پر رکھ سکتا ہوں۔ ورنہ مجھ میں وہ طاقت نہیں۔ اس گفتگو کے بعد ۱۵ روز تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخرش حکم آیا۔ اچھا آؤ جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ ؎

آنراکہ درپذیر و معبود لامعلہ   اوراچہ حاجت آید رنج چہار چلہ

پھر فرمایا خواجہ نقشبند صاحب نے ہر کہ در سلسلہ ما قدم نہد تا بمقصود برسد از دنیا نرود وہر کہ از سلسلہ ما سرمے بتابد از دنیا بے ایمان رود (یعنی جو شخص تحقیراً و تخفیفاً منہ پھیرے وہ مرتد ہے۔)

سبحان اللہ! اس فقرے سے صاف ثابت ہو گیا کہ آپ کو خدا نے محبوبیت و معشوقیت کا درجہ عنایت کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں

وہ مرتد و منافق ابدی ہیں۔ چنانچہ فرمایہ حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے۔ رباعی

امروز منم بزور بازو مغرور من ہیچ زمردم عدو چوں افعی	بر زور ہیے مابہ کل عالم مشہور کز دیدن من دیدۂ او گردد کور

دیگر

من صرفہ برم کہ بر زنم اعدا زد ما تیغ برہنہ ایم در دست قضا	مشت خاشاک بطمع بر در باز د شد کشتہ ہر آنکہ خویش را بر ما زد

نقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات سلطان العارفین بایزید بسطامی و شیخ جنید سید الطائفہ اور شیخ شبلی اور حسین ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کے مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی یہانتک کہ میں ایسے مقام پر پہونچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا میں سمجھ گیا کہ یہ مقام محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر خدا بجالایا۔ جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہونچا تو بارہا میری طبیعت نے وہی قول اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا شریف میں ایک دار شاہی لکڑی کی تھی اُس کے نیچے کھڑا ہوتا اور اپنے نفس اور دل کو کہتا کہ دیکھ اگر تو نے وہ قول اختیار کیا تو یہی دار تیرے واسطے کھڑی ہے یہانتک کہ خدا نے میرے مقامات طے کر دیئے۔

نقل ہے کہ حضرت شہنشاہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض حضرات اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولایت ہم پر ختم ہو چکی ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے فرمایا ایشاں ختم ولایت زمان خود بودہ اند۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ کے دل میں خیال آیا کہ ازواج مطہرہ و بنات مکرمہ بغیر چھاننے کے آٹا پکاتے تھے ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ جب چند روز اسی طرح کیا تو سب لوگ گھر میں بیمار ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس میں کچھ بھید ہے۔ میں نے کہا کہ ایسی طرح آٹا نہ پکاؤ بلکہ چھان کر پکاؤ چنانچہ سب کو صحت ہو گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ ازواج پاک

کے ساتھ مساوات کا شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ وہی بے ادبی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ الولایۃ افضل من النبوۃ کے کیا معنے ہیں حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ولایت ہماں نبی از نبوۃ او افضل است۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے دربار میں ایک شخص مچھلی پکاکر لایا اور اس وقت جماعت درویشاں بھی موجود تھی جن میں ایک جوان عابد وزاہد روزہ دار تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا اس نے برابر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو کہ وہ رافتادہ ہے۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت سلطان العارفین بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے وقت بھی ہو چکا ہے۔ آخر الامر وہ جوان بوجہ بے ادبی کے سخت ذلیل وخوار ہوا۔ ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغاں گوید کہ سالک بیخبر نبود زراہ ورسم منزلہا

نقل ہے کہ خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو ہریسہ لایا گیا آپ نے تناول فرمایا۔ اتنے میں ایک درویش حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا آؤ کھاؤ۔ اس نے نفلی روزہ رکھا تھا عذر کیا۔ آپ نے فرمایا مارا از در فضل در آورند وظیفہ ما ادائے فرض وواجب وسنت است درویش بے متابعت دریابندہ نسبت مانیست۔ اس طریقہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر مناسبت تامہ ہے کہ حضرت امام العارفین عاشق حقانی واقف اسرار ربانی حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں ؎

سکہ کہ در یثرب وبطحا زدند نوبت آخر بہ بخارا زدند

یعنے انوار وفیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اس کے بعد وہی انوار وبرکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں۔

آپ کی ولادت ۷۱۸ھ ہے جیساکہ خزینۃ الاصفیا میں مندرج ہے۔ اور بقول سفینۃ الاولیاء ۴ محرم ۷۱۸ھ ہے۔ وفات شریف آپ کی شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی عمر شریف آپ کی ۷۳ برس ہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپکا سلسلہ کہاں تک پہونچتا ہے۔

فرمایا آپ نے کہ جس کے سلسلہ کی کوئی انتہا نہیں یعنے خدا تک۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ ذکر خفی کا کیا طریق ہے آپ نے یہ آیت شریف پڑھی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اور یہ شعر سنایا ؎

از درون شو آشنا و از بروں بیگانہ باش
اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب دیا کہ میری یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گنہگار ہونے کے مجھے نہ زمین نگل لیتی ہے نہ آسمان سے کوئی عذاب اترتا ہے اور میں چلتا پھرتا ہوں۔ سچ ہے ع: ”نہد شاخ پُر میوہ سر زمین“۔ آپ سے دربارۂ سماع سوال کیا گیا تو جناب نے جواب دیا کہ نہ ایں کار میکنم و نہ اں کار میکنم سماع سے مراد یہ سماع نہیں جو کہ فی زمانہ مروّج ہے بلکہ اُس سماع کا ذکر ہے جس کی تشریح امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں تحریر فرمائی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک خاص حالت میں ایک شخص محمد زاہد نام سے کہا کہ مر جاؤ وہ مر گئے پھر باشارۂ غیبی فرمایا کہ زندہ ہو جاؤ۔ پس وہ زندہ ہو گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رات کو اپنے محبوب کے بوس و کنار میں مشغول رہا۔ صبح کو آپ کے پاس آ کر اظہار اشتیاق صحبت درویشاں کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ رات کو تو یہ کام کرو اور دن کو ہم سے یوں کہو۔ وہ شخص از حد شرمندہ ہوا۔ آپ کا جب آخری وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کے ساتھ کچھ بیہودہ نہ پڑھو صرف ایک رباعی پڑھتے جاؤ۔ رباعی۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شَیْئًا لِلّٰہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر ہمت بازوئے تو

آپ کی ولادت باسعادت کا مادۂ تاریخ ذاھد مشکلکشا ۷۰۲ھ ہے۔ اور وفات حسرت آیات کا مادۂ تاریخ قصر عرفان ۷۹۱ھ ہے آپ کی کئی رباعیات ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے چند رباعیات لکھتا ہوں تاکہ ناظرین اہل دین کے مردہ دلوں کے اندر تازہ روح پڑے۔

از خونِ دلم دو چشم پرنم بہتر — در عیش و نشاط اندوہ و غم بہتر
یک لحظہ حضورِ دل بدرگاہ خدا — از سلطنت تمام عالم بہتر

بر چہرہ ندارم ز مسلمانی رنگ — دارد بر ما شرف سگِ اہلِ فرنگ
آں روسیہ ام کہ آید از روسیہی — دوزخ را ننگ و اہلِ دوزخ را ننگ

زانجا کہ کمالِ جانانۂ ماست — عالم ہمہ در پناہِ جانانۂ ماست
مارا چہ ازیں کہ عالمے خصم شود — پیش و پسِ ما سپاہِ جانانۂ ماست

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے — واں نان بنہم پیشِ سگِ نادانے
آں سگ باشد گرسنہ در کہدانے — از عار براں نان نہ نہد دندانے

عودم چو نبود چوب بید آوردم — روے سیہ و موے سپید آوردم
چوں خود گفتی کہ ناامیدی کفر است — فرمانِ تو بردم و امید آوردم

خود دلشکنی کہ بت شکستن این است — در خود بگسل کہ ز قید رستن این است
در گوشۂ خاطرِ عزیزاں جا کن ! — در مذہبِ ما گوشہ نشستن این است

ایں دہ دلہ و دہ دلہ را یک دلہ کن — صراف زر خود شو و خود را سرہ کن
یک نیم شب خیز و بدرگاہ بیا — گر حاجتت نہ بر آید وانگہ گلہ کن

در وقتِ سپیدہ دم خروسِ سحری — دانی کہ چرا ہمے کند نوحہ گری
در آئینۂ صبح نمودند اورا ! — از عمر شبے گذشت و تو بیخبری

شب خیز کہ عاشقاں بشب زار کنند — گرد در و بام دوست پرواز کنند
ہر جاکہ درے بود بشب بر بندد — الاکہ در دوست زاں شب باز کنند

مردان رہش میل بہشتے نکنند — خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجاکہ مجرمانِ حق مے پوشند — خم خانہ تہی کنند و مستی نکنند

روزے کہ چراغ خاموشش شود — بر بستر مرگ عقل مدہوش شود
بابید روان مکن خدایا حشرم ! — ترسم کہ بچشم فراموشش شود

گر دست دعا تضرع بردارم — بیخ دین کو ہہانہ جا بردارم !
لیکن ز تفضلات معبود احد — تا صبر از صبراً جمیلا بردارم

تا روئے ترا نہ دیدم اے شمع طراز — نہ کار کنم و نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں یار تو بدم مجاز دمن جملہ نماز — چوں بے تو بدم نماز من جملہ مجاز

پر درد نازد نغمش دوست مرا — بر دوخت مرقعہ از رگ و پوست مرا
تن خرقہ و جانِ من چوں صوفی ! — عالم ہمہ خانقاہ شیخ اوست مرا !

پیوستہ رضائے دوست میدارم دوست — اندوہ و بلائے دوست میدارم دوست
گر جان طلبند چہ گونہ تقصیر کنم — من جان برائے دوست میدارم دوست

بد خواہ کساں ہیچ بمقصد نرسد — یک بد نکند تا بخودش صد نرسد
من نیک تو خواہم و تو خواہی بد من — تو نیک نہ بینی و بمن بد نرسد

ہر بارہ کہ از حضرت احد وہند	بے منت شاہے سحرگاہ وہند
خواہی کہ کمال معرفت دریابی	از خود بگذر تا بخودت وہند

ذکر مبارک حضرت محمدؒ بن محمدؒ البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۷

فائدہ۔ نام پاک آپ کا سید محمدؒ بن محمدؒ البخاری ہے۔ اصلی وطن آپکا بخارا شریف ہے۔ آپ خلفاء میں سے ممتاز و سجادہ نشین ہیں۔ سوائے خلافت کے آپ کو رشتہ دامادی بھی حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہے۔ اس شجرۂ طیبہ میں آپ کی نسبت بطور بیعت وارادت نہیں بلکہ نسبت فیضانی ہے کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ نے بوقتِ وفات اپنے خدام و مریدوں کو حضرت عطارؒ کے سپرد کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شجرات میں آپکا نام درج ہے۔ اور بعض میں نہیں۔ صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی تو اسی رات کو ایک نابینا درویش نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ تو عرض کی آپ کے ساتھ کیا معاملہ گذرا۔ تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ بزرگیاں عنایت فرمائی ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ لیکن ادنےٰ سے ادنےٰ یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ چالیس فرسنگ تک جو شخص تیرے مقبرہ کے گرداگرد مدفون ہو گا اُس کو تیری طفیل بخش دیا جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک گروہ معتزلیوں پر آپ نے نظر توجہ ڈالی تو اُن کو خدا کی رؤیت سے جو انکار تھا وہ شک وشبہ زائل ہو گیا۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید نے کسی عورت پر نظرِ بد ڈالی تو جب آپکے پاس آیا تو اُس بات کا ذکر نہ کیا اُس کو آپ نے غصہ کی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ وہ بات کہو نہیں تو میں ہی بتاؤنگا یہ سُن کر وہ شرمندہ ہوا اور اُس عورت کا ذکر بھی کر دیا۔ اور آپ کا فیض باطنی اس قدر تھا کہ تمام اصحاب خواجہ بزرگ نے آپ سے استفاضہ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت محمدؒ پارساؒ نے بھی پھر بیعت کی۔ وفات آپ کی شبِ چارشنبہ کو بعد از نماز عشا بتاریخ ۲۰ ماہ رجب ۸۰۲ھ اور مدفن مبارک موضع چغانیاں میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات

ولی اللہ مخدوم ر سنہ ۸۰۲ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - آپ اصحاب اجلہ میں سے ہیں - اور خلفاء مقبولہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے ہیں -
آپ علوم ظاہری و باطنی سے ممتاز و بہرہ یاب تھے - ابتدا میں کچھ حصہ طالب علمی کا ہرات
و مصر میں گذرا بعداز تحصیل علوم ظاہری بخدمت فیضدرجت حضرت خواجہ بزرگ نقشبند
علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے - جب بخارا شریف میں بغرض تکمیل علم باطنی و خزائن پہنچے -
تو اول قرآن شریف سے فال کھولا - یعنی جس نیت سے میں آیا ہوں وہ ہو گی یا نہیں -
مصحف پاک کھولا تو سرورق سطر اول پر یہ آیۃ کریمہ نظر پڑی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ
فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ - پس اس آیت سے اشارہ محمود سمجھ کر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ
کی خدمت اقدس میں التماس بیعت و ارادت کیا - جناب خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ میں
اپنے آپ کوئی کام نہیں کرتا - آج استخارہ کرتا ہوں اگر قبولیت ہو گئی تو بہتر ورنہ خیر -
حضرت یعقوب فرماتے ہیں کہ یہ رات میرے پر ہزار ہا مصیبتوں سے بڑھ کر تھی کوئی رات
اس قدر غمگین نہیں گذری جسقدر یہ رات گذری ہے - کیونکہ یہ رات گویا میری قسمت
کی معیار تھی - بار بار یہی اندیشہ تھا کہ خدا جانے کیا حکم ہوتا ہے - قبول ہونگا یا نہیں -
صبح کو جب جاگ کھلی تو خواجہ صاحب نے مجھے دیکھا اور تبسم فرما کر کہا کہ تو مقبول ہے -
بعدازاں مجھے تلقین و بیعت سے سرفراز فرما کر خواجہ عطار کے سپرد کر دیا - اور بعد از خواجہ
بزرگ حضرت عطار کے زیر سایۂ عاطفت پرورش و تربیت پائی -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جب آپ سے بیعت ہونے لگے تو آپ
کے روئے مبارک پر کچھ چھائیاں تھیں جس سے اُن کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی - پس
آپ کو یہ خطرہ معلوم ہو گیا اور آپ ایسے نورانی شکل میں نمودار ہوئے کہ بے اختیار اُن
کا دل آپ کی طرف کھینچا گیا - اور بیعت ہو گئے - اُس وقت خواجہ یعقوبؒ نے فرمایا کہ خواجہ
نقشبند علیہ الرحمۃ نے مجھ کو فرمایا ہوا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے جو کوئی تجھ سے مرید ہوگا

گویا مجھ ہی سے ہو گا۔ نام آپکا مولانا محمد یعقوب ہے۔ ولادت آپ کی موضع چرخ توابع غزنی سے ہے۔ وفات آپ کی ۸۵۱ھ ۵ ماہ صفر ہے اور مزار پاک ہلغتو کہ نواح ہرات میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپ کی شمس الہدایت (۸۵۱ھ) ہے۔

۱۹

ذکر مبارک حضرت ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرارؒ

فائدہ۔ نام آپکا ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرار ہے۔ آپ اولاد امجاد خواجہ محمد باقی بغدادی سے ہیں۔ ابتداء میں ولایت شاش میں متوطن رہے۔ آپ ولی مادرزاد تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اولاد شیخ عمر یاغستانی سو ۱۷ واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب تک پہونچتی ہے۔ آپ کی والدہ خواجہ محمود شاشی کی دختر ہے۔ بہت سے مشائخین وقت سے فیض پایا۔ آپ کی کرامت کا تذکرہ مفصل خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الالیا و تذکرۃ الاولیا میں ہے۔ ازانجملہ کچھ عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس وقت مولانا عبدالرحمٰن جامی سے آپ نے اپنے مرید ہونیکی اور حضرت مولانا چرخی کی شکل نورانی میں ظاہر ہونیکی بیان فرمائی تو آپ بھی خواجہ احرار بطریق خلع ولبس اُن کے روبرو ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہوئے کہ جو مولانا جامی کے محبوب تھے۔

(۲) خواجہ ہندو ترکستانی آپ کے مرید ایک ہوا میں اُڑتے تھے۔ آپنے یہ حال گستاخی آمیز دیکھ کر اُن کا سب حال چھین لیا۔ بہت عاجزی کی مگر نہ دیا۔ تب اُنہوں نے آپکو اکیلا پا کر مارنا چاہا تو لپک کر حملہ کیا اور چھری مارنے کا قصد کیا آپ اُسیوقت ایک جوان جنگلی کی شکل بن کر ظاہر ہوئے وہ حیران ہو گئے چھری اُس کے ہاتھ سے چھین لی اور پھر اصلی صورت میں نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اب بتا تیرا کیا حال کروں۔ وہ قدموں پر گر پڑا۔ آپنے خطا معاف کر کے جو کچھ چھین لیا تھا واپس عنایت کیا۔

(۳) شیخ ابو سعید جو آپ کے معتقدوں میں سے تھے ایک عورت جمیلہ پر ایک روز اپنے مکان پر ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ ناگاہ حضرت خواجہ احرارؒ کی آواز سنی کہ اے ابو سعید کیا کرتا ہے ابو سعید یہ سنتے ہی گھبرا گئے اور اُس کام سے باز رہے۔

(۴) آپ کے کچھ خدام بازار گئے تھے وہاں ایک صاحبِ جمال کو ایک شخص دیکھنے لگا تھا تو اوروں نے منع کیا اُس نے کہا کہ میں بنظرِ شہوت نفس نہیں دیکھتا جب آپ کے پاس وہ آیا تو آپ نے آتے ہی پہلے فرمایا کہ میں تو اب تک نفس کے مکر و خطرہ سے بیڈر نہیں ہوں۔ تو آپ ایسے کب سے ہو گئے کہ بدون شہوت نفس کے دیکھتے۔ وہ از حد شرمندہ ہوا۔ آپ بہت ہی اشراف خواطر رکھتے تھے۔ جو جو خطرہ کسی کے دل پر گذرتا آپ اُس کو پکڑ لیتے اور فرما دیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کے پاس بیٹھ کر کسی طرح کا خطرہ جی میں لا دے۔

ولادت آپ کی ماہ رمضان ۸۰۶ھ اور مادہ تاریخ "تاج عارفاں" ہے اور وفات آپ کی بروز ہفتہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں۔ مادہ تاریخ وفات "مرشد عارف" ہے عمر شریف آپ کی ۸۹ سال ہے اور مزار مبارک شہرِ سمرقند میں ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ زاہد محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ خلفائے عظیمہ خواجہ احرارؒ سے ہیں۔ علم ظاہری باطنی میں خوب حصہ وافر رکھتے تھے۔ فقر و تجرید و توحید و ورع میں مقامات عالیہ پر تھے۔ قبل از حاضر ہونے خدمت خواجہ کے کئی سال عبادت و ریاضت میں خرچ کئے بعد از مجاہدہ کثیرہ کے آپ کو خواب میں اشارہ ہوا۔ آپ اپنی جگہ سے بارادت و بیعت بطرف خواجہؒ روانہ ہوئے۔ جب نزدیک پہونچے تو خواجہ احرارؒ نے بھی بنور باطن اس واقعہ پر اطلاع پا کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے مکان سے نکلے۔ راستہ میں ہر دو حضرات کا اتفاق ہوا۔ آپس میں مصافحہ و معانقہ کیا۔ ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھے اور خواجہ صاحب نے مولانا زاہد صاحب کو بیعت سے مشرف کیا۔ اور سوائے اس ایک صحبت و ملاقات کے بار دیگر ملاقات نہیں ہوئی۔

شیخ شرف الدین صاحب روضۃ السلام میں فرماتے ہیں کہ مولانا زاہد محمدؒ حضرت خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے اقربا سے ہیں۔

وفات شریف آپ کی غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی اور مزار پاک موضع وخش ہے۔ مادۂ تاریخ وفات فیضِ الٰہی (۹۳۶ھ) ہے۔

۲۱ ذکرِ مبارک حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسمِ شریف آپکا درویش محمد ہے۔ آپ حضرت مولانا زاہد محمد کے اصحاب نامدار و خلفاء کبار سے ہیں۔ آپ بصفت علم ظاہری و باطنی متصف تھے اور جود و سخا کی صفت سے خاصۃً موصوف تھے۔ صاحب تذکرۃ الاصفیاء فرماتے ہیں کہ خواجہ درویش محمد صاحب قبل از بیعت ۱۵ برس مجاہدہ و ریاضت و تفرید میں رہے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی اور بیقرار ہو گئے اور آسمان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو بہتر ورنہ مولانا زاہد محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ وہ آپکو تعلیم صبر وغیرہ فرمادینگے۔ پس بمجرد اس فرمان کے آپ زاہد محمد صاحب کیطرف روانہ ہوکر حاضر خدمت ہوئے اور تکمیل کو پہونچے۔ وفات آپ کی ۱۹ محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی اور روضہ مبارک آپ کا موضع اسفرا علاقہ شہر لبستر آباد میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپ کا مست عشق (۹۷۰ھ) ہے۔

۲۲ ذکرِ مبارک حضرت مولانا محمد مقتدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ کا نام مبارک مولانا محمد مقتدیٰ ہے۔ آپ فرزند ارجمند و خلفاء حق پسند خواجہ درویش محمد صاحب سے ہیں۔ تربیت ظاہری باطنی اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ فکر و ذکر و عبادت و ریاضت میں از حد ساعی و کوشاں تھے اور تیس برس تک اپنا احوال چھپاتے رہے۔ آپ نے قبل از رحلت اپنے ایک خط بنام خواجہ باقی باللہ صاحب تحریر فرمایا جس کے آخر میں یہ دو بیت درج تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ۔۔۔ ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم

جدائی مبادا مرا از خدا | دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپ کے حالاتِ کرامات نہایت عجیب و غریب ہیں۔

(۱) ایک دفعہ تین آدمی آپ کی خدمت میں امتحان کرامت کے لیئے آئے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں جو کچھ سوچا تھا وہی آپ نے بیان فرمادیا اور نصیحت فرمائی کہ اس گروہ صوفیہ کا حال مختلف ہوتا ہے۔ ان کے پاس بہ نیت امتحان نہ آنا چاہیئے کیونکہ اسکو بے ادبی کہتے ہیں بے ادب آدمی فیض و برکت سے محروم رہتا ہے۔ ان کی زیارت خالصاً للہ کرنی چاہیئے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد | تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد!

(۲) ایک دن عبداللہ خان والی توران نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں کمربستہ کھڑے ہیں۔ صبح کو دیکھکر پہچان لیا اور بہت معتقد ہوا۔ وفات شریف آپ کی بقول صاحب روضۃ السلام ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ ہے۔ عمر شریف آپ کی ۹۰ برس مزار شریف شہر امکنگ میں جو کہ مقاماتِ سمرقند میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات شیخ زمان ۱۰۰۸ھ ہے

ذکرِ مبارک حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳

فائدہ۔ یہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ ہیں۔ آپ کمالات ظاہری و باطنی میں یکتا اور جذب و عشق میں بینظیر تھے۔ آپ دراصل سمرقند و کابل کے ہیں۔ آپ والد کیطرف سے شیخ عمر باغستانی تک نسبت آبائی رکھتے ہیں۔ اور علم ظاہری مولانا محمد صادق حلوائی سے حاصل کیا ہے اور خواجہ بہاؤالدین مشکلکشا نقشبند علیہ الرحمۃ سے نسبت اویسی رکھتے تھے اور روحانی طور سے حضرت عبیداللہ احرار سے بھی استفاضہ حاصل کیا۔ اور بیعت و ارادت حضرت مولانا محمد مقتدا امکنگی سے ہے۔ آپ ہر روز بعد از عشا نماز تہجد تک دو قرآن کریم کا ختم فرماتے اور بعد از تہجد نماز صبح تک ۱۰ بار سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے بعد ازاں کہا کرتے کہ رات کو کیا ہو گیا کہ جلدی گذر گئی ہے۔ آپ کے خوارق و کرامات بیشمار ہیں۔ چنانچہ خزینۃ الاصفیا

وتذکرۃ الاولیاو تذکرۃ الاصفیامیں مندرج ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ شروع کی۔ چونکہ امام کے پیچھے الحمد وغیرہ کا پڑھنا سخت منع بلکہ نماز کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا حضرت سیدنا و مرشدنا وہادینا سراج الائمۃ امام الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح اسیوقت حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے باقی باللہ ہمارے مذہب (حنفی) میں بڑے بڑے اولیاو علماء و صلحاء محدثین ومفسرین داخل ہیں اُنہوں نے باتفاق امام کے پیچھے پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ اسیواسطے تمکو بھی قرأۃ خلف امام ترک کرنا چاہیے۔ پس آپ نے قرأۃ امام کے پیچھے ترک کر دی۔

نقل ہے کہ شیخ چاند مرض علنیت (نامردی) میں مبتلا تھے۔ آپ نے اُس کو سینہ سے لگاکر توجہ دی وہ مرض خدا نے دور کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک لڑکا جوان قلعہ پر سے گِر کر مر گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مرا نہیں ہے ضعف سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ کے حجرہ مبارک میں اُس کو لائے تو آپ نے تھوڑی دیر بعد اُس کو ہاتھ پکڑکر باہر لائے اور فرمایا کہ دیکھو مرا نہیں ہے۔ وفات آپ کی بروز دوشنبہ ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ میں ہوئی اور عمر شریف آپ کی چالیس سال ہے۔ مزار شریف آپکا شہر دہلی بیرون دروازہ متصل قدم شریف ہے۔ مادہ تاریخ غلیب (۱۰۱۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت امام ربانی حبیب یزدانی مجدد الف ثانی رح

۲۴

فائدہ۔ آپ کے فضائل و کمالات و خوارق و کرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح و بسط سے مرقوم ہیں۔ آپ امام طریقت و مقتدائے شریعت ہیں۔ آپ رافع بدعت و محی سنت تھے۔ اسم شریف آپکا شیخ احمد۔ نسبت فاروقی اور لقب بدر الدین اور کنیت ابوالبرکات ہے۔ آپ کی نسبت و ارادت طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور نسبت قادریہ شاہ اسکندر کیتھلی کے ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ خواجہ عبدالاحد کے ساتھ ہے۔ اور فیض سہروردیہ بھی خواجہ عبدالاحد صاحب ہی پایا۔

؎۱ اس مسئلہ کو ہم نے رسالہ ضرب شدید بر جگر منکر تقلید میں مفصل بیان کیا ہے وہ بلا قیمت تقسیم ہوا۔ ۱۲

علاوہ ازیں سلسلہ شطاریہ و مداریہ و کبرویہ وغیرہ کا فیض بھی آپ نے والد سے ہی پایا۔ آپ نے اپنے مقامات و مراتب میں اسقدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحب حلقہ میں تشریف لا کر فرمایا کرتے کہ شیخ احمد ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اُس سے منور ہیں اور شیخ احمد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ "طریقہ ما طریقہ صحابہ کرام است و نزد فقیر یک گام دریں طریق زدن برابر ہزار گام است در طریق دیگر" پہلے تمام علمائے عصر و فضلائے دہر میں سے حضرت شیخ احمد صاحب کو لقب مجدد کا مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ اور شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی بھی قائل بہ مجددیت و افضلیت ہو گئے تھے۔ اور مولانا جلال الدین سیوطی اور خواجہ شیخ بدر الدین نقشبندی وغیرہ علمائے کرام نے یہ حدیث دربارہ تعریف و بشارت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمائی ہے وہ حدیث یہ ہے۔ يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ صِلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّاسِ یعنی میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کو بوجہ اصلاح و اتحاد کرانیکے صلہ کہینگے اُس کی شفاعت سے اسقدر لوگ بہشت میں جا دینگے اور خود شیخ احمد صاحب نے ایک جگہ اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنِي صِلَةً بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ وَمُصْلِحًا بَيْنَ الْفِئَتَيْنِ یعنے شکر اُس خدا کا جس نے مجھے بنایا دو دریاؤں کے ملانے والا اور دو فریق کے اصلاح کرنے والا۔ مدت مدید سے دو فرقہ وجودی و شہودی باہم سخت متنازع رہتے تھے آخرش مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ سے ہر دو فریق کے مسائل و عقائد پر معقولانہ بحث کر کے مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود کو صاف و سہل کر دیا۔ اور ہر دو فریق کی صلح کرائی۔ چنانچہ مکتوبات کے ناظرین پر روشن ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے یکایک خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے تجھ کو اور تیرے وسیلہ دار مریدوں کو میں نے بخش دیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد النعمان دیہ آپکے خلیفہ خاص اسلئے زیارت جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر محمد نعمان سے کہہ دے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول ہے اور شیخ احمد صاحب کا مردود ہمارا مردود ہے۔ اور ہمارا مقبول یا مردود خدا کا مقبول یا مردود ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا ایک دن مطالعہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کر رہا تھا کہ امیر معاویہؓ کی تعریف و توصیف کا مقام پڑھ کر بیزار ہوا اور مکتوبات شریف کو بہت سختی و غصہ سے زمین پر مارا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ امام ربانی علیہ الرحمۃ آئے اور کان سے پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان میرے کلام پر غصہ و معترض ہے چل تجھ کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس لیچلوں۔ چنانچہ امام ربانی گھسیٹ کر حضرت علی کی خدمت میں لے گئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں یہ شخص مجھ پر معترض ہے اور غصہ سے کتاب کو زمین پر پھینکدیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے شخص خبردار اصحاب نبوی کے حق میں کبھی کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ کہنا اور نہ عداوت کرنا۔ یہ شخص معترض چونکہ نہایت ضدی تھا اس لیئے یہ کلام حضرت علیؓ کی سُن کر متوہم ہوا اور دل سے تردید پر مستعد ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ شخص تو بدظن سنگدل ہے اس کے سینہ پر ایک دھپڑ لگاؤ تاکہ اس کا سینہ صاف ہو اور توبہ کرے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے زور سے اس کے سینہ پر دھپڑ لگایا فوراً اُس نے توبہ کی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو وہ ضرب سینہ پر موجود تھی۔ فی الفور بحضور جناب شیخ احمد صاحب تائب ہو کر مرید صادق بن گیا۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص کو آپ نے سفر کو روانہ کر کے فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مصیبت و مشکل آن پڑے تو مجھ کو یاد کر لینا۔ جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہنچا تو ناگاہ ایک شیر ببر بہت غُصّہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپ کا نام پاک زبان پر لایا تو آپ معاً حاضر ہوئے اور آپ نے اُس شیر کو بھگا دیا اور

اُس مسافر کو بمعہ قافلہ کے نجات دلا کر سیدھا راستہ پر چلا یا۔
نقل ہے کہ فرمایا جو شخص میرے طریقہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہو گا اُن سب کو خدا نے میرے پیش نظر کر دیا ہے اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام و مقام بتا دوں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ جس جنازہ پر تو نماز پڑھیگا اُس میت کو بخش دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو جو کمالات کہ نوع بشر کے لئے آئندہ ممکن ہیں وہ خدا نے اس عاجز کو عنایت کئے ہیں باستثنا رسالت نبوت کے۔ آپ گیارھویں صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ: "اے فرزند ایں آں وقتیست کہ در اُمم سابقہ دریں طور وقتیکہ پُر از ظلمت است پیغمبر اولو العزم مبعوث میگشت واحیائے شریعت جدیدہ میکرد الخ۔" کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان سنہری الفاظ کی موجودگی میں بھی ہماری تحریر کو اپنی طبعزاد زیادتیوں پر محمول سمجھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس کے اِن کج فہموں کا کمالات مجددیہ رح کو کمالات رسالت و نبوت کا وارث یا مظہر اتم نہ سمجھنا گویا آفتاب نصف النہار سے انکار کرنا ہے کیونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح خود فرماتے ہیں کہ "از عین الیقین وحق الیقین چہ گوید واگر گوید کہ فہم کند کہ در یابد ایں معارف از حیطۂ ولایت نیست۔ ارباب ولایت در رنگ علمائے ظواہر در ادراک آں عاجز اند و در درکِ آں قاصر۔ ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار النبوت اند۔ رعلی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است۔"
یعنی عین الیقین وحق الیقین کی نسبت کیا کہوں۔ اگر کہوں تو سمجھنے والا اور مطلب تک پہونچنے والا کون ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے باہر ہیں۔ جس طرح علمائے ظاہر ان معارف کے سمجھنے سے عاجز ہیں اسی طرح صاحب ولایت اصحاب بھی ان کو نہیں سمجھ سکتے یہ علوم شمع انوار نبوت سے لئے گئے ہیں۔ (اس کے صاحبو نپر صلوٰۃ اور سلام ہو) جو تبعیت اور وراثت سے دوسرے ہزار برس کی تجدید کے بعد تازہ ہوئے ہیں۔ ان علوم اور معارف کا صاحب اس دوسرے ہزار سالہ کا مجدد ہے۔ یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف

ثانی رح فرماتے ہیں کہ شکر ایں نعمت عظمیٰ بکدام زبان بجاآرد کہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ مافقیر رابعداز تصحیح عقیدہ بموجب آرا اہلسنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت واز مریدان ومتبعان ایں خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر بہزار گام طریق دیگر است۔ راہے کہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص بایں طریق عالی است منتہائے طرق دیگر تانہایت کمالات ولایت است از انجملہ راہے بکمالات نبوت نکشادہ اند از ینجاست کہ ایں فقیر در کتب رسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگواران طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند منتہیانِ ایں طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت کامل میبایند" الخ۔

اولیائے متقدمین کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی نسبت پیشگوئیاں

(۱) مقامات حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہوں گے اور ان میں سب سے پچھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا اور بعد از اصحاب کرام وہ امت کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

(۲) اس مبارک اور سچی پیشگوئی میں ایک عجیب وغریب نکتہ ہے۔ یعنی اس پیشگوئی سے مرزا غلام احمد کادیانی کے دعاوی باطلہ کی کھلے طور پہ تردید ہو رہی ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پچھلا یعنے سترھواں احمد حضور سرور کائنات سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا۔ مگر مرزا کادیانی تیرھویں صدی میں پیدا ہوا ہے اس لیے مرزا کادیانی کا دعوےٰ ہرگز ہرگز پایۂ صداقت کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور ندکورہ احمدوں میں اُس کا اپنے آپ کو شمار کرنا سخت غلطی ہے۔

کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جام کے دست مبارک پر تا دم حیات (ظاہری) چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ ایک دن آپ کے صاحبزادہ حضرت

شیخ ظہور الدینؒ نے آپ سے مدیافت فرمایا کہ ہم نے مشائخ کرام کے حالات کئی دوسری کتابوں میں دیکھے ہیں لیکن جن واقعات کا انکشاف آپ پر ہوتا ہے کسی اور پر ہوتے نہیں دیکھا۔
آپ نے فرمایا کہ میں نے جس قسم کی ریاضت کسی ولی کی سُنی یا دیکھی اُس پر عمل کیا خداوند تبارک وتعالیٰ نے جس قدر کہ اُن سب اولیار کو عطا فرمایا وہ تمام مجھ کو عنایت کیا۔ لیکن آج سے چار سال بعد ایک شخص احمد نام پیدا ہوگا کہ جس میں عنایات ایزدی کے آثار اولین جیسے ہونگے مخلوقِ خدا اُسے دیکھیگی اور کہیگی کہ ھذا من فضل ربی اولیائے اولین اور آخرین کے کمالات اُس کو دیئے جائیں گے۔
اب آپ دیکھئے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جامؒ کی پیشگوئی کس آن بان اور صداقت کا سہرا پہنے ہوئے پوری ہوئی۔ یعنی حضرت شیخ الاسلامؒ نے ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔ اور ولادت باسعادت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح دسویں صدی میں واقع ہوئی۔ اس حساب سے بموجب پیشگوئی پورے چار سو سال کے بعد حضرت امامؒ کی ولادت ہوئی۔
(۲) ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے تھے کہ دفعتًہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا۔ جس سے تمام کائنات منور اور نورانی ہوگئی اور یہ نور ساعت بساعت بڑھتا گیا اور اس نور سے اُمت مرحومہ کے اولیائے اولین اور آخرین نے روشنی حاصل کی حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کسی صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ القا رہا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز اُمت ہے جو پانسو سال بعد ظہور فرما کر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ جو اُس کی صحبت سے فیضیاب ہوگا وہ سعادت مند ہوگا اور اُس کے فرزند و خلفا بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں۔ اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم کرامانتاً سپرد فرما کر ہدایت فرمائی کہ یہ خرقہ بہ حفاظت تمام رکھا جائے اور جس وقت اُس کا اصلی وارث ظاہر ہو اُس کے پیش کیا جائے۔ سپردار جس شخص کی نوبت وہاں تک پہونچے وہ اُس سے استقاضہ اور اُس کی عزت کرے اور ہماری طرف سے یہ تحفہ سلام

پیش کرے۔

(۳) مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہند میں پیدا ہوگا جو اُمت کے اولیاء میں شان فضیلت رکھتا ہے مگر افسوس کہ اُس وقت ہم نہ ہوں گے۔ پھر ایک خط نیازمندانہ انداز سے لکھا اور اپنے خلیفہ کے سپرد کیا اور کہا کہ حضرت کے پیش کریں۔ چنانچہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی رح نے حضرت امام ربانی کی تجدید قیومیت کی خلعت ہونیکے دسویں سال گذرنے پر وہ خط خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ امت کے مشائخ کبار میں نظر آتے ہیں۔

منجموں کی پیشنگوئیاں

خان اعظم جو اکبر کے خاص ارکانِ سلطنت میں سے تھا۔ اکبر کے جور و تعدی سے تنگ آکر نجومیوں اور اخترشناسوں کو جمع کیا اور مضطرب ہوکر واقعات آئندہ کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی اور اُس مہلت گذرنیکے بعد سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا اور اوضاع فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک مردِ خدا پیدا ہوگا جس کی توجہ کی برکت سے دین اسلام تازگی پائیگا اور کفر بیچاو یکھیگا۔ ملحد لوگ نگونسار ہوں گے۔ اُس کا طریق مثل اصحاب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگا۔ اور ہزارویں سال میں دین اسلام کو تازہ رونق دیگا منجملہ انکے ایک نجومی نے بیان کیا کہ تین روز سے ایک ستارہ نکلتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آجتک نہیں نکلا تھا۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نکلتا تو اُس سے ایک نبی اولوالعزم صاحب شریعت کی بعثت کا استدلال کیا جاتا۔ چونکہ اس اُمت میں بعد ختمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر کا ہونا محال ہے اس لئے اس ستارہ کے خواص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک شخص پیدا ہوگا جو ترویج دین کے خواص میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا اور ایک اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہوکر باطل مذاہب کی بیخ کنی کریگا۔ اور شریعت مصطفویہ کو تازگی بخشے اور اس کا طریق سنت نبویہ کے

مطابق ہو پس اُسی دن سے خانِ اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا معتقد ہو اور اُن کے عہد مسعود کا منتظر تھا۔ چنانچہ بعد میں خود ایک واقعہ دیکھنے کے بعد تجدید کے دوسرے سال خدمت بابرکت میں مشرف ہوا۔

حالات بوقت ولادت

حضرت امامؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمدؒ پیدا ہوئے تو ایک دن میں مستغرق الحال ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ ہمارے گھر میں کل اولیائے امت جمع ہیں اُن میں سے ایک نے کہا کہ دوستو شیخ احمد کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اولیاے اولین و آخرین کے کمالات اسمیں جمع کیے ہیں اور اپنا خزینۃ الرحمۃ بنایا ہے۔

(۲) حضرت مخدوم یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے والد ماجد کے پیر دل میں سے شیخ عبدالعزیز رح خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی حضرت مجددؒ کی ولادت باسعادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اُس دن ہم نے عجیب کیفیت دیکھی۔ فرشتوں کی فوجیں کعبہ مطہرہ میں اُتر رہی ہیں اور وہاں سے سرہند شریف کیطرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ ہزاروں نورانی علم کعبہ پر لگا رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا محبوب پیدا ہوا ہے کہ خداوند تعالیٰ اُس کے ذریعہ سے دین اسلام کو عزت بخشیگا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اُکھیڑ دیگا۔ اور سنت مصطفویہ کو تازہ کریگا۔

(۳) حضرت شیخ ابوالحسن چشتی رح جو اُس وقت ایک عزیز الوجود بزرگ تھے وہ بھی شب ولادت حضرت مجدد الف ثانی رح کو سرہند شریف میں موجود تھے وہ فرماتے ہیں کہ ولادت کی رات میں نے ایک واقعہ دیکھا کہ شہر میں اُمت کے تمام اولیا جمع ہوئے اُن میں ایک ممبر رکھا گیا۔ ایک بزرگ نے ممبر پہ چڑھ کر فرمایا کہ لوگو تم کو مبارک ہو آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی روح پاک کو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزار سال تک اپنی کنار عاطفت میں پرورش فرمایا ہے جو کمالات ابتک کہ اولیاء کو فردًا فردًا

ملے تھے اُن کو ایک ہی مرتبہ عطا کر کے وہ ہے کمالات کا مظہر بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کی ولادت باسعادت ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعۃ المبارک آدھی رات گذرنے پر بوقت تہجد ہوئی۔ حضرت کی ولادت کا مادہ تاریخ لفظ خاشع ہے۔ شمسی حساب سے اُسوقت آفتاب خانہ حمل میں مشرف تھا جو آفتاب کے منازل سے اعلیٰ ہے۔ بموجب الہام و بشارات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب شریف بدرالدین اور اسم شریف شیخ احمد رکھا گیا۔

شجرۂ نسب

حضرت امام ربانی[۱] مجدد الف ثانی بن مخدوم شیخ عبدالاحد[۲] بن شیخ زین العابدین[۳] بن شیخ عبدالحی[۴] بن شیخ محمد[۵] بن شیخ حبیب اللہ[۶] بن امام رفیع الدین[۷] بن شیخ نصیرالدین[۸] بن خواجہ سلیمان[۹] بن خواجہ یوسف[۱۰] بن خواجہ اسحٰق[۱۱] بن خواجہ عبیداللہ[۱۲] بن خواجہ شعیب[۱۳] بن خواجہ احمد[۱۴] بن خواجہ یوسف[۱۵] بن فرخ شاہ[۱۶] بن خواجہ نصیرالدین[۱۷] بن خواجہ مسعود[۱۸] بن خواجہ محمود[۱۹] بن خواجہ سلمان[۲۰] بن خواجہ مسعود[۲۱] بن خواجہ عبداللہ[۲۲] بن خواجہ ابوالفتح[۲۳] بن خواجہ اسحٰق[۲۴] بن خواجہ ابراہیم[۲۵] بن خواجہ ناصرالدین[۲۶] بن عبداللہ[۲۷] بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

زمانۂ طفولیت

آپ ایام طفولیت میں کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کے لئے برہنہ کئے جاتے تو بعد فراغت فوراً خود کپڑا لے لیتے تھے۔ آپ کا جسم مبارک یا کپڑا کبھی نجاست آلود نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے گریہ وزاری کی۔ ہر وقت خنداں و فرحاں رہتے تھے۔ اگر دنرات آپ کو دودھ نہ دیا جاتا تو اس کی خواہش سے نہ روتے۔ ایام رضاعت میں بیمار ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادری رح سرہند شریف میں موجود تھے آپ کے والد صاحب علاج روحانی کے لئے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آپ کو لے گئے۔ شاہ صاحب دور ہی سے اس محبوب کو دیکھ کر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے والد

ماجد حضرت مخدوم صاحب رح کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا۔ اور بحالت استعجاب استفسار فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لیئے استادہ ہوئے ہیں۔ تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم اس صاحبزادہ کی تعظیم کے لیئے اُٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبوب آفتاب ہوگا اور اپنے تجلیات ارشادات سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب منور و تاباں کریگا اس کی ہدایت اور ارشاد کی تابندہ شعاعیں قیامت تک جلوہ نما رہینگی۔ ہاں وہی محبوب ہے کہ جس کے وجود مسعود کی خبر اُمت کے تمام اولیائے کرام رضوانیہ عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ اب تک اس کی بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں یہ کہہ کر حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان پاک حضرت کے دہن مبارک میں دی۔ آپ نے شاہ صاحب کی زبان چوسی۔ تو شاہ صاحب نے حضرت ممدوح سے فرمایا کہ لیجیئے صاحبزادہ نے بغیر زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف زبان کے راستہ سے ہی حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ صاحب سرہند شریف تشریف لاتے تو حضرت امام رح کے حق میں بشارات عظیم بیان فرماتے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جس زمین پر ایسے محبوب پاک کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اُس کی فضیلت و عظمت اور اُس کے حالات سے اپنے ناظرین کو آگاہ کریں۔

سرہند شریف

سر۔ بمعنے شیر۔ ہند بمعنی جنگل۔ گویا مجموعی معنے نیستان شیر یا شیروں کا جنگل ہوئے۔ واقعی تصویر قدامت کہہ رہی ہے کہ جس جگہ اب شہر آباد ہے کسی زمانہ میں یہاں ایک خوفناک جنگل تھا جو شیروں کا مسکن ہوگا۔ اسی مناسبت اور تطابق سے شہر کا نام سرہند قرار پایا۔ اور سکوں میں یہی نام استعمال پذیر ہوا۔ اور اب تغیرات اور انقلاب کے باعث بگڑ کر سرہند ہو گیا۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پایۂ تخت دہلی کو خزانہ لیئے جا رہے تھے جب خزانہ اس وحشتناک جنگل میں جہاں اب سرہند شریف ہے پہنچا تو خزانہ کے ہمراہیوں میں ایک صاحب کشف کو معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے

ہزار دیں سال گزرنے پر ایک شخص اس جگہ پیدا ہوگا جو وحید امت ہوگا اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے پکارا جائیگا۔

خزانہ شاہی کے سب ہمراہی اور باخدا صاحبدل کے عقیدتمند اور مخلص مرید تھے۔ انہوں نے اس جگہ اس شہر کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جملہ معتقدین نے بصد ادب عرض کیا کہ آپکا ارشاد بسر و چشم منظور ہے۔ لیکن اس کام کی خصوصیات کیلئے قدر شاہانہ امداد کے معاملہ دا ہے حضور ہمارے خیال میں اگر سلطان فیروز شاہ کے پیر یعنی حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں کا ارشاد ہے فرمادیں تو بادشاہ اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے بہ تر تکمیل پہونچادیگا۔

الغرض پیر مخدوم کی خدمت میں اس کے متعلق درخواست کیگئی اور اس صاحبدل کا مکاشفہ بھی بیان کیا گیا۔ حضرت مخدوم نے بادشاہ کو اس جگہ شہر آباد کرنیکی بتاکید فرمایا سلطان نے اپنے شیخ کا حکم بسر و چشم منظور کیا۔ اور امام رفیع الدین کے برادر اکبر یعنی خواجہ فتح اللہ کو جو وزیر اعظم تھے۔ اس کام پر متعین کیا۔ اور خواجہ صاحب دو ہزار سوار ہمراہ لیکر پہونچے اور جنگل میں ایک بلند جگہ دیکھکر بنیاد ڈالی۔ یہ شہر دار الخلافہ شاہ جہان آباد سے ۳۰ فرسنگ جانب شمال واقع ہے اور لاہور سے ۲۳ فرسنگ مشرق کی طرف کابل سے سرہند کا فاصلہ ۱۲۵ فرسنگ ہے۔

سرہند شریف روئے زمین کی اقلیم ثالثہ میں مرکز عالم پر واقع ہے اور حرمین شریفین بھی اقلیم ثالثہ میں ہے۔ اس لئے سرہند شریف اور حرمین شریفین کو آپس میں مناسبت تامہ ہے حضرت امام ربانی رح سرہند شریف کی علو شان کی نسبت حسب ذیل مترجمہ عبارت مکتوبات شریف تحریر فرماتے ہیں۔

"عنایت خداوندی و بتصدیق حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہر سرہند گویا میری زندگانی کی جگہ ہے اور میرے لئے ایک گہرا تاریک کنواں ایک راستہ میں تھا اُس کو پر کیا گیا۔ اور اُسے بلند کرکے اکثر شہروں پر اسے فوقیت بخشی گئی۔ اور اسمیں ایک نور امانت رکھا گیا کہ جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اقتباس کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بیت اللہ کی زمین میں نور چمک

رہا ہے فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق اکابر اولیاء کے وصال سے چند ماہ قبل اس نور کو اس فقیر پر ظاہر کیا گیا۔ اور اس زمین کے گوشہ میں فقیر دل کی نشانات سکونت دکھا دیئے گئے۔ اور ایک نور درخشاں مشاہدہ کرایا گیا۔ جو کیفیتوں سے منزہ و مبرا تھا۔ تو آرزو پیدا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن ہو اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ اس بات کو فرزندی اعظمی پر جو کہ صاحب اسرار تھا ظاہر کیا۔ اتفاقاً فرزند مرحوم اس دولت پر سبقت لے گیا۔ اور پردۂ خاک میں چھپ کر دریائے نور میں مستغرق ہوا۔ اور یہ بھی اس شہر معظم کی بزرگی اور شرافت میں سے ہے کہ فرزندی اعظمی جو کہ اکابر اولیاء اسعد میں سے ہے اس جگہ استراحت فرما ہے۔ ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور امانت کردہ فقیر کے انوار خاصہ کی ایک چمک ہے۔ جس سے وہ جگہ روشن کی گئی ہے جیسے ایک چراغ دوسرے مشعل سے روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (کہو سب ہر ایک نور ذات تعالیٰ کی طرف سے ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے)۔

اللہ اللہ! کیا نورانی شان اور اعلیٰ مرتبہ ہے۔ سرہند شریف کے متعلق حضرت ایک اور جگہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ "تخم بخارا اور سمرقند سے لا کر ہند کے اس خطہ میں بویا ہے یثرب اور بطحا کی خاک سے ہے۔ اور فضل کے پانی سے مرتب کیا۔ جب کشتکاری ہو چکی تو اس کو علوم و معارف کا پھل دیا۔" حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بھی اس شہر پاک کی نسبت اپنے (۸۰) مکتوب جلد اول میں فرماتے ہیں "آج سرہند باعث کثرت فیض و انوار ظہور اسرار کی بہتات کے ہند اور غیر ہند کا رشک بن رہا ہے۔ اس کو ہند میں سے نہیں سمجھنا چاہیے۔ وہ ولایت کا دریچہ ہے ولایت کی طرح کی ہوئی خاک ہے اور محبت کا مادہ اس کی طینت میں افسون کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔"

اور صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے دو خوارق اعظم صفحۂ ہستی پر رہ گئے ہیں۔ ایک تو آپ کے مکتوبات شریف دوم آپ کی اولاد پاک۔ اگر زیادہ آپ کے حالات کی ضرورت ہو تو رسالہ مقامات امام ربانی اور روضۃ القیومیہ میں پڑھو۔ آپ کی ولادت باسعادت تاریخ ۱۴ ماہ شوال سنہ ۹۷۱ھ روز جمعہ کو اور وفات حسرت آیات

بروز سہ شنبہ بتاریخ ۹ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری۔ عمر شریف آپ کی ۶۳ برس ہے۔ مزار شریف آپکا سرہند شریف میں ہے۔ مادہ تاریخ ولادت اشرف فقیر ۹۷۱ھ ہے مادہ تاریخ وفات احمد صراط المستقیم (۱۰۳۴ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حالات — اسم شریف آپ کا خواجہ محمد معصوم ہے علیہ الرحمۃ۔ اور لقب آپکا عروۃ الوثقیٰ ہے اور آپ فرزند ثالث شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ نسب شریف آپ کا از راہ اجداد امجاد گیارہ واسطہ سے سلطان فرخ بادشاہ کابل تک پہونچتا ہے اور انیس ۱۹ واسطہ سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ مقام آپکا درجہ علیا استعداد در ولایت محمدی المشرب تھے ۱۶ برس کی عمر تک جملہ علوم ظاہری سے فارغ ہوکر علم باطنی میں آپ سب بھائیوں میں سے سبقت لے گئے یہاں تک کہ آپ کے والد ماجد نے باوجود صغرسنی وکم عمری کے اپنے مریدوں کی تربیت فرمانے کی اجازت فرمائی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ سے زیادہ تھی اور سات ہزار آپ کے خلیفہ تھے اور میر محمد بدخشانی اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ معصومیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا معاملہ ہے ایک لڑکا مر گیا اور اس کے والدین بوجہ غلبہ افراط محبت بہت ہی جزع وفزع وگریہ وزاری کرتے تھے یہاں تک کہ ان کا حال ابتر ہوگیا وہ گریاں ونالاں آپ کے پاس آئے۔ حضور نے نہایت الحاح وتضرع سے ہاتھ اٹھاکر دعا فرمائی۔ خدا نے قبول فرمائی وہ بچہ زندہ ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کہیں تجارت کو گیا اتفاقاً بمعہ مال واسباب جہاز پر سوار ہوا اور جہاز ہلاکت وگرداب میں آگیا۔ جب غرق ہونے پر پہونچا تو حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو یاد کرکے ایک ہزار روپیہ نذر رکھا اسیوقت ایک اور طرف سے ہوا چلی تو وہ جہاز بعصمت وسلامتی تلاطم سے باہر ہوگیا۔ اور منزل مقصود تک پہونچگیا جب وہ شخص آپ کے پاس آیا تو پانچسو روپیہ نذر پیش کیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم نے ہی وقت قبولیت میں تو ہزار روپیہ اور اب پانچسو روپیہ وعدہ کا ایفاء واجب ہے۔

وہ شخص نہایت ہی شرمندہ ہوا اور ہزار بار عذر کر کے معافی چاہی۔

نقل ہے کہ شاہ جہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بہت ہی استدعا کرتا تھا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور عالمگیر بادشاہ آپ کا مرید ہوا مگر دولت صحبت آپ کی اس کو بھی نصیب نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ محمد صدیق صاحب پشاوری کہتے ہیں کہ دو بار بوقت مصیبت میں نے آپ کو یاد کیا آپ فوراً تشریف لائے اور اُس مصیبت سے رہائی دلوائی۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے محمد معصوم کو خلعت قیومیت عطا فرمایا ہے اور آپ کی مٹی کا خمیر بقیہ خمیر طینت جناب حبیب حق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ولادت آپ کی ۱۰۰۹ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۱۰۷۹ھ ۹ ربیع الاول یا ۱۰۷۹ھ ہے۔ عمر شریف آپ کی ۷۱ یا ۷۲ سال تھی مادہ تاریخ ولادت ۱۰۰۹ یا ساحق نخل وم ہے۔ اور مادہ تاریخ وفات نماهل ی غنی ۱۰۷۹ھ ہے۔ مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے۔ ضرور ہی دیکھو۔

ذکر مبارک حضرت محمد حجۃ اللہ صاحب سرہندی رح

فائدہ۔ آپ کا اسم شریف حجۃ اللہ اور لقب نقشبند ثانی اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ محمد معصوم سے پایا۔ اور علم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے اور فقر و زہد و تقوی میں خوب مضبوط و ثابت قدم تھے۔ جب آپ حج بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ۲۵ ہزار حاجی روانہ ہوئے۔ کُل کا خرچ و زاد سفر آپ ہی کے ذمہ تھا۔ اُس قافلہ میں چند روافض بطور تقیہ داخل تھے۔ حضور کو خدا نے مطلع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہمارے قافلہ میں ہیں کہ ظاہر اُن کا صاف اور باطن اُنکا ناپاک ہے۔ اُسی اثناء میں باد مخالف سے جہاز گھوم کر یمن کی طرف متوجہ ہو کر ایک کنارہ پر پہونچ گئے اُس جگہ قوم خوارج ترقی پر تھے اُنہوں نے حسد و عداوت کو اس حد تک بڑھایا کہ قتال و جدال تک نوبت آئی۔ جب بہت ہی تکلیف پہونچی تو آپ نے دعا فرمائی فی الفور خدا نے قبول کر لی۔ چنانچہ

۱۲ علما وغیرہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور سب اقوام خوارج و روافض کو طلب کر کے فرمایا کہ نہایت افسوس ہے کہ اہل بیت کے ساتھ اُلفت اور خلیفۂ پیغمبر سے عداوت ؛ چند کس کو فرمایا کہ اُن کو مارو۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو زدوکوب کا اثر بدنوں پر موجود تھا۔ پس بعد از قدرے گفتگو کے وہ علما وغیرہ تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ وفات شریف آپ کی ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا سرہند شریف میں ہے اور مادہ تاریخ وفات مو نقشبند ثانی (۱۱۱۴ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت محمد زبیرؒ صاحب سرہندی رح

۲۰

فائدہ۔ اسم شریف آپ کا محمد زبیر ہے۔ آپ نبیرہ و خلیفہ نقشبند ثانی ہیں۔ آپ کو خدا نے دولت دنیا و دین عطا کی تھی۔ آپ کے وقت کے امرا وغیرہ سب آپ کے معتقد و مرید تھے۔ وظیفہ دائمی آپ کا یہ تھا ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ۔ ۱۵ ہزار اسم ذات اور صلوٰۃ الاوابین پھر ۱۰ ہزار کلمہ شریف اور نماز تہجد میں چھ بار سورۃ یٰسین اور بعد میں قیلولہ دو رکعت پڑھتے جن میں قرآن مجید ختم کرتے بعد از عصر درس حدیث و تصوف فرماتے۔ وفات شریف آپ کی بروز چہارشنبہ بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ میں ہوئی۔ مرقد مبارک آپ کا سرہند شریف میں ہے۔ اور مادہ تاریخ وفات

مشتاق محمد نہ بیر ۱۱۵۲ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ- آپ کا نام نامی شاہ قطب الدین بخاری عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے۔ ولادت آپ کی ملک ماوراء النہر میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر خواجہ زبیر علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ علاوہ مجاہدہ و ریاضت باطنی کے آپ عالم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ تھے اور درس بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے سرہند شریف میں آن کر علم باطنی حاصل کیا اور بعد از انتقال اپنے پیر روشن ضمیر کی مسند خلافت پر بیٹھے۔ کچھ عرصہ تک سرہند شریف میں مقیم رہے۔ بعد از مدت مدید کے ایک صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کسی بات پر عناد ناحق شروع ہو گیا یہاں تک کہ خواجہ قطب الدین کی غیرت اور رنجیدگی سے سرہند فناہ و تباہ ہو گیا۔ اسی واسطے امام رفیع الدین صاحب کو بانی سرہند کہتے ہیں اور خواجہ قطب الدین صاحب کو فانی سرہند۔ چھ برس تک سرہند میں لرزہ و زلزلہ رہا۔ آپ نے وہاں سے رخصت ہو کر گیارھویں صدی میں مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی وفات ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ اور مزار مبارک آپ کا آدم بنوری و خواجہ محمد پارسا کے پاس مدینہ منورہ میں ہے اور آب سقف روضۂ عثمانی آپ کے مرقد پر گرتا ہے۔ مادۂ تاریخ وفات ظفر ۱۱۸۰ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب رامپوری

فائدہ- اسم شریف آپکا سید حافظ جمال اللہ صاحب بن سید محمد درویش صاحب ہے۔ نسب نامہ آپ کا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ بخارا شریف سے آپ سپاہیانہ لباس

میں آئے اور سرہند شریف میں قیام فرمایا۔ مگر اس سے پہلے وہ عملیات و قصائد خوانی کرتے
اور تلوار باندھ کر ملک کی سیر و سیاحت کرتے۔ اور علم ظاہری بھی حاصل تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی
تھے۔ جب سرہند شریف پہونچے تو جناب خواجہ محمد اشرف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی بعداز
ویرانی سرہند کے رامپور المعروف بہ مصطفےٰ آباد تشریف لے گئے۔ آپ عیال نہ رکھتے تھے۔ آپ
کے بعد تین خلیفہ رہے۔ اول شیخ صحرائی علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ شاہ درگاہی رامپوری رحمۃ۔ سوم
شاہ محمد عیسٰے گنڈاپوری علیہ الرحمۃ۔ وفات آپ کی تین یا چار ماہ صفر ۱۲۰۹ھ میں ہوئی۔ مرقد
آپ کا رامپور متصل دروازہ عیدگاہ کے ہے۔ مادہ تاریخ وفات منظر
حیا رست ۱۲۰۹ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ

۳۰

فائدہ۔ اسم شریف آپ کا محمد عیسٰے ولادت آپ کی موضع چوڑہ علاقہ ملتان میں
ہے۔ آپ خلیفہ اکبر و مقرب خاص ہیں حضرت حافظ جمال اللہ صاحب کے۔ اور شرف
سیادت سے بھی ممتاز تھے اور علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ آپ ہر روز حضرت خضر
علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ نے چند عرصہ اپنے پیر روشن ضمیر کی
خدمت فیضدرجت میں رہ کر تاج خلافت پایا اور گنڈاپور ضلع جرن میں اقامت
پذیر ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک خواجہ پیر محمد صاحب۔ دوم خواجہ جان محمد
صاحب۔ سیوم علی محمد صاحب علیہم الرحمۃ۔ بعداز وفات پدر عالی قدر خود مسند مشیخت
پر خواجہ جان محمد صاحب بیٹھے۔ وفات آپ کی ۷۔ ذی الحجہ ۱۲۲۳ھ کو ہوئی۔ مرقد
مبارک آپ کا موضع گنڈاپور میں ہے۔ مادہ تاریخ آپ کا مظفر دستگیر ۱۲۲۳ھ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلیہٖ

انوار تیراہی

حصہ اوّل

مناجات

یا من یجیب دعاء المضطر فی الظلم | یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
قد نام وفدی حول البیت وانتبھوا | وانت یا حی یا قیوم لم تنم
ادعوک ربی ومولائی ومستندی | فارحم بکائی بحق البیت والحرم
انت الغفور فجد لی منک مغفرۃ | واعف عنی یاذا الجود والنعم
ان کان عفوک لا یرجوہ ذو جرم | فمن یجود علی العاصین بالکرم

ایضًا

الا یا ایھا المامول فی کل شدۃ | الیک شکوت الضر فارحم شکایتی
الا یا رجائی انت کاشف کربتی | فھب لی ذنوبی کلھا واقض حاجتی
فزادی قلیل ما اراہ مبلغی | علی الزاد ابکی ام لبعد مسافتی
اتیت باعمال قباح ردیۃ | وما فی الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتی

شجرہ نسب

حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی ابن شیخ عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحی بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ حبیب اللہ ابن حضرت شیخ رفیع الدین بانی سرہند بن حضرت خواجہ نور الدین بن حضرت شیخ سلمان ابن حضرت خواجہ محمد یوسف بن حضرت خواجہ محمد اسحاق بن حضرت شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ شعیب ابن حضرت احمد بن حضرت یوسف بن حضرت فرخ شاہ کابلی بن حضرت نصیر الدین ابن حضرت محمد سلیمان بن حضرت مسعود بن حضرت عبد اللہ الواعظ الاصغر بن حضرت عبید اللہ الواعظ الاکبر بن حضرت ابو الفتح بن حضرت محمد اسحاق بن حضرت ابراہیم ابن حضرت نصیر الدین بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن الخطاب۔

شجرہ نسب مؤلف

غلام نقشبند بن محمد شفیع بن محمد سید شاہ بن فقیر محمد سجادہ نشین بن حضرت خواجہ نور محمد بن حضرت فیض اللہ صاحب بن حضرت خان محمد ابن حضرت علی محمد بن حضرت شیخ سلیمان بن حضرت شیخ سلطان بن حضرت شیخ الاسلام بن حضرت شیخ عبد الرسول بن حضرت شیخ عبد الحی بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ رفیع الدین۔ ابن حضرت نور الدین بن حضرت نصیر الدین بن حضرت شیخ سلیمان۔ بن حضرت یوسف بن حضرت محمد اسحق ابن حضرت عبد اللہ بن حضرت شعیب بن حضرت احمد بن حضرت یوسف بن حضرت محمد فرخ شاہ شہاب الدین کابلی۔ بن حضرت نصیر الدین بن حضرت محمد مسعود بن شیخ سلیمان بن حضرت محمد مسعود بن حضرت عبد اللہ الواعظ الاصغر بن حضرت عبد الواعظ الاکبر بن شیخ ابو الفتح بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم۔ بن حضرت سیدنا شیخ نصیر الدین ناصر۔ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی لڑکی سکینہ آئی تھیں۔ جن کے بطن سے حضرت

نصیر الدین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تھے۔

اجازت بیعت ہر چہاردہ خانوادہ کہ جو چہاردہ طریقہ سے مشہور اور معروف ہیں خاندان سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ہیں حضرت مجدد صاحب امام ربانی غوث صمدانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سے لیکر تا حال حضرت بابا جیو صاحب کی اولاد اور خلفائے ہیں سے بھی بعض مستفیض ہیں خصوصاً طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ اور قادریہ سہروردیہ چشتیہ سے تو اب تک اجازت حاصل ہے۔ اسلئے جو حضرات علیہم الرضوان کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ سے پہلے ہوئے ہیں انکے حالات پہلے دیئے جا چکے ہیں۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں اب صرف خواجہ سید حافظ شاہ جمال اللہ صاحب کے حالات سے ابتدا کرتا ہوں السعی منی والاتمام من اللہ۔

حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ سید آل رسول تھے اور حافظ حاجی سید جمال اللہ صاحب کے نام سے مشہور تھے آپ مادر زاد ولی تھے اور بظاہر علوم درسیہ میں اعلیٰ درجے کی تعلیم رکھتے تھے اپنے عصر میں فضائل و کرامات ہیں آپ کا وجود مبارک آپ ہی نظیر تھا۔ آپ کے فیضان سے ہر ایک کو فیض الٰہی سے حصہ تھا۔ آپ کے خلفاؤں میں سے چند خلفائے معظم کے نام جو مجھ کو یاد ہیں لکھ دیتا ہوں و۔ سید محمد عیسیٰ۔ ملا شیر خاں تیراہی۔ سید ملاں امان تیراہی۔ شاہ درگاہی صاحب غزنوی۔ وارث خاں بنارسی۔ سید محی الدین تیراہی۔

حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب کو اکثر الاتفاق سفر شہر رامپور شریف کا ہوا کرتا تھا جب شہر دہلی سے عازم رامپور ہوتے تھے تو آپ اپنے خلفاؤں کو ہمراہ لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ کا اتفاق سیر رامپور شریف ہوا تو آپ اپنے یاروں سے کہنے لگے کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ کے قلعہ اور باغ کو دیکھیں مگر پہلے چاہئے اپنے اوراد و نوافل سے فارغ ہو جاویں تاکہ فراغت سے سیر باغ اور قلعہ کیا جاوے۔ حاضرین نے عرض کی کہ اگر ارادہ سیر ہے تو بیشک پہلے ہم کو اپنے وظائف و اذکار معمولہ سے فراغت حاصل کرنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں سب اپنے اپنے وظائف و معمولات سے فراغت حاصل کرو چنانچہ دن کا کچھ حصہ گذر ا ہوگا کہ سب فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ اپنے ہمراہ حاضرین کو لیکر سیر کو روانہ ہوئے جب باغ کی سیر سے فراغت حاصل کر کے قلعہ شاہی کے پاس پہنچے اسوقت حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب بملازمت سپہ سالاری تعینات تھے اور اپنے کام میں

مصروف تھے۔ اور قلعہ کی دیوار پر کھڑے تھے۔ جس وقت حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی نظر مبارک حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کیطرف ہوئی آپ نے متحیر ہو کر شاہ صاحب کی طرف دیکھا اور فی الفور دیوار سے اتر کر حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کے قدم مبارک میں گرے اور ایسی حالت طاری ہوئی کہ دو تین گھنٹے تک آپ کے ہوش و حواس درست نہ رہے۔ بلکہ بعد دو تین گھنٹے کے آپ کو ہوش آئی اور اضطراری تسکین ہوئی تو آپ نے عرض کی کہ حضرت مجھکو داخل طریقہ شریفہ نقشبندیہ فرمادیں حضرت خواجہ جمال اللہ صاحب نے آپکے ہاتھ پکڑکر حضرت سید خواجہ محمد عیسٰے صاحب کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور فرمایا کہ اسکی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر اسکی تکمیل تمہارے ذمہ ہے حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب نے اسی روز اپنی ملازمت سے یکطرف ہوکر حلقہ بگوش حضرت خواجہ ممدوح ہوئے۔ آپکا قیام رامپور شریف دو ہفتہ کا رہا بعدازاں حضرت خواجہ سید محمد عیسٰے صاحب عازم ملتان شریف ہوئے۔ اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کو واسطے خدمت اور حاضر باشی حضرت شاہ جمال اللہ مامور فرمایا چنانچہ حضرت محمد فیض اللہ صاحب آپکی خدمتِ وضو ولباس پر چار سال مستفیض رہے۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید جمال اللہ صاحب نے اپنے خلیفہ شاہ درگاہی صاحب کو فرمایا کہ مخلص سید محمد عیسٰے صاحب اور بہت خلیفہ میرے پاس موجود ہیں بہتر ہے کہ خلیفہ محمد فیض اللہ کو واسطے خبر گیری اپنے بال بچہ کی روانہ کر دیا جائے۔ حاضرین نے آپ کی کلام اور مشورہ کی تائید فرمائی۔

حضور نے خواجہ محمد فیض اللہ کو اجازت وطن دیکر رخصت فرمادیا اور آپ تشریف دہلی میں لے گئے قریب اٹھارہ سال حضرت خواجہ محمد فیض اللہ گھر والوں سے بے خبر تھے جسوقت آپ موضع ڈوڈہ میں تشریف لائے جو کہ متصل شہر کوہاٹ واقع ہے آپ کو اسجگہ بلحاظ واقفی اپنے بزرگوار ونکی دو تین روز قیام کا اتفاق ہوا۔ ان ایام میں موضع ڈوڈہ میں بیماری تپ کی بڑی کثرت سے تکالیف تھی حضرت خواجہ محمد فیض اللہ ولی اللہ کی خدمت مبارک میں خلقت نے آنا شروع کیا۔ اور آپ سے دم کرانا اور تعویذ وغیرہ زود اثر اور مجرب ثابت کیا بلحاظ استدعا ان لوگوں کے آپ نے تین ماہ اسجگہ بسر کئے اور خلق خدا کو فیضان ظاہری و باطنی سے سیراب فرمایا۔ اسی اثناء میں قاضی صاحب امام مسجد اور مفتی علاقہ کوہاٹ جو کہ قاضی عبدالحمید کے نام سے مشہور تھے۔ اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رحمت اللہ علیہ کے والد بزرگوار کے شاگرد رشید تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے گھر میں ایک لڑکی ہے اگر آپ قبول فرمادیں تو نہایت مہربانی اور

غریب نوازی ہوگی کیونکہ میری لڑکی علم عربی سے واقف ہے اور کتب درسیہ فقہ شریف پڑھایا کرتی ہے حضرت نے فرمایا کہ فقیر اس میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا ہیں آج کی رات سے استخارہ کرونگا اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تو نہایت مبارک اور اگر بصورت دیگر مجھکو اجازت نہ ملی تو معاف فرماویں۔ کیونکہ بندہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ نہایت خوب آپ استخارہ سے معلوم کرلیویں۔ چنانچہ اسی ہفتہ میں آپ نے قاضی صاحب سے عرض کردی کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اجازت مل چکی ہے قاضی صاحب نے کمال عزت وحرمت سے آپ سے پیوند رشتہ کرکے لڑکی کا نکاح کرادیا۔

نقل ہے:۔ کہ آپ کے استخارہ میں آپ کو اشارہ ہُوا کہ اس نکاح کے ضمن میں جو فیضان الٰہی امانت رکھے ہوئے ہیں وہ ایک حصہ کامل سرزمین کیلئے باعث فخر دارین ہے اور اطراف واکناف ملکوں میں اسی کے نور سے روشنی اسلام پہنچیگی۔ موجب برکات عالم اور باعث شوکت اسلام ہوگی۔

نقل ہے:۔ کہ آپکو ایک مرتبہ عالم خواب میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کا اتفاق ہوا اور حضرت سید خواجہ شاہ جمال اللہ صاحب اور خواجہ سید محمد عیسیٰ بھی آپ کے ساتھ نظر آئے تینوں صاحبوں نے بڑی خوشی سے مبارک بادی اور فرمایا کہ نہایت مبارک ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے۔

نقل ہے:۔ کہ آپ کا دلی ارادہ صرف تعمیل حکم حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب تھا۔ کہ ایک مرتبہ ملک تیراہ کو فیضان الٰہی سے منور فرمایا جاوے۔ ورنہ آپ کا ارادہ ہمیشہ آپ کی غلامی میں جو کہ خلاصہ مقاصد تھا حاضر باش ہونیکا تھا۔

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ بعد از استخارہ آپ کی شادی کا سامان مہیا کرنے پر سب لوگ کمر ہمت باندھ کر بڑے زور سے اپنی عزیمت کو پورا کرنے پر آمادہ ہوئے۔ آخر بفضل الٰہی ایک ہفتہ کے اندر کار خیر سے فراغت حاصل ہوئی۔ آپ تقریباً چھ ماہ اسی جگہ قیام پذیر رہے بعد ازاں عازم ملک تیراہ جو آبائی اجدائی جگہ تھی متوجہ ہوکر خاص موضع تیزی شریف میں پہنچے آپ کی پہلی بیوی جو کہ اپنے والد صاحب کی زندگی میں نکاح میں آئی تھی اس کے بطن سے لڑکی انیس ۱۹ سال کی عمر کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور ان کا مکان بھی خاص موضع تیزی میں تھا جب حضور اس جگہ پہنچے تو اپنی پہلی بیوی کے گھر جانے لگے۔ بباعث کثرت مفارقت اور ناشناسائی کے گھر جانے کی اجازت نہ ملی۔ پہلی بیوی صاحبہ نے فرمایا کہ مجھ کو اپنے مالک کا یقین اسپر نہیں آتا شاید کوئی غیر محرم نہ ہو۔ میں اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

تین ماہ تک آپ ایک اور جگہ میں قیام کرکے فروکش رہے صورت ایسی ہوئی کہ آپ کے والد ماجد کے عہد سے ایک مولوی صاحب شبیر محمد نام جو کہ آپ کے قرب وجوار دیہات میں تعلیم کے سبب قیام رکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی نماز جنازہ پر باہمی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ مولوی شبیر محمد صاحب چونکہ ایام تعلیم میں ہم سبق رہے تھے انہوں نے حضور انور کو پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ آپ اسقدر مدتِ طویل کس جگہ رہے۔ اور اب کس مکان مبارک میں فروکش ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ مجھکو ایک عرصہ دور دراز کا اتفاق ملازمت احمد شاہ بادشاہ بمقام رامپور تشریف رہا۔ اب وہاں سے رخصت حاصل کرکے اس جگہ میں تین ماہ سے مراجعت کرکے آیا ہوں مگر قدرت خدا کی مجھکو اب تک کوئی اہل وہ نہیں پہچانتا ہے میں اب تک مسافر کی طرح رہتا ہوں اور میرے ساتھ دوسری بیوی ہے وہ بھی ایک اور جگہ میں فروکش ہے پہلی بیوی میری مجھکو شناخت نہیں کرسکتی۔ اب تک وہ غیر محرم سمجھتی ہے۔ حضرت مولوی شبیر محمد صاحب نے سب لوگوں کو کہا کہ تمہاری غلطی ہے یہ حضرت خواجہ صاحب محمد فیض اللہ صاحب ہیں ان کی طرف سے بدظنی کو دور کرنا چاہیئے۔ مجھ کو ایک عرصہ آپ کے والد صاحب کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنے کا اتفاق رہا۔ اور کئی کتابوں میں میرے ساتھ حضرت محمد فیض اللہ صاحب ہم سبق رہے۔ اس وقت سب لوگوں میں اطمینان اور تصدیق حاصل ہوا آپ بخیر اسی روز اپنی پہلی بیوی صاحبہ کے گھر تشریف لے گئے۔ چند روز تو آپ کی لڑکی جو پہلی بیوی سے تھی پردہ کرتی رہی۔ آخر باہم حسن اتفاق اور خوش گذرانے کے دن پہنچے۔ اور خوشی کے دن گذرنے لگے۔

نقل ہے کہ آپ ہر سال واسطے زیارت حضرت خواجہ محمد عیسےٰ صاحب بمقام موضع چودھڑ شریف جو کہ مضافات ملتان شریف میں واقع ہے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ بروقت ملاقات بیمار ہوگئے۔ اور طاقتِ رفتار آپ کے وجود سے جاتی رہی۔ جب احباب طریقت کو وقت ملاقات آ پہنچا تو سب نے حاضر ہوکر عرض کی کہ حضرت ہم تو آپ کی انتظاریٔ صحت پر قریب ایک ماہ گذار چکے۔ اب چونکہ وقت ملاقات نہایت قریب پہنچا۔ آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے وجود میں طاقت سفر کی نہیں میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ اِلّا میری طرف سے آپ کو ایک دو باتیں قابل یادداشت رہیں۔ اوّل جب آپ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچیں تو میری طرف سے دست بستہ عرض کریں کہ آپ کا غلام محمد فیض اللہ آپ کا دیدار دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ

محروم نہ فرمایا جاوے ؎

نہ قاصدے کہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز پیکئے ما نتے برد خبرے!

ببری باد صبا عرض عبودیت ما
بجنابے کہ ز ہجرش بالم موصولم

بعد ازاں گو کہ دعا گوئے شما میگوید
گرچہ دوریم ز خدمت بخدا مجبوریم

دوئم ۔ جب آپ واپس تشریف لاویں تو حضرت کے قدم مبارک کے نیچے سے قدرے خاک پاک اُٹھا کر ہمراہ لادیں ۔ جو کہ میری جان کی تریاق ہے خلیفہ ملا فقیر خاں سکنہ موضع درسمند جو کہ تیراہ میں واقع ہے اور سید ملا امان غزنوی اور وارث خاں پارسی اور مولوی صاحب زئین وغیرہ آپ سے رخصت ہو کر قریب بیس روز کی مسافت طے کر کے حضرت خواجہ محمد عیسیٰ صاحب کی خدمت میں پہنچے بمجرد ملاقات آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ دیوانہ نہیں ۔ کیا سبب خیر تو ہے ۔ آپ حضرت محمد فیض اللہ کو بہ سبب فرط محبت دیوانہ کہا کرتے تھے ۔ یاروں نے عرض کی کہ حضرت آپکا غلام عرصہ سے بیمار ہے ۔ اور ملاقات سے محروم رہ گیا ہے ۔ اس نے بڑے ادب سے عرض کی ہے اور کہا ہے ؎ بیت

مرا کشید طنابیم بگردن اندازید
کشاں کشاں بدر بارگاہِ پیر برید

لیکن بیماری نے ان کو حضور کی زیارت کرنیکی اجازت نہیں دی اسواسطے آپ کی ملاقات کرنے سے مقصر رہے اور آپ سے طالب دعائے مرض ہے اور نیز عرض کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی طرح حضور کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جلدی ملاقات کرا دے گا ۔ جب یاران طریقت حضرت کی خدمت سے رخصت بطرف وطن اصلی تیراہ ہونے لگے تو حضرت خواجہ محمد عیسیٰ صاحب نے فرمایا کہ میرے دیوانے کو میری طرف السّلام و علیکم اور کہنا کہ تم چوڑہ کو واسطے میری ملاقات کے عازم نہ ہونا فقیر خود اس ملک میں آنا چاہتا ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں راستے میں اختلاف راہ واقع ہو جائے اور ملاقات سے محروم رہ جائیں ۔ بس یہ کہہ کر یاروں کو وداع فرمایا ۔ یاروں نے قدرے خاکپائے حضور لیکر روانہ ہوئے ۔ جس وقت کہ بمقام موضع تیری شریف پہنچے اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کو ان کے آنے کی خبر پہنچی فرمایا ؎

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا ، باز آمد
ہُدہُد خوش خبر از شہر سبا باز آمد

جس وقت یاروں سے ملاقات ہوئی آپ نے اپنی امانت طلب کی یاروں نے مٹی مبارک

آپ کے سپرد کی اور ارشاد حضور بھی سنایا نہایت خوش ہو کر فرمایا ؎

قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید　　در حیرتم کہ جان بکدامیں کنم نثار

آپ نے اسی وقت پانی طلب کیا اور خاک پاک اس میں حل کر کے نوش جاں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت سے آپ کے وجود میں نسخۂ شفائے شفائے کا اثر ظاہر کیا۔ دو تین روز کے بعد کسی شکایت بیماری آپ کے وجود مبارک میں نہ رہی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ واسطے ملاقات حضرت خواجہ محمد عیسےٰ رحمتہ اللہ علیہ عازم سفر ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ آپ کی زندگی کی اُمید جاتی رہی۔ اتفاقاً شام کے وقت عین وسط سفر کے مقام میں حضرت خواجہ محمد عیسےٰ رحمتہ اللہ علیہ شام کی نماز میں شامل ہوئے۔ بعد نماز آپ نے دریافت فرمایا کہ اس جگہ ایک مسافر بیمار ہے۔ اُس جگہ قیام کا کوئی پتہ ہے۔ نمازیوں سے معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے حجرہ مبارک میں فروکش ہیں۔ آپ اسی جگہ تشریف لے گئے جس وقت آپ نے حجرہ کے اندر قدم رکھا حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو وجد ہوا۔ ایسی حالت میں آپ نے دست مبارک سے اٹھا کر سینہ مبارک سے لگا کر تسکین دی اور دیر بعد فرمایا کہ بہت روز سے بباعث بیماری تم نے کچھ کھایا نہیں۔ اگر دل کسی چیز کو چاہتا ہے تو تیار کریں۔ عرض کیا کہ جناب جو نعمت کہ مجھ کو اسوقت نصیب ہوئی ہے یہ کافی ہے۔ اور نعمت کی ضرورت نہیں ؎

گر خوری یک لقمہ از نان نور　　خاک ریزی بر سر نانِ تنور

اسی اثناء میں آپ نے رضاعت سفر میں ایک جام میں قدرے طعام ہریسہ نکالا اور فرمایا کہ یہ تھوڑا کھانا اس میں سے کھا لیجئے۔ اگرچہ آپ کی طبیعت اس وقت مائل بغذا نہیں تھے مگر حضور کا حکم واجب العمل سمجھ کر آپ نے دو تین لقمے تناول فرمائے۔ اتنے میں آپ کو اشتہا غذا ایسی ہوئی کہ سبحان اللہ! آپ نے موجودہ ہریسہ کو صاف کر کے تناول فرمایا صبح تک آپ آرام سے سوتے رہے۔ دوسرے روز آپ کو مطلق صحت ہوگئی۔ آپ نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ میری بیماری پر آپ کو کس طرح اطلاع ہوئی۔ اور آپ کو میرا پتہ کس نے دیا۔ فرمایا کہ کئی روز سے مجھ کو اضطرابی رہا کرتی تھی اور بے چینی اسقدر تھی کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے دل میں یہ

عزم کیا گیا کہ اب میں ملک تیراہ میں بمقام ٹربن جاکر تمہارے ساتھ چند روز بسر کروں تاکہ میری یہ وحشت کے آرام سے بسر ہوں اور حالت قبض سے فراغت حاصل ہو جاوے جب میں گھر سے روانہ ہوا تو مجھ کو ہر روز اتفاق سے ایسا ساتھ ملتا رہا جو کہ سفر راہ میں میرے لئے ہر طرح کی خدمت اور ضرورت کی کلفت نہیں رہی ایسے رفیق شفیق نے مجھکو دروازہ مسجد تک پہنچا کر کہا کہ میں اب جاتا ہوں تم مسجد میں خواجہ صاحب دیوانے کے پاس جاؤ وہ بیمار ہے۔ میں نے اُن سے دریافت نام ونشان کیا تو فرمایا کہ میرا نام کیا ہے۔ میں ہمیشہ خدا کے بندوں کو تکلیف کے وقت امداد کیلئے مامور ہوں۔ اصلی نام کوئی نہیں بتایا ایک دو روز دونوں صاحب اکٹھے رہے اور پھر واسطے ملاقات حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی چند روز کے بعد حضرت خواجہ محمد عیلیٰ واپس بمقام چوڈہ تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب اور ایک خلیفہ صاحب جو کہ فدائے جان حضرت خواجہ محمد عیلےٰ صاحب اصل باشندہ موضع ٹیری تھا واسطے خدمتگذاری حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب کی خدمت میں تعینات ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں ہفت سال علاوہ حاضر خدمت رہے۔ اس اثنا حضرت سید صاحب محمد عیلیٰ کا وصال ہوا۔ اور آپکا روضہ مطہرہ موضع گمنڈہ پور بمقام چوڈہ واقع مضافات ملتان کلاں میں ہے۔ سن وصال ہجری مقدس ۱۲۲۰ھ ہجری ۷ ماہ ذوالحجہ ہے۔

نقل ہے :- کہ حضرت خواجہ سید محمد عیلیٰ کے دو فرزند صاحب ولایت تھے۔ جس وقت حضور کا وصال کا وقت قریب پہنچا تو دونوں فرزندوں کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں میرے بعد میرے خلیفے محمد فیض اللہ صاحب سے جاکر بیعت حاصل کریں۔ جب تک تمہارے منازل تصوف طے نہ ہو جاویں۔ انکی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔ چنانچہ حضرت کے بعد ہر دو صاحب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور بیعت حاصل کی چھ ماہ آپ کی خدمت مبارک میں رہے اور تعلیم علم تصوف حاصل کرتے رہے اتفاق سے بڑے صاحبزادہ صاحب کو ایسے فنافی الشیخ کی منزل میں گذر ہوا کہ مجذوب کا حکم انپر صادق آیا چنانچہ جماعت سے نماز کو ترک کرنے کے سبب سے گفتگو باہمی لوگوں میں شروع ہوگئی۔ اس نتیجہ میں حضرت خواجہ نور محمد صاحب

المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب کو صبر نہ آیا حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ حضرت آپ جماعت سے نماز پر حاضر نہیں ہونے۔ کیا وجہ ؟

فرمایا کہ واقعی میری غلطی ہے لیکن معذور ہوں۔ کیونکہ جو پیش امام نماز ہوتا ہے اس کا اعمال نامہ میرے سامنے ہوتا ہے اور اس کے حالات جب میں دیکھتا ہوں میری طبیعت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ حضرت باباجیو صاحب یہ سنکر دم بخود ہو گئے۔ چنانچہ اسی روز روپوش ہو کر چلے گئے۔ اور حضرت دال بندا گوار خواجہ محمد عیلیٰ کے مزار مبارک پر پہنچے۔ اپنی زندگی میں ہر سال حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ بعد از وفات حضرت محمد فیض اللہ صاحب کے ہر دو صاحبزادہ صاحبان کئی سال بمقام تیزی تشریف فرما ہوتے رہے۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں بمقام تیزی تشریف فرما ہوئے اور جناب خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ باباجیو صاحب نے فرمایا کہ میرے فرزند دین محمد صاحب کے گھر میں کوئی فرزند نہیں۔ للہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو فرزند عطا فرما دے۔ تھوڑے دن گذرے ہونگے کہ اچانک حضرت صاحب زادہ صاحب نے حضرت باباجیو صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تمہارے گھر میں مجھکو لڑکا ہنایت صاحب نصیب اور صالح پیدا ہونیکا آوازہ آیا۔ اور نام سے بھی اطلاع دی گئی ہے۔ اسکا نام دیدار شاہ ہوگا۔ باباجیو صاحب نے فرمایا مجھکو تو کوئی اس بات کا علم نہیں ہے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپ سے اسکی بشارت کا شکرانہ لینا ہے۔ قریب صبح کا وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی پیشگوئی کی بشارت پوری کر دی۔ صاحبزادہ دیدار شاہ صاحب پیدا ہوئے صبح کے وقت باباجیو صاحب نے اس بچہ کو گود میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے اپنے لب مبارک کا ایک قطرہ بچہ کے منہ میں دیا۔ اور نام مبارک دیدار شاہ رکھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے مبلغ پانچروپے ضرب کابلی اور ایک جوڑہ لباس نذر فرمایا ✦

نقل ہے۔ کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب حضرت خواجہ سید محمد عیلیٰ صاحب کی وفات کے بعد آپکی تبریہ بہت یاروں نے دیکھے اور توجہ شریف مزار مبارک کو کرتے ہوئے مشاہدہ ہوئے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو جناب سید شاہ جمال اللہ صاحب نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ ملک افغانستان میں چلو۔ اسوقت آپ کو وصیت فرمائی ۔

رباعیات

با پہ دین را بدنیا دادن از بے ہمتی است	زانکہ دنیا جملگی رنج است و دین آسائش است
نعمت فانی ستانی دولت باقی دہی	اندریں سودا خرد داند کہ غبن فاحش است
بکوش تا دل صاحب نظر بدست آری	کہ نیست در دو جہان دولت ازیں بہتر

مکن عمارت دنیا بکن عمارت دل

کہ عرش اعظم است ایں دل بقول پیغمبر

نقل ہے۔ کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب کے حالات سے کسی آدمی کو خبر نہ تھی آپ کے چند سال دہلی میں بسر کرنے کے بعد جس وقت ارادہ رامپور شریف کا ہوا تو آپ نے اثنائے راہ میں شکار کی خواہش کی۔ ایک جنگل کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے ساتھ ایک جماعت کثیر اپنے دوستوں کی تھی جسوقت میدان شکار میں آئے تو حضور نے اپنے مخلص صادق شاہ درگاہی صاحب کو فرمایا کہ تم اس جگہ کھڑے رہو ہم بوالیسی آپ کے ساتھ آبادی کو جاویں گے۔ شکار کرتے کرتے دیر ہوئی اور راہ منزل سے دور ہو گئی۔ وقت آرام شب قریب آگیا۔ آپ دوسرے راہ سے کسی گاؤں میں جا کر شب بسر کر کے رامپور کو تشریف لے گئے اور شاہ درگاہی صاحب کو اس گمان سے تلاش نہیں کیا۔ کہ وہ خود بخود رامپور تشریف لاوینگے۔ آپکا اسجگہ قریب ایک سال قیام رہا۔ بوالپسی آپکا اتفاق اسی راہ پر ہوا کہ جس جگہ پر شاہ صاحب شاہ درگاہی صاحب کو کھڑا رہنے کی ہدایت فرمائی تھی جسوقت اس جگہ حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ درگاہی صاحب نہایت غمگین اور گرد آلودہ پوشاک سے ہیں حضور نے ان سے ملاقات کی اور دریافت فرمایا کہ اتنی مدت تم کہاں ٹھہرے رہے۔ عرض کیا کہ مجھکو جس جگہ حضور نے حکم دیا اس جگہ سے کہیں نہیں گیا۔ آپنے فرمایا کہ جا درگاہی جو تیرے ہاتھ سے ہاتھ ملائیگا اسکو بھی خدا کی معرفت حاصل ہو جاوے گی۔ پیر کے حکم کی تعمیل اسکو کہتے ہیں۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب نے آپکے کشف و کرامت سے آگاہی دی۔

قدرِ گل و مُل بادہ پرستاں دانند — نہ خود منشاں و تنگ دستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن — کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

۳۱ حالاتِ حضرت خان محمد صاحب والد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب

حضرت محمد فیض اللہ صاحب کے والد کا نام حضرت خان محمد تھا۔ آپ کو علوم درسیہ پر اعلیٰ درجہ کی مہارت اور ملکہ عظیمہ حاصل تھا۔ آپ کا قیام موضع شادی خیل جو کہ قرب جوار شہر کوہاٹ واقع ہے درس علوم دیا کرتے تھے۔ اور اس ضلع میں آپ کا فتویٰ مسائل شرعی میں مقبول عام تھا۔ آپ کے علم و فضل کا شہرہ آفاق ایک عالم گواہ تھا۔ اپنے فرزند حضرت محمد فیض اللہ صاحب کو اکیس سال کی عمر میں تکمیل علوم سے فارغ کرا دیا تھا۔ اور آپ کی طرز تحریر بھی یادگار زمانہ تھی۔

نقل ہے۔ کہ قوم اکوڑخیل جو کہ قرب و جوار ضلع کوہاٹ میں بہت زمانہ سے بود و باش رکھتی تھی۔ اس وقت ان کو ایک نئی آبادی ایک درہ میں پناہ کر نیکا اتفاق۔ چونکہ اسجگہ پتھر سخت اور مدور گول ہیں دیوار جو دن میں بنائی جاتی تھی صبح سب کی سب گر جایا کرتی تھی۔ سب لوگوں میں یہ بات پاس کہ حضرت صاحب قاضی خان محمد صاحب اگر اس جگہ تشریف لاویں اور ان کے ہاتھ مبارک سے یہ بنا شروع ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ اس آبادی کو جلد آباد کریگا۔ چنانچہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت میں پہنچے صبح کے وقت حضرت صاحب نے باالاتفاق قوم و حاضرین وقت ایک خاص پر اثر دعا بارگاہ الٰہی سے طلب کی اور تسمیہ پڑھکر اپنے ہاتھ مبارک سے ایک پتھر نصب کیا۔ اور فرمایا کہ اس آبادی کا نام ٹیری ہے۔ چنانچہ اب وہ موضع ایک اعلیٰ درجہ کا مشہور شہر ہے۔ اور اس جگہ اب تحصیل نواب صاحب سے ٹیری مشہور ہے۔ آپ کے کشف و کرامت کا ایک کرشمہ یہ ہے کہ آپ کا مزار مبارک متصل موضع لالاچی ہے۔ اہل خٹک و قوم افغان کو اب بھی تنازعہ باہمی ہو جاتا ہے تو سب ملکر خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور فیصلہ کرایا جاتا ہے۔ گویا وہ ایک ایسی جگہ تسلیم کی گئی ہے ۔

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد — اگر گیتی سراسر باد گیرد

۳۲

حالات حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

در ازل تقدیر یوسف باز لیخا رفتہ بود ورنہ شاہے را گدائے کے ببازار آورد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمت اللہ علیہ جسوقت قیام پذیر موضع تیزی ہوئے۔ آپ کی پہلی بیوی صاحبہ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ نذر کی کہ اگر حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کو اللہ جل شانہٗ فرزند عطا کرے تو میں ہر روز ایک سو رکعت نمازِ نذرانہ اللہ تا زندگی ادا کرونگی اور چھوٹی بیوی صاحبہ نے یہ وعدہ فرمایا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ فرزند نرینہ عطا کرے تو میں اس فرزند کو بڑی بیوی صاحبہ کو بخش دونگی۔ میرا اسکے ساتھ کوئی واسطہ دغرض نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سال چھوٹی بیوی صاحبہ کو فرزند عطا فرمایا بمجرد پیدا ہونیکے بڑی بیوی صاحبہ جی نے لڑکے کو اٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا۔ اللہ تعالے کے فضل سے بڑی مائی صاحبہ کو ایسا دودھ اُترنے لگا کہ گویا انہی سے فرزند تولد ہولہے۔

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمت اللہ علیہ نے آپکا نام مبارک نور محمد رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا بعہد حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی ہوگا۔ اور خاندان نقشبندیہ کو اسکے وجود سے ایسا فروغ ہوگا کہ کل دنیا میں اسکے نور سے خلق اللہ فیضیاب ہوگی۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب اپنے والدہ کلاں کی دودھ سے دو سال سے زیادہ عرصہ کوئی دن دودھ پیتے رہے۔ اور اپنی چھوٹی والدہ حقیقی سے مطلق ایک مرتبہ بھی دودھ نہیں پیا۔ بلکہ لب تک آپ کے سینہ مبارک پر نہیں پہنچایا۔ اسنے میں اللہ تعالے کے فضل سے دوسرا فرزند حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی چھوٹی بیوی سے پیدا ہوا۔ اوکا نام نامی حضرت خواجہ گل محمد صاحب رکھا حضرت محمد فیض اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ فرزند نہایت خوش نصیب اور صاحب کشف کرامت ہوگا۔ گو یا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اسکا ثانی نہ ہوگا۔ اور علم ظاہری میں بھی شہرۂ آفاق ہوگا۔ چنانچہ ویسے ہی ظہور میں آیا حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کے پانچ فرزند ہوئے جو کہ ہر ایک صاحب اپنے اپنے مرتبہ میں لاثانی تھے ان کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب ابتدا سے تصوف میں شغل رکھتے تھے

اور کسی آدمی کو آپ کے علم ظاہری پر واقفیت نہ تھی۔ جب کسی شخص کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی۔ تو آپ روایت اور نقل کتاب مستند سے ایسی سند دیتے تھے کہ اسکی تسلی ہو جاتی تھی۔ دوبارہ اسکو دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور حضرت خواجہ گل محمد صاحب صاحب نسبت اور صاحب مجاز سجادہ نشین رہے۔ اور علم ظاہری میں آپ کو وہ فضیلت تھی۔ کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی سے کوئی خالی نہ ہوگا۔ اور صاحب تالیف تھے۔ اور آپ کی بہت سی کتابیں علم عربی و فارسی و افغانی میں منظوم ہیں۔ علم عربی میں آپکے اشعاروں کو تبرکاً اہل علم حرز جان رکھتے رہے۔ خوشنویسی میں ضرب المثال رہے۔ حضرت جان محمد صاحب اپنے وقت میں صاحب کے علاوہ قاضی اور فیصلہ کن قوم افغانان تھے۔ حضرت صالح محمد علم حکمت اور علی الخصوص پانی چاہ و چشمہ کے دریافت کرنے میں ایسی استعداد رکھتے تھے۔ کہ دور دراز سے لوگ آپ کو لے جاتے تھے۔ جہاں پانی نہیں ملتا تھا آپ انکو پانی نکلنے کی جگہ بتاتے۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب دائم العمر چلہ کشی و خلوت گوشہ نشینی میں رہے

جملہ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رح۔ حضرت گل محمد صاحب رح حضرت جان محمد صاحب رح۔ حضرت صالح محمد صاحب رح۔ حضرت محمد نور صاحب رح۔ علیہم اجمعین

اسمائے خلفائے حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماسوائے اولادِ حقیقی

اللہ نور — خٹک
عجب نور — خٹک
خلیفہ نامدار شاہ — نبتیال
سید مرتضیٰ شاہ — رتڑہ
خلیفہ خان عالم — بادلی

سید حسنین شاہ — آلو مہار
حبیب اللہ شاہ — انزولی
محمد شریف — فتح جنگی
ملا محمد نصیر — ملک مالہ
حافظ خواجہ الدین — راجو والہ

صاحبزادہ محمد بخش — باولی
حافظ عبدالطیف — پشاوری
سید حبیب شاہ البسائیں — لونجھ
ملا امیر بد — ہٹو
ملا بشیر — ایضاً
ملا حسن علی — تکو

خدا بخش — بیے والا
قاضی میاں محمد — پنڈی گھیپ
ملا بہادر — گڑاھی
حاجی سرخرو — رجوبہ
میاں محمود — لانی والہ
میاں احمد — کرایکا

محمد عظیم — سوواں والہ
میاں محمود — پنوڑی والہ
حاجی صاحب — ایاسی
جان محمد — کلنٹ
عبداللہ — کوٹ پیجی

نقل ہے :۔ کہ جب حضرت محمد فیض اللہ صاحب ولی اللہ بمقام تیزی قیام پذیر ہوئے تو مسجد کے قریب ایک بلند تخت چبوترہ کی مانند موجود تھا۔ اوس میں دو درخت زیتون جن کی موٹائی پر آٹھ گز کی رسی بمشکل پوری آتی تھی۔ لبفاصلہ ۵ گز کے ایک دوسرے میں فرق ہے اور بلندی اسکی بھی اچھی خاصی بلندی پر ہے۔ کئی زمانہ سے خشک ہوئے کھڑے تھے۔ آپ اسجگہ درخت زیتون کے تکیہ پر کتاب لکھا کرتے تھے۔ اور آپ جس وقت پانی پیا کرتے تھے تو بقیہ پانی ان دونوں درختوں خشک شدہ کے دامن میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ایک ماہ کے اندر آپ کی دعا کی برکت سے دونوں درخت زیتون سبز ہو گئے تھے۔ چنانچہ اب تک وہ دونوں درخت سبز موجود ہیں۔ سب گرد و نواح کے لوگ اس کرامت سے واقف ہیں۔

نقل ہے :۔ کہ آپ کے وجود مبارک میں آخیر عمر کے وقت میں بیماری ریح کی پیدا ہوئی تھی اور آپ کو سخت تکلیف تھی آپ پالکی میں سوار ہو کر جہاں کہیں ضرورت ہوتی تھی تو جایا کرتے تھے۔ اور آپ کی زبان میں یہ برکت خاص تھی کہ آپ جو کچھ زبان مبارک سے فرما دیا کرتے تھے بالکل صحیح ثابت ہوتا تھا۔ اور جو صاحب حاجت آپکی خدمت میں حاضر ہو کر مستدعی دعا ہوتا تھا اسکی حاجت خدا کے فضل و کرم سے فوراً پوری ہو جاتی تھی۔ اور یہ خاصۂ خاصانِ حق ہمیشہ سے ہوا کرتا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد　　　اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

نقل ہے :۔ ایک دن حضرت محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سید محمد علیلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھکو ایک دوست کی محبت نے نہایت ستا رکھا ہے۔ اور وہ دوست میرا ایام طالبعلمی میں بہت سال میرے ساتھ ہم سبق رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے میری ملاقات ہو جاوے :؎

ارباب حاجتیم زبان را سوال نیست　　　در حضرتِ کریم تقاضہ چہ حاجت است

سید محمد علیلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو میں آپ کی حاجت روائی کے لئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ عرض کیا کہ حضرت میرا رفیق حضرت جی صاحب ہے۔ جو کہ شہر پشاور کے قرب جوار میں رہا کرتا ہے۔ اس کے دیکھنے کو دل ترستا ہے اور ان کے وجود مبارک سے جو

حضرت محمد فیض اللہ صاحب

- حضرت نور محمدؒ
  - حضرت احمد گلؒ
    - حضرت عجیب گلؒ
      - حضرت شہزاد گل
  - حضرت فقیر محمدؒ
    - حضرت گل نبیؒ
      - نور بادشاہؒ
        - دلبر حسین
          - عماد حسین
      - سید بادشاہ
        - محبت شاہ
          - آفتاب احمد
          - حامد علیشاہ
        - معصوم شاہ
      - نادر شاہؒ
        - خلیل الرحمان
        - ظہور علیشاہ
      - نور شاہ
      - دوران شاہ
    - حضرت محمد نبیؒ
    - حضرت احمد نبیؒ
      - حضرت حیدر شاہ
        - فضل شاہ
          - شبیر علی شاہ
          - کبیر علی شاہ
        - محمد علی شاہ
      - سرور شاہ
      - محبوب شاہ
      - روشن دین
    - حضرت سید شاہؒ
      - حضرت محمد شفیع
        - غلام نقشبند
        - غلام مجدد
        - غلام مرشد
        - غلام زاہد
        - غلام المجید
    - حضرت قادر شاہ
      - رحیم شاہؒ
        - مقبول حسین
          - الطاف حسین
        - افتخار حسین
      - لطف شاہؒ
        - عنایت علیشاہ
      - محمد صدیقؒ
        - اختر حسین
        - عاشق حسین
      - محمد امینؒ
- حضرت گل محمدؒ

حضرت جان محمدؒ — حضرت صالح محمدؒ — حضرت محمد نورؒ

حضرت دین محمدؒ — حضرت شاہ محمدؒ

دیدار شاہؒ — قاضی عادل شاہ — حضرت شاہ — حضرت سیدن شاہ — امام شاہ — غلام شاہ

گل بادشاہ

محمد یوسف — عبدالرحمٰن — فضل الرحمٰن

اکبر شاہ — محمد بخش

خان محمد — امیر بادشاہ — مشتاق حسین — فدا حسین

احمد شاہ — رسول شاہ — محمد عزیز — طاہر شاہ

منظور حسین — بہار حسین — ناظر حسین

محمد شریف — خادم حسین — ارشاد حسین — اقبال حسین

محمد کلیم — محمد طاہر — عابد حسین — اعجاز حسین

عبدالرشید — محمد حسین — سرور شاہ — جناب شاہ

عادل — جاوید اقبال

امیر حسین

انور حسین — تصدق حسین — رضا حسین — ظاہر حسین

گلزار حسین

حسن شاہ — محمد سعید — محمود شاہ

سجاد حسین — ایوب شاہ — ممتاز حسین

محمود الحسن — مسعود الحسن — مختار الحسن — طیب حسین

فائدہ مجھ کو حاصل ہوا ہے اسکو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اول تو یہ ہے کہ بعد فراغت کتب درسیہ مجھ کو سات سال آپکے ساتھ درس کتب کا شغل رہا۔ اور انکی ذات بابرکات سے مجھ کو اور بھی فائدے دینی اور دنیاوی حاصل ہوئے ہیں حضرت خواجہ محمد علیسٰی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوانہ چل میرے ساتھ اس وادی کے اندر سیر کریں۔ آپ فوراً تیار ہو کر ہمراہ ہوئے جب آبادی موضع چوڑہ شریف باہر کے گئے تو فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ کر مراقبہ کیطرف متوجہ ہو کر باخط ہو جاؤ۔ دونو صاحب ایک دو ساعت بجا ہو کر مراقبہ میں رہے کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی دُور سے چلے آرہے ہیں۔ آتے ہی السلام علیکم کہا حضرت سید صاحب نے وعلیکم السلام کہہ کر بڑے ادب کے ساتھ ان سے مصافحہ فرمایا ان دونوں میں سے ایک حضرت جی صاحب تھے حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے ؎

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے

بامید رسد امید وارے

حضرت خواجہ محمد علیسٰی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اے دیوانہ تو نہیں جانتا یہ دوسرا کون ہے۔ عرض کی کہ حضرت میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ یہ دوسرا خضر علیہ السلام ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر کچھ مانگنا ہے تو خضر علیہ السلام سے مانگ لے۔ عرض کی کہ حضرت میرے خضر آپ ہیں۔ میں نے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے۔ اگر خضر علیہ السلام مجھ کو ملا ہے۔ تو آپ کی برکت سے ملا ہے ورنہ میری کیا طاقت۔ آپ خوش ہو کر کہنے لگے۔ ؎

منت خدائے را کہ تمنائے سالہا

در دل کہ داشتیم باو کامراں شدیم

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رح گنڈہ پور شریف سے روانہ ملک افغانستان ہوئے۔ جسوقت آپ شہر کوہاٹ میں پہنچے آپکا ارادہ چلہ ایامی کا حضرت حاجی احمد اللہ

لہ :۔ حضرت جی صاحب کا مزار مبارک کنارہ دریائے اٹک متصل ظہر اٹک ہے۔ اسوقت ہزارہا آدمی روزمرہ آپ کے مزار مبارک پر جایا کرتے ہیں۔ اور فیض یاب ہو کر آتے ہیں خصوصاً جمعرات کے روز تو سڑک میں راستہ نہیں ملتا آپ کی اولاد نرینہ یاد عالم نہیں رہی +

نقشبندی کے حجرہ مبارک میں ہُوا۔ تین چار روز تک آپ ماندگی سفر کے لحاظ سے روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔ اس حجرہ مبارک میں سید شہزادہ صاحب نبوی قیام پذیر تھا۔ رات کے وقت اتفاق بیان سرگذشت درمیان آیا تو سب سے زیادہ اور مقدم دریافت اسمائے مبارک بزرگان کا ذکر آیا شہزادہ صاحب نے فرمایا ؎

ملبنت درشہر نگارے کہ دلِ ما ببرد　　بختم ار یار شود رختم ازیں جا ببرد

حضرت خواجہ صاحب محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیا بہت ہیں۔ کوئی متلاشی صادق نہیں نظر آتا۔ شہزادہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت متلاشی عاشق صادق میں ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ عاشق نہیں معشوق بہت۔ الغرض تین مرتبہ اسی پر تکرار ہوا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو اس وقت موضع طورو کے علاقہ میں ایک سید صاحب نہایت صاحب کمال ہے۔ ایک نظر سے اہل خدا بنا دیتا ہے۔ شہزادہ صاحب نے عرض کی کہ میں اسی وقت جانے کو تیار ہوں۔ راستہ کا پتہ مجھ کو بتلاؤ۔ شہزادہ صاحب نے اپنی گوڈی اٹھا کر کاندھے پر رکھی اور کہا السلام علیکم میں جاتا ہوں۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس سے بڑھ کر ایک اور سید بزرگ ملتان میں موضع چوڈہ شریف میں جس کی ولایت سے دنیا کو فیض ہے۔ عرض کیا کہ فرمائیے میں ادھر کو چلتا ہوں۔ راستہ کا پتہ نشان بتاؤ۔ خواجہ صاحب نے کہ واقعی یہ صادق الاعتقاد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا تامل کر اور میرے پاس آؤ۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب نے پہلے شہزادہ صاحب کی بیعت حجرہ مبارک میں کی۔ شہزادہ صاحب کو بوجہ بیعت کا یہ عالم ہوا کہ آپ کو کسی بات میں دوسرے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ اور بعد چند مدت کے آپ کی خلافت میں مشرف ہو کر خلیفہ اعظم ہوئے۔ اب انکی اولاد موجود ہے اور حضرت باباجیو صاحب کے مزار مبارک پر آیا کرتے ہیں۔

اسمائے مبارک خلفائے حضرت محمد فیض اللہ

شہزادہ صاحب۔ اخون شیر محمد صاحب و اخونزادہ محمد شاہ شاہ صاحب۔ و مولوی محمد امین صاحب۔ و سید شہزادہ صاحب۔ اور اپنے پانچوں فرزند حضرت کے۔ تاریخ وفات بستم ماہ ذوالحجہ ۱۲۳۵ھ مزار مبارک خاص موضع تیزی سن مضافات تیراہ شریف۔

حالات معہ کرامات از ابتدائے تا آخر فرزند کلاں حضرت محمد فیض اللہ موسوم بنام نامی و اسم گرامی حضرت خواجہ نور محمد صاحب المشہور بحضرت باباجیو صاحب

برادرانِ طریقہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ وغیرہ سے التماس ہے کہ خاکسار راقم راجی عفو پروردگار خادم اہل اللہ المدعو بہ محمد عادل شاہ عفی اللہ عنہ بن حضرت خواجہ دین محمد المشہور بہ ملا صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد سے بحالت کم سنی کے حضور حضرت جد امجد کی تربیت سے محفوظ رہ کر تعلیم ظاہری علوم کے بھی بقدر عمر حاصل کئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت جناب جد امجد نے پہلے مجھکو اپنے استادی و مولائی حضرت محمد امین صاحب کی خدمت میں لے گئے۔ میرے جد امجد کی ہمشیر وبھی حضرت اُستاد صاحب کے گھر میں نور افزا تھی۔ اور آپکے سپرد کام تدریس علوم کتب درسیہ تھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے استاد صاحب کو کہا کہ میرا لڑکا نہایت کم سن ہے۔ اسکو قاعدہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر شروع کرا دو۔ اور دعا فرماؤ کہ اللہ تعالے اس لڑکے کو علم نافع نصیب کرے۔ جمیع حاضرین نے دعا فرمائی۔ اور آپکے روبرو مجھ کو سبق قاعدہ شروع کرا دیا گیا۔ چنانچہ بقدر تین رکوع پارہ اول قرآن شریف سے حضرت استاد صاحب موصوف نے ہم کو پڑھایا۔ اسی اثناء میں اتفاق نقل مکان تیرہی شریف سے بمکان موضع ڈرادر ہوا۔ باقی قرآن شریف اور کتاب کریما سعدی و نام حق و محمود نامہ کا ایک ورق حضور سے پڑھنے کا اتفاق ہوا جو کہ اچانک تیاری عالم بقا ہونے لگے۔ اور مفارقت کے ایام قریب پہنچ گئے۔ عین حضور کی بیماری کی حالت میں حسب ایماء والدم مجھ کو اور میرے بڑے بھائی صاحب دیدار شاہ صاحب مرحوم کو اپنے ہاتھ مبارک سے بیعت سلسلہ نقشبندیہ عالیہ میں داخل فرمایا۔ اور اجازت بھی عطا فرمائی اور نیز فرمایا کہ تمہاری عمر کا خلاف ہے۔ اب پہلے تم علم پڑھو۔ پھر طریقت کیطرف شغل رکھو۔ تمہارا والد تم کو تکمیل کرا دیگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ تک حضور کا وصال ہو گیا۔ سنہ وفات ۱۳ رماہ شعبان وقت عصر روز پنجشنبہ ۱۲۸۶ھ مزار مبارک دربار شریف داخلی موضع چورہ شریف ضلع کیمبلپور واقع ہے۔

مفصل حالات حضرت خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ حضرت بابا جیو صاحب

مؤلف کتاب ہذا کو بہ نقل صحیح اور بگوش ہوش حضور کی زبان مبارک سے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ یاروں میں اتفاق دریافت سن عمر شریف کا ذکر آیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ میری پیدائش سنہ ۱۲۷۹ء میں ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ جس وقت حضور سجادہ نشین ہوئے تو پہلے سب سے آپ کی خدمت مبارک میں فقیر اللہ نور و عجب نور جو کہ قوم افغان میں سے تھے۔ بیعت طریقہ شریف نقشبندیہ میں ہوئے۔ اور تھوڑے روز میں منتہی ہو کر مجاز طریقہ ہو گئے۔ ایسی شہرت ہوئی کہ دونوں بھائیوں کو بیعت کرنے کی فرصت محال ہو گئی۔ تمام افغانستان میں عجیب قسم کی روشنی اسلام شروع ہوئی۔ ایک روز ایک درویش نے جو کہ خاندان چشتیہ میں منسلک تھا۔ عجب نور کے سامنے آیا۔ اور ذکر اس بات کا شروع ہوا کہ اولیائے ہندوستان زبردست ہیں یا افغانستان۔ اللہ نور نے مسجد میں بعد نماز عشا ایک پتھر کو لا کر چشتی صاحب سے کہا کہ آپ اسکو توجہ کریں۔ اور فقیر بھی توجہ کرے گا۔ چشتی صاحب نے بہت ضرب اسمائے الہٰی لگائے۔ لیکن کوئی اثر توجہ کا معلوم نہ ہوا۔ اسوقت خلیفہ اللہ نور نے بسم اللہ شریف اور کلمہ تمجید پڑھ کر متوجہ ہوئے۔ اور اسم ذات سے ضرب دینے لگے بفضل الہٰی پتھر اس جگہ سے حرکت میں آیا۔ فوراً اس پتھر کو سردار دہ نے اٹھا کر تبرکاً اپنے گھر لے گیا۔ اور باقی کل گاؤں کے آدمی داخل طریقہ ہو گئے ؎

جلد جہد کسے کہ بیشتر است ۔۔۔ کارش از جملہ کار بیشتر است

اس اثناء میں خلیفہ نامدار شاہ صاحب ہنتال والے موضع کاٹ جو بفاصلہ دہ میل مقام درہ ڈرے سے واقع ہے۔ ایک مولوی صاحب سے کتاب شرح الیاس پڑھا کرتے تھے۔ رات کے عالم خواب میں حضرت بابا جیو صاحب کو دیکھا اور ارشاد ہوا کہ تم فوراً میرے پاس موضع نیرائی میں چلے آؤ۔ اور بیعت حاصل کرو۔ جس وقت آپ بیدار ہوئے اور دم بخود ہو کر طبیعت میں کمال اضطراری ظاہر ہوئی۔ استاد صاحب نے پوچھا کہ نامدار شاہ تمہارے چہرے پر پریشانی کا کیا باعث۔ آپ نے اپنے خواب کے حالات بیان کئے۔ اسی وقت استاد صاحب نے ایک رفیق ہمراہ حمد جان بدرقہ

ساتھ دیگر روانہ تیزی تشریف فرمایا۔ جس وقت تیزی تشریف میں پہنچے تو مسجد میں حضرت خواجہ گل محمد صاحب حضور کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ دریافت حال فرمایا۔ شاہ نامدار صاحب نے اپنے خواب کی حالت عرض کی آپ نے فرمایا کہ اگر بیعت کرنا چاہتا ہے تو میں بیعت کر دونگا۔ شاہ نامدار شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت جس صورت نے مجھ کو خواب میں دکھائی دی ہے۔ میری بیعت اس سے ہوگی۔ اتنے میں خواجہ نور محمد صاحب گھر سے تشریف لائے آپ نے وہی صورت جو کہ خواب میں دیکھے ہوئے تھے دیکھے۔ اسجگہ فوراً آپ نے بیعت حاصل کر لی۔

نقل ہے کہ شاہ نامدار صاحب نے حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں ایک عدد سر۔ وانی ایک پیسہ نانک شاہی نذر کیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ یہ پیسہ نانک شاہی مجھکو ایک مرتبہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حیلہ اسقاط میں سے عطا ہوا ہے۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت دولت آپ کو نصیب کرے گا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نامدار شاہ صاحب چھ سال حضرت باباجیو صاحب کی خدمت مبارک میں واسطے فراہمی لکڑیوں اور گھاس مال مویشی کی خدمت گذاری کرنے پر خادم رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو سر مبارک دھونے کی فرصت نہیں ملی ایک مرتبہ حضرت خواجہ گل محمد صاحب نے بڑے زور سے آپکا سر مبارک دھلایا۔ سر کے بال لیسے باہم جمع تھے۔ کہ ان میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ تمام روز خواجہ صاحب ایک ایک بال کو علیحدہ علیحدہ کر کے بمشکل تمام شام تک بالوں میں شانہ کیا۔ حضرت باباجیو صاحب نے یہ حال دیکھ کر دوسرے روز اجازت خلافت فرمائی۔ اتفاق سے اچانک باباجیو صاحب کا فرزند کلاں اسمی احمد گل جو کہ بفاصلہ تین کوس تعلیم علم کے لئے قیام پذیر تھے۔ خبر بیماری پہنچی۔ حضرت باباجیو صاحب نہایت پریشان خاطر ہوئے۔ فرمایا کہ عجب نور اگر تمہارا جانا ہو سکتا ہے تو جاؤ میرے فرزند کو اسی جگہ لے آؤ۔ عجب نور نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت میں جا نہیں سکتا ایک کام ضروری ہے۔ پھر اللہ نور کو کہا کہ کیا تم جا سکتے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت نہیں مجھ کو بھی گھر میں ایک کام ہے۔ اتنے میں شاہ نامدار صاحب دست بستہ کھڑے ہو کر عرض گذار ہوئے اور کہا کہ حضرت غلام حاضر ہے۔ تعمیل حکم کیلئے دل جان سے تیار ہوں باباجیو صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے

فیض سے جہاں کو منور کرے گا۔ اسوقت شاہ نا مدار صاحب روانہ ہوئے۔ اور پانچویں روز حضرت
صاحبزادہ صاحب احمد گل کو حضرت کے پاس لائے۔ رات کو جناب باباجیو صاحب کو استخارہ
کے ذریعہ سے حکم ہُوا کہ نامدار شاہ صاحب کو خلیفہ بنا کر روانہ پنجاب کرو۔ چنانچہ صبح کے وقت
حضرت باباجیو صاحب نے شجرہ شریف نقشبندیہ مجہ اجازت خلافت دیکر روانہ پنجاب فرمایا۔
پنجاب میں پہنچتے ہی ہجوم ہجوم خلق آپ سے فیضیاب ہونے لگی جس کے شمار سے قلم قاصر
ہے۔ آخر کتاب میں بطور اختصار آپ کے حالات درج ہونگے ؎

فدائے نیک بختاں ہر کہ شد انہ نیک بختاں شد
ہما منشور دولت میکند ہر استخوانے را

تقسیم اوقات حضرت جناب باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ صبح کی نماز کے بعد تا ادائے نفل اشراق کلام کسی قسم کی نہیں کرتے
تھے۔ اوّل سب سے بعد از نماز صبح ایک مرتبہ فاتحۃ الکتاب اور الٓمٓ الیٰ مفلحون و آیت الکرسی شریف
اور آیت ثم انزل علیکم تا صدور پڑھکر سورہ یٰسین شریف۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو
اللہ احد۔ اور سورہ ہا معوذتین پڑھکر ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں نماز
نفل اشراق چار رکعت پڑھتے تھے متصل نفل کے دعا سے جو یار بیعت کے واسطے ارادہ
کرتے تھے انکو بیعت فرما کر توجہ کرتے تھے۔ بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا تھا اور خود بھی فقرا و
کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ قدرے آرام کرکے زوال کے بعد وضو کرکے نفی اثبات کی تسبیح
پڑھتے تھے اور چار رکعت نماز سنت زوال بدہ ہمیشہ ظہر اور عصر سے پہلے آپ ضروری
لازمی پڑھا کرتے تھے۔ بعد نماز ظہر آپ توجہ فرماتے تھے۔ اور یاروں کو تعویذ وغیرہ دیا
کرتے تھے۔ اور جو یار آپ سے رخصت ہونا چاہتے انہیں اجازت ملتی تھی۔ اور نماز
ظہر کے بعد ضرور ایک مرتبہ سورۂ نوح پڑھا کرتے تھے یہ آپ کی عادت میں ضروری امر تھا۔
بعد میں عصر کے داخل ہوتے ہی آپ چار رکعت نماز سنت ادا کرتے تھے۔ بعد ازاں عصر
کی نماز پڑھکر آپ کی دائیں ایڑی کے نیچے طرف جو کہ جوانی کے وقت سے زخم آیا تھا پوست
انار پسا ہوا ڈالکر باندھا کرتے تھے۔ بعدہٗ آپ سب یاروں سے ملکر مراقبہ کیا کرتے تھے۔

شام کی نماز کے بعد آپ یاروں سے ملکر کھانا کھاتے رہتے ۔ اگر اتفاق سے ایسا واقع ہو جاوے تو آپ کی قرأت نماز شام اکثر سورۃ الھٰکم التکاثر پہلی رکعت میں اور سورۃ والعصر دوسری رکعت میں ہوتی تھی ۔ اور بعد میں چھ رکعت نماز نفل ادابین پڑھتے ۔ اور سب یاروں کو نہایت تاکید فرماتے تھے ۔ بعد میں سورہ واقعہ شریف تلاوت کرتے تھے ۔ اور بعد نماز عشا وتر سے پہلے آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور نیز ایک بار سورہ تبارک الذی اور ایک مرتبہ اسمائے حسنیٰ ۔ اور ایک مرتبہ آخر سورۃ بقر ۔ ایک مرتبہ آیت ثم انزل علیکم تا صدور اور آخر سورت بنی اسرائیل اور آخر سورہ کہف آخر سورہ حشر اور آخیر کے دس سورۃ پڑھ کر استراحت فرماتے تھے ۔ آخر رات تیسرے حصہ میں آپ بیدار ہو کر تہجد کی نماز بارہ رکعت ادا کر کے ایک تسبیح استغفار پڑھ کر تھوڑا سا مراقبہ کر کے سبحہ گردانی ذکر نفی اثبات فرماتے اور آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ درمیان سنت و فرض نماز فجر دائیں پہلو پر ذرا لیٹ جایا کرتے تھے ۔

باعث ہجرت حضرت جناب باباجیو صاحب نقل مکانی از تیراہی شریف بموضع ڈاڈر و از انجا تیراہی شریف آوری و چورہ شریف

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت باباجیو صاحب رح قریباً اسی سال تیراہی شریف میں قیام پذیر رہے ۔ اور اس ملک میں حضور کے فیض سے عام مسلمانان فیضیاب ہوئے ۔ سب لوگ حسب استعداد مستفید ہوتے رہے علاقہ تیراہ میں ایک گاؤں چپری نام ہے اس میں ایک ملاں بڑے نام مسمی ولی خاں جو کہ اخوند صاحب سوات علیہ الرحمتہ سے طریقہ قادریہ میں داخل طریقہ ہونا بتلاتا تھا ۔ حضرت باباجیو صاحب کا مخالف ہو گیا ۔ اور جگہ جگہ یہ وعظ کرنے لگا کہ باباجیو صاحب کی خدمت میں کوئی نہ جایا کرے کیونکہ اسکا طریقہ اچھا نہیں ۔ اور باباجیو صاحب کا طریقہ کسی جوگی سے ہے ۔ اور کہ نیز وہ معاذ اللہ تلقین کے وقت مریدوں کو یا ابلیس کا ذکر ہزار مرتبہ روزانہ

بتلاتے ہیں۔ افغان جو کہ ناواقف تھے ایسے خرافات سنکر اشتعال میں آئے اور حضور کے عقیدتمندوں کو جو کہ پنجاب اور ہندوستان سے زیارت کرنے کو جاتے تھے راستہ میں لوٹ لیتے تھے۔ اور مال اسباب چھین لے جاتے تھے حضرت باباجیو صاحب نے ایک مرتبہ ملا دلی خان کو بلایا اور کہا کہ تم ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے اگر شرعاً میرے عمل یا عقیدہ میں خلل ہے تو ہم کو بتلاؤ۔ ورنہ ہر جگہ تمہارا یہ کہنا کہ باباجیو صاحب کا طریقہ اچھا نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ خدا کی قدرت سے انپر الٹا اثر ہوا۔ اور پہلے سے زیادہ کوشش ایذارسانی کی کرنے لگے۔ چند سال تو حضور اس تکلیف کی برداشت کرتے رہے۔ مگر آخر میں آپ کو یاروں کی تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ آپ دل آزردہ ہو کر تیراہی شریف سے بمقام ڈراڈرا تشریف لائے۔ چند سال اسجگہ قیام پذیر رہے۔ ۱۲۸۴ھ ہجری میں موضع ڈراڈرا سے موضع چورہ شریف مضافات اٹک میں تشریف لائے۔ اور اسجگہ آپ ایک سال اور چھ ماہ کے قیام کے بعد رحلت فرمائے عالم جاودانی ہو گئے۔

قطعہ تاریخ

لو کانت الدنیا تدوم لواحد ــــ لکان رسول اللہ فیہا مخلدا

رفت نور محمد از دنیا ــــ کہ ہمہ عمر خود نگفتہ دروغ

مستکیں کہ بست خلوم او ــــ سال تاریخ او بگفت فروغ

۱۲۸۶ھ فروغ

کرامت اول ۱۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علمائے تیرہ نے ایک مسئلہ شرعی میں منصف قرار دیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اُن دنوں میں حضرت باباجیو صاحب کی خدمت مبارک میں ایک مولوی صاحب مسمی بہ ملاں شرافت واسطے تعلیم علم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور درویشوں کو تعلیم کرتے تھے۔ وہ بھی اس مجمع علماؤں میں تحقیق مسئلہ پر گفتگو کرنے لگے۔ اسوقت ملاں صاحب ملاں شرافت نے تقریر شروع کی۔ جو کہ حضرت باباجیو صاحب کو مرغوب خاطر نہ تھی۔ باباجیو صاحب نے بڑے تحمل سے فرمایا۔ کہ ملاں شرافت تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ چپ ہو جاؤ۔ خدا کی قدرت سے ملاں شرافت

علم سے مطلق بے بہرہ ہو گئے۔ اور زبان تقریر بھی بند ہو گئی۔ جو طالب علم کہ آپ سے تعلیم پاتے تھے۔ سب حیران رہ گئے۔ اور تھوڑے روز انتظار کر کے رخصت ہو گئے۔ اس واقعہ کو قریب آٹھ سال کا عرصہ گذرا کہ اتفاق سے ایک روز حضرت باباجیو صاحبؒ اپنی مسجد مبارک میں نماز نفل اشراق ادا کر کے دعا کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ملاں شرافت دیوار صحن مسجد پر سر رکھ کر روتا ہے۔ کیا کسی نے اچھا کہا ہے۔ ؎

بے گریہ کے شگفتگی دل میسر است | گلشن ز فیض قطرہ بشنو و نماء شود

حضور کو اسکی حالت زار پر نہایت رحم آیا۔ اور فرمایا کہ ملاں شرافت کیا حال ہے اتنے میں فضل الٰہی شامل حال ہو کر ملاں شرافت کی زبان کی گرہ کھل گئی۔ اور زبان افغانی سے یہ بیت پڑھنے لگا۔ ؎ اور کہنے لگا ؎

زہ پہ قید اور ننگ نہ یم چہ نہ خلاص شم | زہ پہ قیدٔ دے شیخ لونکار زڑی بابا یم

من دل بحال دخط نہ ہم مہر پیشہ کن | بلبل نیم کہ مست کند رنگ و بو مرا

حضرت باباجیو صاحبؒ نے بلا کر اپنے گلے سے لگایا اور دعا فرمائی۔ اور دریافت حال فرمایا ملاں صاحب ملاں شرافت نے عرض کی۔ کہ حضرت ایک حرف علم سے یاد نہیں رہا یہاں تک کہ نماز صحیح پڑھنی نہیں آتی دعائے خیر فرمائیے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ علم نافع دوبارہ نصیب کرے۔ ؎

دامن دریوزہ کشادیم باز | پیش کف ہمّتِ عالم نواز

اور زبان معذرت سے کہنے لگا۔ ؎

نہ من ز بے عملی در جہاں ملولم و بس | ملالتِ علما ہم ز علم بے عمل است

باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں طالب العلموں کو سبق پڑھانا شروع کرو

لے ترجمہ: میں قیدی اور ننگ زیب کا نہیں ہوں۔ جو نجات کی امید ہو۔ بلکہ میں قیدی حضرت شیخ لونکار زڑی بابا کا ہوں (افغانستان میں حضرت شیخ لونکار صاحب بڑے بڑے مشہور ولی گذرے ہیں) جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں آپکا قید شدہ ہوں۔ میرے سر پر کوئی اور زنگ یا طبقہ کسی قسم کی نہیں +

اللہ تعالٰے ملکہ تعلیم دے دیگا - آپ کی برکت سے اسی حارث تعلیم میں بیس سال سے زیادہ ملاں شرافت خاص بمقام تیری شریف علم عربی کی تعلیم دیتے رہے ۔ ؎

این دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است ‌ فانی است و گفت او گفتِ خدا ست

اگر تو سنگ خارہ مر مر شوی ‌ چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

کرامت دوئم - نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور جناب باباجیو صاحبؒ بمقام موضع لحاظ جو کہ عین وسط ملک تیراہ میں ہے تشریف لے گئے ۔ باشندگان وہ آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے - کہ ہمارے موضع کا پانی پینے کا نہایت دور سے آتا ہے ۔ اور ہم لوگوں کو سخت تکلیف ہے - کیونکہ آبادی موضع بلحاظ بر سر کوہ واقع ہے - اور پانی نشیب کی طرف ایک میل سے زیادہ دور ہے - اسلئے تکلیف ہے - برائے خدا ہمارے حال پر رحم فرماویں اور درگاہِ الٰہی میں ہمارے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالٰی کہیں نزدیک سے ہم کو پانی کی سبیل کر دیوے ۔ حضور نے فرمایا - کہ اچھا آج ہم استخارہ کریں گے اور تم لوگ بھی استخارہ کرو - جو کچھ خدا تعالٰی کیطرف سے ہم کو حکم ہوگا اسپر عمل کریں گے ۔ فقط - بعض یاروں نے کہا کہ ہم کو استخارہ کی ترتیب بمعہ استخارہ بتلا دیجئے - آپ نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کریں بہ نیت استخارہ - اور اسکے بعد یہ دعا ایک مرتبہ پڑھکر سو جاویں ۔

استخارہ کی دعا یہ ہے :- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ط

اور فرمایا کہ نفلوں کی قرأت پہلی رکعت میں سورۃ کافروں اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ لیا کریں - چنانچہ حسب الارشاد ایسا ہی عمل ہوا - صبح کے وقت بعد از نماز سب لوگ

آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت آپ کی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہوتا رہا۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ورنہ اگر حقیقت ہماری پژمردہ نصیبہ کی دریافت کرنا چاہیں تو ہم بالکل کسی قابل نہیں اور ہمارے حال کا یہ شعر حافظ گواہ ہے۔ ؎

ما آزمودہ ایم دریں ورطہ بخت خویش — بروں کشیدہ باید ازیں شہر رخت خویش

حضور نے فرمایا ایسا نہ چاہیئے خداوند کریم کی رحمت کا ہمیشہ امیدوار رہنا تصوف کا پہلا رکن ہے۔ کیا بزرگوں کا قول تمہیں یاد نہیں ؎

بہنگام سختی مشو نا امید — کز ابر سیہ بارد آب سفید

در چارہ سازی بجود در مبند — کہ بسیار تلخی بود سودمند

یاران طریقت نے عرض کی کہ حضرت ہم حاضر ہیں۔ جیسا حضور کا ارشاد ہو فرمایا کہ چلو ہمارے ساتھ اس پہاڑ کے دوسرے گوشہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعائے قضائے حاجات کی اور بعد ازاں روانہ مسجد مبارک ہوئے تقریباً میل سے کم اس پہاڑ کے پہنچے ہونگے کہ آپ یکبارہ اُسی جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ بس حکم اُسی جگہ ٹھہر جانیکا ہے۔ آپ نے اس جگہ دو رکعت نماز نفل ادا کئے اور بعد ازاں فاتحۃ الکتاب پڑھکر کسّی (جسکو پنجابی کہی کہتے ہیں) پکڑ کر ایک پتھر کو نکالنا چاہا۔ تین ضرب لگائے اور ساتھ ہر ایک ضرب کے بسم اللہ شریف پڑھتے رہے۔ حکم الٰہی سے پتھر اپنی جگہ سے حرکت میں آیا۔ اتنے میں اہل حاضر نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ قریب نصف ساعت کے پتھر اپنی جگہ سے باہر آگیا۔ اور اس جگہ سے نہایت عمدہ اور صاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نہر کی صورت سے پانی کا رستہ آبادی کی طرف بناتے چلو۔ چونکہ ایک بڑا عظیم الشان جلسہ تھا سب لوگ اس کام کو غنیمت جان کر نہر کھودنے میں شروع ہوئے۔ اور باباجیو صاحبؒ نے اس جگہ تین عدد بادہ گائے کی قربانی کا صدقہ کیا۔ عصر کی نماز کے وقت نہر کا پانی مسجد موضع لحاظ تک پہنچا دیا گیا۔

اور نماز مسجد میں ادا ہوئی۔ بعد ازاں۔ نہر کے پانی کا مسجد کے صحن میں سے گذر کر اٹھائے راہ میں ایک عظیم الشان پتھر پر گذرا ہے۔ اس سے نیچے کی طرف ایک زمیندار کی زمین ہے۔ مالک زمین گذر پانی کا مانع ہو گیا۔ چونکہ پانی کی گذر کا بغیر اس راہ کے اور کوئی سبیل نہیں تھا۔ سب حاضرین نہایت لاچار ہوئے کیونکہ اگر اس جگہ نہر کا گذر نہ ہو تو دور سے نہر کے پانی روکنے کی تجویز ہوتی۔ اور اس صورت میں نہ تو مسجد میں پانی آسکے اور نہ آبادی کو پانی نزدیک سے مل سکے نہایت لاچار ہوئے۔ اہل وہ سب اس زمیندار کے پاس جاکر نہایت عجز سے التجا کرنے لگے۔ لیکن اثر پھر بھی کیا ہونا تھا۔ آخر میں حضرت بابا جیو صاحب نے اپنی زبان مبارک سے زمیندار کو کہا کہ نہر کے پانی کا گذر تمہاری زمین کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے واسطے رحم کرو۔ اور اجازت فرماؤ۔ جواب میں کہا کہ اگر مجھکو قتل کر دیویں گے تو بھی میں اپنی زمین میں نہر کو گذرنے کا راستہ نہیں دونگا۔ حضور نے اپنے حاضرین کو فرمایا کہ اچھا چلو۔ اس نہر کے گذرنے کا راستہ خدا تعالےٰ خود بنا دے گا۔ قریب نصف شب گذری ہوگی کہ ایک عظیم الشان آوازہ آیا۔ سب آدمی خواب سے جاگ اٹھے۔ حیران رہ گئے کسی کو بعد ازاں نیند نہ آئی۔ جب صبح نماز کے واسطے مسجد میں گئے۔ دیکھا کہ اسی پتھر میں ایک تین گز مدور شکل پر سوراخ ہوا ہے۔ اور پانی اس میں سے جا رہا ہے اب تک اس سوراخ میں پانی نہر کا گم ہوتا جاتا ہے۔ بالکل نام و نشان آگے اس کا کہیں نظر نہیں آتا چشمہ مذکور پر مؤلف بھی اگست ۱۹۵۱ء میں چند احباب کے ہمراہ پہنچا چشمہ بدستور جاری ہے گماں غالب ہے اس وقت "رحم سیدیں" حضور حجرہ شریف کیطرف تشریف لائے لوگ اب بھی اس چشمہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور انشاء اللہ جاتے رہیں گے۔ چشمہ کی تفصیلی حالات آئندہ کسی مضمون میں تحریر کئے جائینگے۔ تاکہ زائرین کو زیارت تیرہ شریف میں آسانی رہے۔

کرامت سوم:۔ نقل ہے۔ بلکہ میرا چشم دیدہ واقعہ ہے کہ حضرت بابا جیو صاحب کے پاس ایک درویش ملا شمیر نام بملازمت پاسبانی مال مویشی رہتا تھا۔ اس کی رفتار میں قدرتی تیز رفتاری کی طاقت نہیں تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے مال مویشی کو جنگل کی طرف واسطے گھاس چروانے کے لے کر چلا گیا۔ اتفاق سے مال ایک زمیندار کے کھیت زراعت میں چلے گئے

اور نقصان ہونے میں تھا کہ زراعت کا مالک آپہنچا۔ اور کل مال مویشی اپنے گاؤں میں جو کہ مشہور بہ موضع برلس ہے لے گیا۔ فقیر ملاں شمیر نے ہرچند زاری اور عجز سے کہا کہ یہ مال مویشی حضرت باباجیو صاحبؒ کے ہیں اسکو چھوڑ دو۔ اس شقی ازلی نے پرواہ نہ کی۔ ملاں شمیر نا امید ہو کر حضرت باباجیو صاحبؒ کی خدمت مبارک موضع تیری شریف جو کہ موضع برلس سے بقدر دو میل ہے پہنچا۔ عرض حال کیا۔ آپ نے اپنی سمند رنگ کی گھوڑی جو کہ آپ کی سواری کی تھی حاضر کی گئی۔ آپ سوار ہو کر اس زمیندار کے گھر چلے گئے۔ زمیندار نے مکی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھ کر حضور کو چارپائی پر بٹھایا۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ سمندی گھوڑی کو کچھ نہ کھلانا تاوقتیکہ ہمارے مال مویشی ہمارے سپرد نہ کرے۔ گھوڑی نے نظر کرنا اُن موجودہ چھلیوں پر حرام سمجھا۔ زمیندار نے کہا کہ اگر باباجیو صاحبؒ مال مویشی کو لے جانا چاہیں تو خواہ اپنے پیران کو بھی ہمراہ لاویں اور میرے قدم پکڑیں میں مال مویشی نہیں دونگا۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ اچھا ؎

بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن

اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

قبلہ عالم نے اللہ کا نام لیکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر تشریف لائے اتنے میں زمیندار کا ایک لڑکا سعید عالم نام بعمر تخمیناً چھ یا سات سال کا بدرد شکم مبتلا ہوا۔ ایک دو گھنٹہ میں اس کی حالت نہایت ابتر ہوئی۔ اہل محلہ وہمسایہ نے اسکو کہا کہ اے کمبخت تمہارے گھر سے جناب باباجیو صاحبؒ ناراض اور ناخوش ہو کر تشریف لے گئے۔ جب تک وہ راضی نہ ہوں ممکن نہیں کہ شفاء مرض نہ دکھائے۔ زمیندار نے مبلغ پانچ روپے نقد لیکر اور ایک راس بزغالہ حضرت کے حضور میں ہدیہ کر کے ہمراہ مال مویشی حضور کے بارگاہ عالی میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ کہنے لگا۔ کہ حضرت میرا ایک لڑکا ہے۔ برائے خدا دعا فرماویں کہ اللہ اس کو شفا نصیب کرے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا کام ہمارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے۔ کیونکہ تم نے پیران عظام کو بے ادبی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اور یہ شعر اس وقت کی حالت کے بالکل موزون تھا ؎

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد　　دریغ سود ندارد و چو کار رفت از دست

اسی بات میں تھے کہ لڑکے کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ ؎

اول بظالماں اثر ظلم میرسد　　پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ میکند۔

اور مثنوی والا فرماتا ہے ؎

تا دل مردے خدا نا ید بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

در حقیقت یہ مصیبت محض بسبب بے ادبی بزرگانِ دین اس کو پہنچی۔ اور بے ادبی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ؎

رباعی

کردم از عقل سوالی کہ بگو ایمان چیست　　عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است
چشم بکشا و بہ بیں جملہ کلام اللہ را　　آیت آیت ہمہ ایں معنی کہ قرآں ادب است

کرامت چہارم ۔ نقل ہے کہ مولوی صاحب محدث و مفسر جامع المنقول والمعقول واقف علوم فروع و اصول مولوی نور حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ ساکن ہنتیال نے بوقت خورد سالگی ایک روز باہر حاجت ضروری کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں آپ کو ایک روپیہ محمود شاہی جس کے اوپر کلمہ طیبہ نقش ضرب تھا ملا۔ مولوی صاحب نے روپیہ اٹھا کر اپنے والد صاحب مولوی نور عبداللہ صاحب کی خدمت میں گئے۔ عرض کی کہ مجھ کو باہر جنگل میں ایک روپیہ اس نقش کا ملا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب کے سال جو آپ بمقام تیراہ شریف جائیں گے مجھ کو بھی ہمراہ لے جاویں اور حضرت باباجیو صاحب سے میرے لئے دعا کرا دیں۔ کہ اللہ مجھ کو علم نافع نصیب کرے۔ عرصہ قریب ایک ماہ کا گذرا ہوگا کہ بہت مخلص آپ کی خدمت عالیہ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ مولوی نور عبداللہ صاحب نے بھی اپنے فرزند نور حسین صاحب کو ہمراہ کر کے حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں مستفیض ہوئے۔ حضرت باباجیو صاحبؒ

رحمۃ اللہ علیہ مولوی نور عبداللہ کو فرمایا۔ کہ یہ لڑکا تمہارا کمسن ہے۔ یہ کیونکر متحمل سفر کوہستان ہوگیا ہے ؟ عرض کیا کہ حضرت اوّل تو اسکو بیعت فرماؤ۔ ابعدازاں دعا فرماؤ کہ اللہ تعالٰی اسکو علم نافع نصیب کرے۔ اور حافظہ اچھا ہو جاوے۔ حضور نے اسکے ہاتھ پکڑے اور وِرد اصل طریقہ نقشبندیہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ بعد از ہر نماز بارہ مرتبہ یہ دعا بمعہ بسم اللہ شریف پڑھا کرے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ فَہْمًا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ط

فرمایا کہ اللہ تعالٰی اس لڑکے کو عالم کرے گا۔ اور اس کے علم سے خلق خدا اس قدر فیضیاب ہوگی جس کا بیان مشکل سے ہوگا۔ بوقت واپسی مولوی نور عبداللہ صاحب نے اپنے فرزند کو واسطے تعلیم علم موضع چکی روانہ کیا۔ اس جگہ سے صرف اور نحو کے علم سے فراغت حاصل کر کے۔ ریاست کپور تھلہ میں موضع تلونڈی ڈھڈی مولانا مولوی مفتی عبداللہ صاحب سے علم فقہ و معقولات پڑھ کر بمقام خواجہ تشریف لے گئے۔ باقی کتب ہیئت و ادب و احادیث پوری کر کے بتقرری تنخواہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ اس اثناء میں ۱۳ سال گذر گئے۔ کہ مولوی نور عبداللہ کو اپنے فرزند عزیز کے کوئی خبر نہ ملی۔ شب و روز روتا رہتا تھا۔ اور سب لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ کہیں مرگیا ہے۔ ورنہ کوئی خبر تو اسکی آتی۔ نہایت دِل آزردہ ہو کر ایک روز حضرت باباجیو صاحب رح مسجد بھوڑ مار میں تشریف رکھتے تھے۔ مولوی نور عبداللہ نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ رو کر کے عرض کیا کہ حضرت آپکا غلام نور حسین ۱۳ سال ہوئے کہ مفقود الخبر ہے۔ برائے خدا دعا فرماویں کہ اللہ تعالٰی اسکو بخیر و عافیت واپس گھر لاوے۔ ؎

بر آمدن کام امید وار ! بہ از قید بندے شکستن ہزار

آپ نے بمعہ تمام حصار مجلس دعائے خیر فرمائی۔ ایک ہفتہ کے بعد اس کی خبر خیریت کا خط بعبارت عربی شہر خواجہ ملک ہندوستان سے آیا۔ اور اسکا مضمون یہ تھا۔

"کہ تمام علوم عربی سے فارغ ہوں - اور تعلیم علوم عربی میں ملازم ہوں - قریب چھ ماہ کے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کرنے کے لئے حاضر ہو جاؤنگا۔" جب مولوی نور حسین اپنے ملک میں تشریف فرما ہوئے تو سب عالم ہمعصر آپکی مساوات اور مقابلہ میں تن فرسائی کرنے لگے۔ مگر آخر میں سب نے تسلیم کا جامہ پاکر آپ کے تابع ہو گئے۔ بو نیعن کتاب اور میرے مکرم اخی المعظم محمد دیدار شاہ صاحب تین سال آپ کی خدمت میں تعلیم پاتے رہے۔ ؎

سلوک راہ معنی را توکل باید و تقوے
توکل مرکب راہ است تقویٰ توشہ رہ رو

نقل ہے کہ ایک مرتبہ جناب باباجیو صاحب کو اتفاق سفر پنجاب ہوا۔ تو آپ کے ساتھ خلیفہ صادق مولوی حسن علی صاحب طالب العلمی کی حالت میں ہمراہ تھے جب حضور قبلہ عالم پنجاب سے واپس ہونے لگے تو فقیر مولوی حسن علی کو حضور کی نسبت بدظنی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ ایسی بدظنی ہوئی جس کا اندازہ نہیں رہا۔ اسی خیال میں تھا کہ حسن علی کو تپ شروع ہو گیا۔ اس نے دل میں یہ سوچ پڑی کہ دن کے وقت تو مناسب نہیں لیکن رات کے وقت جس وقت سب لوگ آرام میں ہونگے تو میں بھاگ جاؤں گا۔ یہ کیا فقیری ہے۔ کہ تمام محنت سفر میں خراب کرتے رہتے ہیں۔ اتفاق سے رات کو مقام الاچی متصل شہر کوہاٹ مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ سردار صاحب خان گل خاں صاحب و سردار امیر خان صاحب و سردار سمند خان صاحب نے آپ کی دعوت کی۔ حضرت جناب باباجیو صاحب نے گوشت میں روٹی نرم کر کے اپنے پاس رکھی۔ قریب نصف رات گزری ہو گی کہ حضرت باباجیو صاحب چراغ روشن کر کے فقیر حسن علی کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ فقیر حسن علی کیا حال ہے۔ کہا کہ حضرت تپ کا از حد زور اور تکلیف ہے۔ فرمایا کیا کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے۔ کہا ہرگز نہیں! آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا نسوار استعمال کرو۔ کہا اچھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ پر نسوار واسطے استعمال کے خلیفہ حسن علی کو دیدی۔ اسی وقت بخار اترنے لگا اور ہوش درست ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کچھ کھانا ہے۔ کہا حضور اب دل چاہتا ہے۔

قبلہ عالم نے وہ گوشت اور روٹی رکھی ہوئی کھانے کو دیدی جس وقت روٹی کھائی تو حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا۔ کہ حسن علی ایک روز کے بخار میں تم بے اعتقاد ہو چلے ہیں کا نام فقیر ثابت قدم نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝

اور فقیری میں ہزار ہا قسم کے وہم و خیال بد اعتقادی پیدا کرنے کو ظاہر ہوتے ہیں مگر جو لوگ ثابت قدم ہوتے ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے۔ فقیر حسن علی آپ کے قدموں پر گرا اور اپنی ندامت کو بیان کر کے عذر خواہی کرنے لگا۔ اور حضور سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اہل خدا کو کسی پر غصہ نہیں آتا اور نہ ناراض ہوتے ہیں۔ بعض وقت جو کوئی باعث خفگی ظہور میں آتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا کرتی ہے۔ اس میں وہ مجبور ہوتے ہیں۔ خلیفہ حسن علی کو اپنے گلے سے لگایا اور اجازت وظائف اور قصائد شریف کی عطا فرمائی۔ اسی اثناء میں خلیفہ صاحب کو وجد ہوا۔ اور حالت وجد میں یہ بیت وردِ زباں رہا ؎

ماہ من در نیم شب کاکل پریشان کرد و رفت　　خود پریشان بود ما را ہم پریشاں کرد و رفت

جب ہوش میں آئے تو کہا ؎

ندارم ذوق رندی نے خیالِ پاک دامانی
مرا دیوانۂ خود کن بہر رنگے کہ میخواہی

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ حسن علی کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ پنجاب میں ضرب المثل ہے آپ کی وفات چھ ماہ محرم ۱۲۹۰ھ میں ہوئی اور مزار مبارک موضع بھوت مار متصل بسال ضلع اٹک میں واقع ہے۔

نقل ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب کا ارادہ سفر پنجاب کا ہوا آپ کے ہمراہ بہت صاحب علم اور منتہی خلیفے تھے۔ آپ کا ارادہ شب موضع اور نگ آباد

گذار کر صبح موضع رنگلی کو جانے کا ہوا - میاں احمد فقیر سکنہ چورہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ تشریف چورہ شریف لیجائیے - اس جگہ میرا غریب خانہ اپنے قدم مبارک سے منور فرمائیے - بابا جیو صاحب نے اُنکا کہنا منظور فرماکر براہ چورہ تشریف آوری فرمائی - اثنائے راہ میں میاں احمد فقیر کا حقیقی بھائی کلاں مسمی محمد فقیر قلبہ رانی کرتا تھا حضرت بابا جیو صاحب کے ساتھ صدہا آدمی ہمراہ تھے از روئے تکبر و تجاہل عارفانہ السلام علیکم زبان سے بھی نہ کہا - فقیر میاں احمد کو اُس جماعت میں سخت ندامت آئی - رونے لگا - اور حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا - کہ حضرت یہ میرا حقیقی بھائی تھا جس نے حضور کو السلام علیکم بھی نہیں دیا دعا فرمادیں - کہ اللہ تعالیٰ اسکو راہ راست پر لادے - حضرت نے دعا فرمائی آپ موضع رنگلی تک نہیں پہنچے تھے - کہ فقیر محمد کو ایک ایسا مہیب و خوفناک واقعہ نظر آیا - کہ اپنے قلبہ ران گاوان کو اسی قلبہ رانی کی حالت میں چھوڑ کر حضرت بابا جیو صاحب کی قدم بقدم دوڑا اور حضرت سے جاملا - آپ حضور اپنی گھوڑی پر سوار تھے کہ سائل بیعت ہوا - حضور نے گھوڑے پر سواری کی حالت میں فقیر محمد کو بیعت طریقہ نقشبندیہ فرمایا - اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں اسکو مرتبہ ولایت نصیب فرمایا - اور صاحب کشف ایسا ہوا کہ جس کے بیان سے زبان راقم الحروف قاصر ہے - سبحان اللہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے ؎

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ
رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

نقل ہے - کہ ایک مرتبہ بمقام تیزی شریف حضور کے خاندان میں سے اسمی محمد نور نے حضرت کے باغیچہ داخل ہوکر چوری کرکے بہت سے کھیرے توڑے - بابا جیو صاحب نے فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ اسکو اپنی مصیبت میں گرفتار کرے - چنانچہ تھوڑے روز گذرے ہونگے اس کے ہاتھ سے ایک ناحق خون ہوگیا - اور ایسی تکلیف میں آیا کہ اسکو تادم زیست یاد رہا مزید برآں یہ کہ تھوڑے دنوں کے بعد اسکی ایک آنکھ کی نظر جاتی رہی - اور ہمیشہ کہتا تھا کہ مجھکو بابا جیو صاحب کی بد دعا نے برباد کردیا کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

کھوٹی کرنی کیوں کریں کر کے کیوں پچھتا یہ بیج ببول کے آنب کہاں سے کہا

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ محمد شاہ نام حضور کے خاندان میں سے محبت نا اہلوں میں اپنا عزیز وقت ضائع کرنے کا عادی ہوا۔ ایک مرتبہ حضور کے نور چشمی جو کہ سب فرزندوں میں سے خورد سال تھی اسکا زیور چوری لے گیا۔ اور ساتھ ہی ان کے گھر میں تلوار تھی وہ بھی لے گیا۔ حضرت باباجیو صاحب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے۔ کہ حضرت میرے گھر میں محمد شاہ شام کے وقت آیا تھا۔ اور میرا زیور بمعہ تلوار چوری کر کے لے گیا ہے۔ جناب باباجیو صاحب نے اپنے فرزند حضرت شاہ محمد کو فرمایا۔ کہ محمد شاہ پتہ لگاؤ کہ کہاں ہے۔ بغرض کیا کہ حضرت موضع چنگی میں چلا گیا۔ فرمایا کہ صبح سے پہلے جاؤ اور اسے کہدو کہ زیور اور تلوار واپس تمہارے ہاتھ دے دیوے۔ اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں صرف کل کا روز باقی ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب حسب الحکم تشریف لے گئے اور محمد شاہ کو ملے زیور اور تلوار اس نے ظہر کی نماز سے پہلے دے دی۔ عصر کی نماز کے وقت اس کی گردن پر ایک ذراسی علامت سرخی معلوم ہوئی اور کہنے لگا کہ یہ میری موت کی علامت ہے باباجیو صاحب کی بد دعا ہے۔ اب میں ہرگز نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ عشا کی نماز سے پہلے دار دنیا سے موت کے گھاٹ اتر گیا ؎

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگا نا دل کو بہار سے

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کا مخلص فقیر میاں محمد سکنہ چورہ شریف بہت سے احباب کو جمع کر کے کہنے لگا کہ مجھکو آج کی رات حضرت باباجیو صاحب بمعہ تمام اولیائے کرام خصوصاً مشائخ نقشبندیہ ایک وادی آب کس۔ جو کہ آبادی موضع چورہ شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے جمع ہوئے نظر آئے۔ اور مجھکو یہ حکم دے گئے۔ کہ اسجگہ مسجد بنائی جاوے۔ اور آبادی کے لئے بنفس نفیس آنحضرت قدس نے کسی قدر جگہ تجویز کی اور حضور نے اپنے روضہ مبارک اور اولاد امجاد کے مزارات کی جگہ علیحدہ کر کے جتلائی۔ آؤ ہم سب یار چلکر اس جگہ نشان بناویں۔ اس زمانہ میں حضرت جناب باباجیو صاحب مقام

موضع تیری شریف سے بھی موضع ڈراڈر تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ پیشین گوئی آپ کے چھدہ شریف تشریف لانے سے گیارہ سال پیشتر ہوئی تھی۔ خلفائے موجودہ اور اہل وہ شامل ہو کر اس جگہ نشان پتھر نصب کر کے آبادی کے واسطے پتھر جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ تا مدت گیارہ سال حضور اسی جگہ تشریف فرما ہو کر فردکش ہوئے۔ اور اس جگہ ایک سال بقید حیات رہ کر واصل بحق ہوئے۔ روضۂ مبارک اس جگہ ہی واقعہ ہے فقیر محمد مذکور نے اپنے ہاتھ سے حضور کی قبر تیار کی۔ اور اس سعادت کے مستحق ہوئے اسی روز سے فقیر محمد حضور کی قبر کے غلام ہو کر تین سال تک زندہ رہے اور جب رو یا کرتے تھے تو ان کے رونے کی یہ صدا تھی ؎

جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر
بلبل نالاں کہاں جاوے گلستاں چھوڑ کر

دنیا میں ثابت قدمی اسلامی لباس میں اعلیٰ درجہ کا نصیبہ ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ عنایت کرے۔ ضروری ہے۔ ؎

انفاس پاس دار اگر مرد عارفی | ملک دو کون ملک تو گردو بیک نفس

دنیا کے لالچ میں نہ آئے دل کا صوفی بنے۔ تن کے صوفی ہونے سے لاحول پڑھے۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

فعل معکوس است نقش ایں جہاں | میل ہر چیزے بسوئے ضد بداں
کار دنیا جملہ عکس کارہا است | در خوشی غم ہست در غم فرح خاست
ہر کہ گریاں است خنداں او بود | وانکہ شاداں زیست گریاں او رود
دوستی و دشمنی ایں جہاں | ہم چنیں برعکس آمد لے فلاں
ہر کہ با تو دوست تر دشمن تر است | نقد عمرت را بافسوں زدہ است
ہر کہ دشمن گشت ناید سوئے تو | نامدد گاہے ندید او روئے تو

درحقیقت او بود از دوستاں!
نقد عمرت را نگشتہ او ستاں!

نقل ہے :- کہ حضور جناب بابا جی صاحب سے ایک شخص مسمیٰ بہ بختشار قوم آہنگر ساکن موضع زنگلی کا بیعت ہوا۔ اور بروقت بیعت حضرت جناب باباجیو صاحب نے اس در باب اجتناب معصیات و منہیات بہت تاکید فرمائی لیکن شامت اعمال بقول حافظ روح را صحبت ناجنس عذاب است الیم اور ایک بزرگ کی رباعی برسر موقع یاد آئی ؎

رباعی

نفس از ہم نفس بگیر دخوے	پرحذر باش از لقائے خبیث
باد چوں بر فضائے بد گذرد	بوئے بد گیرد از فضائے خبیث

اس کی صحبت نااہل جماعت کے ساتھ مترتب ہوئی اور اخلاق ذمیمہ سے آراستہ ہو کر ایک عورت کے ساتھ اس نے آشنائی اختیار کی۔ رات کے وقت خلیفہ فقیر محمد کو جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے حضرت باباجیو صاحب جو کہ تیراہ میں قیام رکھتے تھے۔ عالم خواب میں ملے اور فرمایا کہ اس وقت جاکر موضع زنگلی میں بختشار لوہار کو اطلاع دو اور کہہ دو کہ اگر اپنی عادت سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ رسوا ہو جاؤ گے اور ایسی آفت تمہارے سر پر گرے گی کہ یاد رہے فقیر محمد فوراً اپنے بستر سے اٹھ کر ایک لکڑی حفظ جان کے لئے ہاتھ میں پکڑ کر اسی وقت موضع زنگلی کو روانہ ہوئے۔ اور یار طریقہ اسمی شیر محمد سکنہ موضع ننھیال اس جگہ قیام رکھتا تھا۔ اس کو بھی ہمراہ لیکر قریب نصف رات کے گذری ہوگی کہ موضع زنگلی میں پہنچے۔ مسمیٰ بختشار بولا کس طرح سے آئے ہو کہنے لگے کہ ہم کو حضرت باباجیو صاحب نے نہایت تاکید سے تمہارے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ گناہ سے بچو! اور توبہ کرو! ورنہ کسی سخت آفت اور بلا میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ اور ہمیں یہ خواب میں حضرت باباجیو صاحب نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے۔ اس واسطے ہم دونوں بھائیوں نے فوراً تعمیل کے واسطے حاضر ہو کر پیغام پہنچایا۔ مسمے بختشار لوہار نے کہا کہ بس میری توبہ آئندہ کوئی گناہ نہ کرونگا۔ تھوڑے دن گذرے کہ پھر وہ اپنے خیال سے اپنی عادت کی طرف متوجہ ہوا۔ رات کے وقت جب مسمے بختشار اس عورت کی طرف متوجہ ہوا اتفاق سے عورت کے خویش معلوم کر گئے اور مجرم کو پکڑ کر سخت مضروب کیا۔ اور بسمل جان کر کے چھوڑا۔ اسی ہفتہ میں مزید از

رسوائی بمرض جذام بیمار ہوکر اہل دیہہ سے الگ ہوگیا - ایک سال اسی بیماری میں مبتلا رہا آخر ایک دن یاران طریقت سے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی یار تیراہ شریف میں جانے والا ہو تو مجھکو اطلاع دیوے - میں اس کے ہمراہ جاؤنگا - اس اثناء میں کئی یار طریقت حضور کی خدمت میں تیار تھے اطلاع دی گئی - مسمے بختاور بھی حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں موضع ڈرادر شریف میں حاضر ہوا - بہایت ذلت اور ندامت کے ساتھ عرض کرنے لگا - ۵

چشمم دارم کہ دہی چشم مرا حسن قبول ایکہ دُر ساختۂ قطرۂ بارانے را!

اور کہا - کہ حضرت اب تو میں نہ دین کا رہا نہ دنیا کا - حضور نے جواب دیا - ۵

چوں طہارت نبود خانہ و بت خانہ یکے است

نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود!!

جب تم کو اطلاع دی گئی تھی - پھر تمہاری غفلت کا کیا عذر - عرض کرنے لگا کہ حضرت برائے خدا رسوائے عالم ہوگیا ہوں - اب بجز خدا کوئی میری دستگیری کرنے والا نہیں بڑی سختی سے دور دراز مسافت طے کرکے اس کوہستان میں حضور کی قدمبوسی حاصل کی - للہ محروم اپنے فیض سے نہ فرمایا جاوے - اور چیخ مار کے رونے لگا - اتنے میں حضرت باباجیو صاحب کو اسکی حالت زار پر ترس آیا - فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے - یہ کہنا تھا کہ دریائے رحمت جوش میں آیا - ۵

آں ملیحاں کہ طبیبانِ دلند سوئے رنجوراں بہ پرسش مائلند •

اور مریض بیچارہ وجد میں آیا دیکھا تو اس وقت ایک یار کی زبان کی یہ صدائے تھی - ۵

ظہور چشم بزرگاں تہی ز رحمت نیست غبار چہرہ گردوں دلیل باراں است

جب وجد سے تسکین ہوئی تو حضرت باباجیو صاحب نے اپنے ہاتھ مبارک سے کوزہ پکڑ کر اس کے ہاتھ دُھلائے اور کھانا اپنے ساتھ کھلایا - چار روز آپ کی خدمت میں رہا بالکل تندرست اور صحت یاب ہوگیا - ع

عیسیٰ دمے خدا بفرستاد و غم گرفت

مسمی مذکورہ تیئس سال تک صحیح و تندرستی سے زندگی بسر کرتا رہا - یہ بھی میرا چشم دید واقعہ ہے

دراصل بات تو یہ ہے کہ جس وقت سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کی جاوے تو ثمرہ حاصل ہوتا ہے۔

مثنوی

از پئے زہر گناہ ار بشنوی | ہست استغفار تریاق قوی
مرکب توبہ عجائب مرکب است | بر فلک تازد بیک لحظہ زپست
چوں برآرد از پشیمانی آنیں | عرش لرزد از انین المذنبیں!

اور حضرت باباجیو صاحبؒ جو دُعا اس وقت اس کی شفاء مرض کے لئے پڑھکر دم کرتے رہے۔ وہ دعاء مجرب اور آزمودہ ہے جس کے پڑھنے کی مؤلف کتاب کو حضور کی زبان مبارک سے اجازت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ وَّ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا حَافِظَ النُّوْحِ فِي الْمَاءِ وَاِبْرَاهِيْمَ فِي النَّارِ وَمُوْسٰى فِي الْيَمِّ وَيُوْسُفَ فِي الْبِئْرِ وَيُوْنُسَ فِي الْبَطْنِ الْحُوْتِ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ رَبَّنَا اِلٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَحْفَظْهُ مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وَّ اٰفَاتٍ كَمَا حَفِظْتَهُمْ مِنْ كُلِّ عِلَّةٍ بِشِفَاءٍ ۞ اور حضور کے غلاموں سے ایک غلام کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری تھے۔

بر تربتم کہ یار زراہ وفا رسید | گویا کہ جان تازہ زسوئے خدا رسید
دیگر نہ کرد روئے ارادت سوئے حرم | آں اہل قبلہ کہ بکوئے شمار رسید
گیسوئے تست طوق غلامی بگردنم | ایں سلسلہ زحلقۂ زلف دو تار سید
بہر عبادت آمدی و شد شفا مرا | لعل لبت مسیح دل زار ما رسید

نقل ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب ہمراہ اپنے فرزند اسمی دین محمد صاحب واسطے سیر پنجاب بتشریف عزما ہوئے۔ اثناءِ راہ میں حضور کا ایک غلام اسمی نور محمد نہایت مخلص جاں فدا نے حضور کو اپنے غریب خانہ کی طرف جو کہ موضع میاں کی ڈھوکو

سے مشہور ہے کہ جانے کی التجا کی۔ حضور کے ساتھ ہو کر اپنے مکان پر لے گیا۔ حضور کے
ہمرکاب قاضی صاحب اورنگ آباد و مولوی محمد شاہ سکنہ کوٹ چھجی و سید محمد شاہ سکنہ ڈھوک و مولوی
محمد عمر افغان و مولوی شیر محمد ماہد کالس ضلع جہلم و خلیفہ مولوی حسن علی و مولوی نور عبداللہ نینتال
حالہ حاضر خدمت تھے۔ اتنے میں رات کے وقت بعد از نماز عشاء منادی ہوئی کہ اس موضع
میں تیراہ سے ایک فقیر آیا جو کہ اسلام کے زمرہ سے خارج ہے۔ اگر وہ بحث ہمارے
حاضرین مولوی صاحبان سے نہ کریں۔ اور تحقیق مسائل میں روبرو بالمشافہ گفتگو نہ کریں
تو کوئی مسلمان ان سے السلام علیکم نہ کرے اور مسجد میں ان کو اور ان کے مریدوں
کو نہ آنے دیں۔

اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ فقیر کو بحث مباحثہ سے کیا کام۔ میں تو ایک فقیر
آدمی ہوں۔ مولوی صاحبان کو اختیار ہے۔ ہمارے عمل میں اگر خلاف شرح کوئی فعل
ہے تو ہم کو اس سے آگاہ کیا جاوے۔ کوئی ہرج کی بات نہیں۔ صبح کے وقت دوسری
جانب سے مولوی عبداللہ صاحب سکنہ نوتھہ اور مولوی شیر محمد صاحب سکنہ دمال واسطے
مباحثہ کے تیار ہوئے۔ اور حضور کی طرف سے محمد شاہ صاحب اور خواجہ دین محمد صاحب
خلف الرشید مقرر ہوئے۔ خدا کی قدرت اس قدر خلق خدا جمع ہوئی جو کہ نہایت کثیر التعداد
تھی۔ بعد از نماز اشراق مباحثہ شروع ہوا۔ اور فریقین کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب
جو کہ فریق ثانی کے استاد بھی تھے منصف مقرر ہوئے۔ پہلے مولوی عبداللہ فریق ثانی
نے یہ سوال کیا کہ حضرت بابا صاحب نسوار سونگھا کرتے ہیں۔ اور یہ شریعت میں حرام ہے
پس نسوار سونگھنے والے کو ہم کافر جانتے ہیں۔ اور ہمارے پیر پیشوا صاحب سوات کے
روبرو اسکی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔ جس پر حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے یہ جواب
دیا کہ نسوار کی حرمت پر کیا دلیل ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ آیت شریف
نسوار کی حرمت پر دلیل ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ انما الخمرُ والمیسرُ والازلام۔ الخ
میسر کے معنے نسوار ہیں۔ حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے فرمایا کہ تفسیر کا نام بتاؤ
جس میں میسر کے معنے نسوار لکھے ہوں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ ہم کہتے ہیں

فرمایا کہ تمہارا کہنا کوئی دلیل نہیں۔ اتنے میں مولوی محمد احسن صاحب نے فرمایا۔ کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دو۔ کوئی اور سوال کرو۔ پھر مولوی عبداللہ صاحب نے سوال کیا کہ ذکر جہر حرام ہے۔ اور تم اپنے فقیر اور مریدوں سے ذکر جہر کراتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ نقشبندیہ میں ذکر خفی ہے۔ لیکن ذکر جہر کو ہم حرام نہیں جانتے۔ بلکہ جائز ہے۔ اور قرآن شریف سے ذکر جہر ثابت ہے۔ اتنے میں وقت ظہر کا ہو گیا۔ اذان ہو گئی۔ مولوی عبداللہ صاحب نے کہا چلو مجلس برخاست حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے فرمایا کہ کہ میرے ہاتھ میں کتاب تحفۃ الجمال ہے۔ اس کا مطلب دیکھیں وہ پہلو تہی کرنے ہی میں تھے۔ کہ حضرت صاحب نے وہ کتاب منصف صاحب کے ہاتھ میں دی ...... مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے تلمیذ یافتہ عبداللہ صاحب کو کہا کہ ہم ایسی کتاب کو نہیں مانتے۔ اتنے میں جلسہ برخاست ہو گیا۔ حسب الحکم مولوی صاحب فریق ثانی نے ایک نارہ مسجد کی چھت پر چڑھا کر منادی کرائی کہ فقیر صاحب نیراہ والے شریعت میں ہار کھا گئے۔ اور ان کا طریقہ اچھا نہیں۔ کوئی مسلمان ان سے میل جول اور السلام علیکم نہ کرے۔ اتنے میں ایک فقیر حضرت بابا جیو صاحب کے اسمی ملاں مہا دھم نے عرض کیا کہ اگر حضور کا حکم ہو تو میں بھی منادی کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اور یہ آیت شریف پڑھی۔ تلک الدار الآخرۃ۔ الخ اور فرمایا۔ کم من قلیلۃ الی فہزموہم باذن اللہ۔

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر

بل زصد لشکر ظفر انگیز تر

آپ نے دعا فرمائی اور خاتمہ دعا پر یہ آیت شریف پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ الی فہزموہم باذن اللہ۔ اتنے میں اللہ تعالےٰ کی غیرت نے وہ جوش مارا کہ نداہ مسجد کے چھت سے اترنے سے پہلے ہی حواس باختہ ہو کر بمرض مالی خولیا گرفتار ہو گیا۔ عرصہ ایک سال تک اسی جنون میں خراب ہوتا رہا۔ اور غلاظت، وگندگی میں خراب اور رسوا ہو کر مر گیا۔ تمام گاؤں والے اس غیرت الہٰی کو دیکھ کر تو یہ تائب ہو گئے

حسد باہل حسد کا میکند صاحب!
چنانکہ آتش سوزندہ میخورد خود را

نقل ہے:۔ کہ حضرت باباجو صاحب تیراہ سے آکر موضع ڈراڈر بن جب مقیم ہوئے تو اسی گاؤں میں دو بھائی موسوم بہ جہان خان و شریف خان قوم افغان سے نامی چور وراہزن تھے۔ آپ کی خدمت مبارک میں ایک روز حاضر ہو کر استدعاء کی کہ حضرت ہم حضور کی غلامی میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم کو میری نصیحت پر عمل کرنا پڑیگا۔ عرض کیا کہ حضرت بسروچشم تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں۔ فرمایا کہ ایسے عمل سے جس سے خدا اور رسول خوش نہ ہو پرہیز اختیار کریں۔ اور خصوصاً اپنے پیشہ چوری وغیرہ سے توبہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے یہ حکم منظور کر کے آپ سے بیعت کی۔ اتنے میں حضرت کا ایک غلام مسمیٰ بہ اللہ نور حضرت کے پاس آکر عرض کرنے لگا۔ کہ حضرت جہان خاں قدیم سے میرے سے عداوت رکھتا ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں برائے خدا جہان خاں و شریف خاں کو منع فرما دیں کہ میرے ساتھ سختی نہ کیا کریں۔ میں رات دن ان کے خوف سے لرزاں وترساں رہتا ہوں۔ حضور نے ان دونوں کو تاکید سے منع فرمایا۔ اور ہدایت کی کہ یہ میرا غلام ہے کسی طرح اللہ نور کو تکلیف نہ دینا۔ کہا بہت اچھا اب یہ ہمارا بھائی ہے ہم کیونکر ان کو تکلیف دینگے۔

مگر انسان کی بری عادت بڑی مشکل سے جاتی ہے۔ کسی بزرگ نے اچھا کہا ہے

خوئے بد در طبیعت کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست

عین آخری عشرہ ماہ رمضان شریف کے موقع پر جہاں خاں و شریف بمعہ چند رفیق دھاڑویوں کے رات کے وقت اللہ نور کے گھر کی دیوار کو نقب لگا کر اندر چلا گیا اور مال واسباب لوٹنے لگا۔ اتنے میں اللہ نور کا لڑکا جو کہ بعمر پانزدہ سالگی پہنچا تھا بیدار ہوتے ہی چور چور کی آواز دے کر پکارا۔ گھر کے سب آدمی اٹھے۔ جہاں خاں کو اس لڑکے نے ایسا زور سے بغل میں لیکر قابو کیا۔ کہ اسکو جان کی خلاصی محال ہوئی۔ گھر والے اس

کے پاس چراغ روشن کر کے لائے اور شناخت کیا کہ جہاں خان ہے۔ اور نقب دیوار کے باہر جو چور کھڑے تھے وہ جہان خاں کو آواز دیکر پکارنے لگے۔ کہ اگر تم کہو تو ہم بندوقیں چلا دیں۔ اندر سے آواز دیا کہ تم چلے جاؤ۔ میں آرام سے ہوں۔ مجھ کو گھر والوں نے نہیں پکڑا مجھ کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا کہ حضرت باباجیو صاحبؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا ہے اور گرفتار کر کے اس لڑکے کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اتنے میں طعام سحوری تیار ہوا۔ جہاں خاں اللہ نور سے کہنے لگا۔ کہ مجھ کو چھوڑ دو میں باباجیو صاحب کا قیدی ہوں کہیں نہیں جا سکتا۔ دونوں نے ملکر کھانا کھایا۔ صبح کے وقت باباجیو صاحب اللہ نور کے گھر تشریف لے گئے۔ اور جہاں خاں کو فرمایا تم کو منع نہیں کیا گیا تھا۔ عرض کیا حضرت میرا قصور ہے۔ لیکن عرض یہ ہے کہ اللہ نور اور اسکا بیٹا بہادری نہ جتلاویں مجھکو حضور نے پکڑوا دیا تھا۔ اگر آپ مجھ کو نہ پکڑتے تو اللہ نور کے تمام کنبے کو میں سر قلم کر کے چلا جاتا۔ لیکن آپ سے میرا کیا زور چلتا۔ یہ جو کچھ ہے حضور کی نوازش ہے۔ آئندہ میں ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں۔ اور توبہ کا خواستگار ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ ؎

زہر نفس بقیارت شمار خواہد بود گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

جہاں خاں زور سے رونے لگا۔ اور حضور کے مال وجان اور اولاد امجاد کو دعا کرنے لگا۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا۔ ؎

آں کشتہ ہیچ حق محبت ادا نہ کرد
کز بہر دست و بازوئے قاتل دعا نہ کرد

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مؤلف کی موجودگی میں حضور حضرت جناب باباجیو صاحب مسجد مبارک موضع بھورے مار میں تشریف فرما تھے۔ اس روز بہت دور دور سے احباب جمع تھے۔ اشراق کا وقت ہوا۔ تو حضور نے ذرا استراحت فرمانے کا ارادہ کیا۔ اور خلیفہ ملاں بہادر نے حضرت کے بدن مبارک کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا۔ ایک مرتبہ ہاتھ مبارک [illegible] بایا تو اتفاق سے آپ کے دست مبارک کی جلد پشت پر چاک آ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ چاک بھی قریباً تین انچ کے تھا۔ حضور کے منہ مبارک سے اُف تک

نہ نکلی ۔ لیکن یہ حالت دیکھکر خلیفہ ملاں بہادر کی جان پر بنی ۔ فوراً خلیفہ ملاں بہادر ایک موچی کے گھر گیا ۔ اور کہنے لگا کہ میرے اس ہاتھ کو کاٹ ڈالو ۔ وہ موچی بیچارا خوف کے مارے چپ ہو کر کہنے لگا کہ کیا تو مجھ کو قید کرانا چاہتا ہے ۔ میں ایسی حرکت کیوں کروں معلوم ہوتا ہے کہ تو مجنون ہو گیا ہے ۔ خلیفہ ملاں بہادر نے کہا ۔ کہ میں مجنون نہیں ۔ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے ۔ یہ میرا ہاتھ کاٹنے کے قابل ہے ۔ میں اس کے گناہ کے بدلے کیوں دوزخ میں جاؤں ۔ الغرض ایک لوہار مسمیٰ بہ غلام محمد کے پاس گیا ۔ اور ہاتھ کاٹنے کے واسطے بہت اصرار کیا ۔ لیکن اُس نے ہاتھ کو نہ کاٹا ۔ چند آدمی حاضرین نے یہ خیال کیا ۔ کہ اگر اسکو باباجیو صاحب کی خدمت میں حاضر نہ کیا جاوے ۔ ممکن ہے کہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے ۔ ملاں بہادر کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے گئے ۔ ملاں بہادر بیچارہ ساون کی بارش کا پتلا بنا ہوا حاضر ہوا ۔ آپ نے فرمایا کہ ملاں بہادر سچ بتلا کیوں روتا ہے ۔ عرض کیا کہ حضور مجھ سے گناہ ہوا ہے ۔ آپ کے ہاتھ مبارک کو دباتے وقت زخم آگیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ سب یار آکر دیکھو ۔ ملاں بہادر کی تسلی کرو ۔ میرے دونوں ہاتھوں کو دیکھو ۔ دیکھا تو بالکل زخم کا کوئی نشان نہ ملا ۔

نقل ہے ۔ کہ حضور کے غلاموں سے ایک غلام مسمیٰ میاں صوبہ کہ اصل پیدائش اسکی جالنگی چیناب سے تھی ۔ حضور کی خدمت میں حسب الحکم خلیفہ نامدار رہتا تھا ۔ اور آپ کی ہیمہ رسانی و آب آوری لنگر خانہ اس کے ذمہ تھی ۔ ایک مرتبہ خلیفہ خان عالم صاحب و سید چنن شاہ صاحب و دیگر اکابرین خلفائے حضور نے آستانہ بوسی کا مرتبہ حاصل کرنا چاہا ۔ چونکہ زبان افغانی نہ جاننے کے سبب ایک قسم کی تکلیف تھی ۔ سب کا مشورہ یہ ہوا کہ خلیفہ ملاں بہادر کو ہمراہ لے لیویں ۔ تاکہ ہم سے یہ تکلیف رفع ہو جاوے اثنائے راہ میں براہ کوہاٹ الاچی پر گذر ہوا ۔ اس جگہ سردار صاحب سردار امیر خاں صاحب و خان صاحب سمند خاں بھی ہمراہ ہو کر خدمت عالیہ میں فخر زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے بعد فراغت طعام سب یاروں کو توجہ اور مراقبہ سے مسرور فرماکر فرمایا ۔ کہ میں اپنے حجرہ میں جاتا ہوں میرے مہمان آنے والے ہیں ۔ ان کی خاطر داری بھی ضروری ہے

اور آپ آرام و استراحت فرما دیں۔ جبکہ حضور تشریف لے گئے۔ اور احباب باہم گفتگو کرنے لگے۔ اور دریافت کرنے لگے کہ حضور کے مہمان کس جگہ سے آئے ہیں۔ فقیر صوبہ کہنے لگا کہ حضرت بابا جیو صاحب سرچشمہ پر رات کے وقت ہمیشہ عبادت کرنے جایا کرتے ہیں۔ اس جگہ نہایت عجیب نظارے اور عجائبات مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یاران طریقت نے کہا کہ اگر صوبہ ہمارے ساتھ سرچشمہ تک چلے تو ہم بھی اس نعمت عظمےٰ سے فیض اٹھا دیں۔ الغرض فقیر صوبہ کو ہمراہ لیکر سرچشمہ کے قریب جو کہ مسجد ڈڈ شریف بفاصلہ نصف میل پر ہے چلے گئے۔ ایک درخت کے سایہ میں سب یار بیٹھ گئے اور روشنی چاند کی ۱۷ یا ۱۸ تاریخ تھی۔

دیکھنے میں آیا کہ حضرت بابا جیو صاحب کے گرداگرد جنگل کے شیر صدہا کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کو لقمہ ہریسہ اپنے کاسہ مبارک سے دیتے ہیں۔ جب حضور فارغ ہوئے تو آپ نے وضو کیا اور نفل ادا کئے اور دعا کی۔ ہر ایک شیر حضور کے آگے سربسجود ہوکر جاتا تھا۔ اور آنحضور ہر ایک کے سر پہ ہاتھ مبارک لگاتے تھے یہاں تک کہ سب چلے گئے۔

پھر حضرت مسجد کی طرف متوجہ ہوئے یاران طریقت ڈر کے مارے حضور کے اثنائے راہ سے یک طرف ہوگئے تھے۔ صبح کی نماز ادا کر کے فرمایا کہ صوبہ فقیر کو کہہ دو کہ میرے سامنے نہ آوے۔ اور میری مجلس میں ہرگز نہ آنا پاوے۔ حاضرین نے عرض کی کہ حضرت باعث خفگی کیا ہے۔ فرمایا کہ فقیر کا راز افشاں ہوگیا۔ اور یہ صوبہ فقیر اس کا باعث ہے۔ میں اسکو دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ غریب چار سال آپ کی خدمت میں رہا۔ اتنے عرصہ میں حضرت بابا جیو صاحب نے اس کے ساتھ بات تک نہیں کی بیچارہ رات دن روتا رہتا تھا۔ ایک دن اس کے بخت جاگے اور اقبال نے یاوری کی کہ حضور مسجد کی طرف آرہے تھے۔ صوبہ فقیر چیخ مار کر حضور کے قدموں میں گرا۔ اور کہا ع

در کوئے تو مُردہ بہ از روئے تو دُور

دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا۔ کہ جا ہم تجھ سے خوش ہیں۔ ہماری طرف سے

تم کو خلافت کی اجازت ہے ۔ مگر ہماری وصیت ہے کہ پہلے جا کر نامدار شاہ کی قبر پر تین سو ختم قرآن شریف پڑھ کر آؤ ۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا .... اور دوسری وصیت یہ کہ میرے پوتے سے جو کہ مؤلف کتاب ہے اشارہ فرمایا کہ ان سے قرآن شریف کا دھرانا شروع کر تاکہ ضبط میں آجاوے ۔ حضور کی وفات کیلئے آپ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر ایک سو ختم قرآن شریف پڑھا ۔ اور مؤلف کتاب ہذا سے دور قرآن شریف کیا ۔

رُباعی

دلِ پر درد را دوا قرآن ۔ جان مجروح را شفا قرآن

ہرچہ جوئے زلف قرآن جوئے ۔ کہ بود گنج علمہا قرآن

پھر رخصت ہو کر موضع کھاریاں میں چلے گئے اسی جگہ فوت ہوئے ۔ اور مزار مبارک بھی متصل اسٹیشن کھاریاں ضلع گجرات واقع ہے ۔ پیران عظام کی حق شناسی اور مشائخ کی رضا ایسے لوگوں کو نصیب ہوتی ہے ۔

رُباعی

کافر شوم چو پیغمبر خدا جاں دہم بدل ۔ اے مادعائے جان من و آرزوئے من

علیہم مکن گر نداۓ من جائے طعنہ نیست ۔ سر سبز طاعت ارت زآب دضوء من

نقل ہے کہ یک مرتبہ حضور دریائے اٹک سے عبور کرنے کے عازم ہوئے ۔ اہل کشتی ملاح وغیرہ سے سپاہیاں سردار سکھاں نے زور سے اپنی سواری کے واسطے کشتی مخصوص کرلی ۔ بیچارے ملاحوں کا کوئی عذر پیش نہ گیا ۔ پہلے سپاہیاں قوم جو کہ سولہ سوار تھے کشتی میں معہ اسپاں اندر آئے ۔ بعد ازاں حضرت باباجیو صاحب معہ اپنے چند خلفائے وغلاماں کشتی پر سوار ہوئے ۔ سکھوں کے سپاہیوں سے ایک سپاہی حضور سے بڑی سختی سے بولا کہ حضرت تختہ سے نیچے کھڑے رہیں ۔ کیونکہ تختہ پر ہمارے کھانے کی چیزیں ہیں ۔ چھو جانے کا خوف ہے ۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا ۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو چھو جانے کی تکلیف سے بچا دے ۔ اتنے میں کشتی روانہ ہوئی ۔ کشتی کنارہ پر نہ پہنچی تھی ۔ کہ تمام سپاہی شرف باسلام ہوئے ۔ موضع خوشحال گڈھ کنارہ دریا پر جو کہ گذرگاہ

کشتی ہے۔سب نے حجامت بنواکر نماز ظہر ادا کی۔اسی روز ملاح جیون وڈہر وبیعت طریقہ نقشبندیہ ہوئے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　که گردن نه پیچد ز حکم تو ہیچ

نقل ہے:۔کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم اثناء راہ سفر پنجاب میں تشریف فرما موضع ڈھوک گبیدڑ الوالی میں ہوئے۔شام کی دعوت حضور کے ایک غلام مسمیٰ نواب خاں نے کی۔چونکہ اس ملک میں دعوت کی علیحدہ ایک رسم یہ ہے کہ گھی میٹھا یعنی روغن زرد گرم کرکے کھانے کے وقت مہمان کے آگے رکھا کرتے ہیں۔اور اس میں شکر ڈالی جاتی ہے۔جبوقت کھانا تیار ہوا۔تو حضرت باباجیو صاحب کی خدمت مبارک میں لے گئے۔حضرت اکثر کھانا مسجد میں کھایا کرتے تھے۔اتنے میں نواب خاں کو یاد آیا۔کہ روغن زرد میں شکر نہیں ڈالی گئی۔ایک آدمی کو ایک ہندو کی دوکان پر بھیجا کہ شکر لاوے اس ہندو نے دریافت کیا کہ شکر اس وقت کیا کروگے اس نے کہا کہ حضرت باباجیو صاحب ایک بزرگ مسجد میں آئے ہوئے ہیں۔ان کے واسطے چاہیئے ہندو نے کہا۔میں قیمت نہیں لینی چاہتا۔میں خود شکر لے کر حاضر ہوتا ہوں۔جس وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا بہت یار حالت وجد وجذبہ میں ہیں۔اتنے میں آپ کو دیکھ کر حالت وجد میں آگیا۔تھوڑی دیر میں جب تسکین ہوئی تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا۔حضرت جناب باباجیو صاحب نے فرمایا کہ یہ اب تمہارا بھائی ہوگیا۔اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہیئے۔ایک بھائی صاحب مسلمان نے اسکو اسی وقت اپنی لڑکی نکاح میں دے دی۔اور ایک صاحب نے اپنے گھر میں سے ایک حصہ گھر کا دے دیا۔حضور نے اسکا نام شیخ احمد رکھا۔اور مدت تک زندہ رہا۔ابتک اسکی اولاد زندہ ہے

ہرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریده عالم دوام ما

نقل ہے:۔کہ حضور کے غلاموں سے ایک غلام جو کہ مخلص جان فدا تھا۔مسمّٰی بہ محمد ولد حیات سکنہ پھورے مل بباعث قحط سالی اور اخراجات عیال اطفال

تنگ آکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - آپ مسجد مبارک جو کہ روضہ مبارک کے پاس ہے استراحت فرما کر ذکر نفی اثبات میں شاغل تھے ۔ محمد نے عرض کیا کہ حضرت کئی روز سے فاقہ پر گذران ہے۔ آج میں تنگ آکر عرض کرنے لگا۔ اجازت فرمایئے کہ میں بطرف اشتغر علاقہ پشاور میں ایک ملک ہے جاؤں حضور نے فرمایا کہ کیا کچھ کام بھی جانتا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت ریگ سے سونا نکالنا جانتا ہوں۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ اچھا صبح اشراق کے وقت اپنا تمام اسباب و اوزار جو کہ سونا نکالنے کے لئے ہوتا ہے ہمراہ لاؤ۔ چنانچہ حسب الفرمان دوسرے روز حاضر خدمت ہوا آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ اور سورۃ یٰسین شروع کرو۔ اور مشرق کی طرف جاؤ کسی سے بات نہ کرو جس جگہ سورۃ ختم ہو جاوے اسی جگہ ریگ لے لے کر پانی میں دھوؤ تو سونا نکل آوے گا۔ اس نے اسی طرح عمل کیا۔ اُس روز اُس کو قریب دو تولہ سونا مل گیا دوسرے روز خود بخود اُس جگہ بامید نکالنے سونے کے گیا اور ریگ لے کر دھونے لگا۔ ایک رتی سونا نکلا۔ حضور کی خدمت میں آکر عرض حال کرنے لگا حضرت نے فرمایا کہ میاں محمد یہ کام کسی ایک وقت پر موقوف ہے خدا کے نیدوں پر جب کوئی وقت آتا ہے تو اُس وقت جو زبان سے کہیں ہو جایا کرتا ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

نقل ہے کہ حضور قبلہ عالم کی عادت مبارک میں نہایت اتباع سنت اور اجتناب از نامشروعات بہ بالغ رہتی تھی۔ حقہ نوشی و قلیان کش جو شخص معلوم ہو جاوے اُس کو ختم خواجگاں میں جو کہ بعد نماز عشاء پڑھا کرتے تھے شریک ہونے کی اجازت نہیں فرماتے تھے اور یاران طریقت کو نہایت سخت اصرار سے منع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضور کے یاروں میں سے کوئی آدمی حقہ نوش نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے غلاموں سے ایک جان نثار غلام مسمی بہ شاہ احمد سکنہ موضع جلوال نے حضور سے فیضیاب ہو کر چند روز کے بعد ناجنس مجلس اور نااہلوں کے ساتھ نشست و برخاست اختیار کی اور حقہ نوشی بھی شروع کر دی۔ کسی ہفتہ میں ایک رات چارپائی پر سو یا پڑا تھا کہ عالم خواب

میں حضرت جناب باباجیو صاحب نظر آئے اور ایک طمانچہ اُس کے منہ پر مارا کہ اُس کی گردن میں خم آگیا چیخ مار کر اُٹھا اور اُس کے منہ پر ورم پڑی تھی اور آنکھوں سے پانی جاری تھا کہنے لگا کہ جب تک باباجیو صاحب مجھ کو دم نہ کریں میں کچھ نہیں بتلا سکتا مجھ کو باباجیو صاحبؒ نے عالم خواب میں فرمایا کہ تو میرا مرید ہو کر حقہ نوشی کرتا ہے۔ اور ایسی خفگی سے مجھ کو طمانچہ مارا جس کی تکلیف میں جانتا ہوں مجھ کو حضرت کی خدمت عالیہ میں کس طرح حاضر کرو۔ انشاء اللہ اُن کی برکت سے میری گردن سیدھی ہو جائیگی۔ آخر اُس کے قریبی اُس کو جناب باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں چارپائی پر اٹھا کر لے گئے حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جو میرا مرید ہوگا وہ ہرگز حقہ نوشی نہ کریگا۔ اور فرمایا ہے

شکم پر میکنی از نعمت شاہان ترشی ۔ کہ اسہال آورد ہر کہ خورد سب السلاطین را

پس لوگوں کو چاہیئے کہ خدا کی شکر گذاری کرو اور گناہ سے پرہیز کرو۔

زہر نفس بقیامت شمار خواہد بود ۔ گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

نقل ہے ۔ کہ حضرت قبلہ عالم کے مخلص جان فدا میاں عبید اللہ میاں سعد اللہ صاحب حقیقی بھائی قوم قریشی سکنائے موضع کوٹ چھچی ضلع اٹک حضور کے خاصوں میں شمار تھے میاں سعد اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا زمین کا موضع جلالی متصل اٹک ملکیت رکھتا تھا۔ میاں صاحب نے اپنی زمین کی حد میں کنواں آبپاشی کے لئے لگایا تھا۔ ایک مخالف اہل دیہہ نے جو کہ میاں صاحب سے دل میں عداوت رکھتا تھا۔ اُس کنوئیں کے قریب اپنی حد میں اور کنواں پانی کا لگوایا۔ میاں صاحب کے کنوئیں کا پانی اُس کے باعث کم ہو گیا۔ اور اس کا پانی زراعت کو ناکافی ہو گیا میانصاحب سعد اللہ نہایت غمناک ہو کر حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کی حضرت نے تین عدد سنگریزہ رہ ڈ پکڑ کر دم کر دیئے اور فرمایا کہ اپنے کنوئیں میں ڈال دو میاں صاحب نے حضور کے حکم کے موافق عمل کیا اُس روز سے اب تک پانی کم نہیں ہوا اور مخالف پشیمان ہو کر تائب ہو گیا ۔

ہر کہ با خلاص قدم میزند ۔ عیسٰے وقت است کہ دم میزند

نقل ہے کہ خلیفہ ملاں بہادر ایک روز اپنی زمین و زراعت دیکھنے گیا۔ تو اُن کی طبیعت میں یہ خیال آیا کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ کے مخلص یار آیا کرتے ہیں اگر اس جگہ ایک کنواں پانی کا بنایا جاوے تو سبزی وغیرہ روزمرہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے یاروں کو بلا تکلف پہنچا دیجاوے۔ باعث آرام یاران و آسائش خاندان حضور ہو کر میرے لئے سعادت دارین ہو جاوے گا۔ دوسرے روز اس جگہ اپنے فرزندوں کو لے کر کنواں کھودنا شروع کیا۔ قریب تین چار گز کے پہنچے تو اُس میں سخت پتھر سخت نظر آیا۔ ایک ہفتہ بعد دوسری جگہ کنواں شروع کیا وہ بھی لبشرح صدر چار جگہ کنواں لگا کر دیکھا تو نیچے سے سخت پتھر آیا۔ لاچار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لب ادب عتبہ پر رکھ کر عرض بیان حال کیا۔ اور حضور نے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ۔ میں تمہیں دم کر کے دیتا ہوں۔ فی الفور ملاں بہادر جا کر ایک پتھر لایا اور حضور نے اپنے لب مبارک سے لگا کر دم کیا اور فرمایا کہ اُس کو ایک کنوآں میں زور سے ڈال دو۔ اللہ تعالےٰ اُس کنوئیں میں سے پانی بہت جاری کر دیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہمارا شکرانہ پہنچا دو عرض کیا کہ حضور جو فرمادیں میں حاضر کر دوں گا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے واسطے ایک مرغ لے آنا تاکہ میرا رفیق سحری ہو اکرے ملاں بہادر نہایت خوشی سے رخصت ہو کر چلا گیا اور حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُس کنوئیں سے ایسا پانی کا چشمہ جاری ہوا اور فرمایا کہ حضرت آپ کی برکت سے میرا کام ہو گیا۔ پانی بہت ہو گیا کسی صاحب نے حاضرین میں سے کہا کہ یہ کام بباعث ادب و خدمت گذاری ملاّں بہادر کے ہوا اعدبہ بیت مناسب حال کہا ہے

شبان وادی ایمن گہے رسد بمراد	کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند
کلید گنج سعادت قبول اہل دل است	مبادکس کہ دریں نکتہ شک و ریب کند

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے غلاموں سے ایک مسکین درویش مسمی میاں منگہ سکنہ موضع رنگل ضلع اٹک کا باشندہ بمرض جذام مبتلا ہو گیا۔ علاج حسب التوفیق ہوتا رہا۔ فائدہ مند ثابت نہ ہوا۔ آخر لاچار ہو کر حضور کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اور نہایت انکساری

اور گریہ زاری سے عرض کرنے لگا کہ میرے کھانے اور پینے کا انتظام مشکل ہو گیا ہے کوئی آدمی میرے کھانے پینے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اچھا اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ ہے۔ ذرا فکر نہ کرنا۔ اتنے میں حضرت وظیفہ نفی اثبات کہتے رہے اور کھانا لنگر کا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ حضور نے اپنے ہاتھ مبارک سے مسمی منگا فقیر کے ہاتھ دھلائے اور کھانا اپنے ہاتھ مبارک سے کھلایا اور ہر ایک لقمہ پر حضور یہ دعا پڑھ کر کھلاتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک ہفتہ میں اُس کو شفائے کامل ہو گئی اور حضور جب تشریف فرمائے موضع چورہ شریف ہوئے تو حضور کی خدمت میں ہر دم حاضر ہوتا تھا۔ اور حضور کے مال و جان کو دعا دیا کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا۔

دستِ شفا رسید مرض خود بخود گریخت

حضور کے وصال کے بعد کئی سال فقیر میاں منگا مؤلف کی قلبہ رانی کے کام میں مصروف رہا۔ حضور کے وصال کے بعد جب کہیں ذکر حضور کے نام مبارک کا آوے تو زار زار روتا تھا اور کہا کرتا تھا۔

شربتے از لب لعلش نچشیدیم و برفت ۔۔۔۔ روئے مہ پیکر دیر سند ندیدیم و برفت

نقل ہے کہ حضور قبلہ عالم کی خدمت میں ایک مرتبہ سردار خدا بخش خاں و خان صاحب محمد بخش خاں ساکنان سرائے صالح ضلع ہزارہ نے ایک راس گاؤ میش واسطے دودھ دینے کے بھیجی کی تھوڑے روز گذرے کہ شیر دار ہو گئی۔ لیکن خدا کی قدرت کسی آدمی کو پاس نہ آنے دیتی۔ لوگوں نے تنگ آکر حضور کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اور اُس کا دودھ نکالو۔ چنانچہ حضور کے پاس حاضر کی گئی اور دودھ لیا گیا۔ کسی طرح انکار ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے وقت پھر ویسی ہی تکلیف دینے لگی دوبارہ حضرت کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔ فرمایا کہ میرے پاس لاؤ اور اُس سے دودھ نکالو جس وقت حضور کے سامنے کیا تو فوراً دودھ نکالا۔ حضرت بابا جیو صاحب نے فرمایا کہ یہ میرے حاضر ہونے کے بغیر تمہیں دودھ نہیں دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا

جب تک باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کو نظر سے نہ دیکھتی ۔ دودھ اُس سے کوئی نہیں لے سکتا تھا ۔ چنانچہ ایک روز حضور کسی کام کے واسطے مسجد میں دیر تک ٹھہرے رہے ۔ اس اثنا میں مال مویشی کو چراگاہ میں جانیکا وقت آ گیا ۔ اُس گاؤ میش کو ویسا ہی چھوڑ دیا گیا اتنے میں حضور کو راستہ میں مال مویشی نظر آئے ۔ ایک درویش شہامد نام فرمایا کہ برتن لا کر اس گاؤ میش سے دودھ نکال کر گھر پہنچا دو ۔ آپ اُسی جگہ کھڑے رہے مسمّی شہامد فقیر نے دودھ لے کر گھر پہنچایا ۔ سبحان اللہ ۔ اہل خدا کی حالت پر جانور بھی جاں فدا ہوا کرتے ہیں کیا اچھا کہا ہے ۔ مثنوی ۔

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا ۔۔۔ مردہ را ازشاں حیاتست و نمار

گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی ۔۔۔ گر بصاحب دل رسی گوہر شوی

نقل ہے ۔ کہ حضرت قبلۂ عالم کے اخلاص مند غلاموں میں سے ایک آپ کا غلام جہان محمد قوم آہنگر ساکن موضع کنٹ کا رہنے والا تھا ۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی ۔ اس تکلیف میں نہایت پریشان خاطر رہتا تھا ۔ ایک روز اس کو خیال آیا کہ میرے پاس جو سامان و آلہ آہنگری ہے میرے کس کام رہیگا اس کو حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں ڈماڈر شریف پہنچا دہا جاوے ۔ چنانچہ فقیر میاں نیک محمد کو جو کہ حضور کا قدیمی غلام اور افغانی زبان جانتا تھا ہمراہ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جان محمد تم نے یہ کیا تکلیف کی ۔ عرض کیا کہ حضرت میرا کوئی فرزند نہیں ہے ۔ ہمارے یہ کس کام کے ہیں ۔ فقیر نے اب تک کسی کے آگے اپنا مطلب دلی ظاہر نہیں کیا ۔ کیونکہ اثر کی امید نہیں تھی قبول کسے

ز بید رواں علاج درد خود جستن بآں ماند ۔۔۔ کہ خار از پا بروں آرد کسے یا نیش عقربہا

لہٰذا بغیر سایہ بلند پایہ حضور کے ہمارا کوئی پشت پناہ نہیں جس کی خدمت میں عرض کیجاوے فقیر سخت مایوسی کی حالت میں حضور کے قدموں میں پہنچا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم عمیم سے تمہاری حالت پر رحم فرماوے گا ۔ اور صبر سے تمہارے دل کی امیدیں پوری ہوں گی ۔ رخصت کے وقت حضور نے ایک تعویذ دیا اور دعا

فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالٰے دو لڑکے اور ایک لڑکی تمہیں عطا کرے گا۔ پہلے لڑکے کا نام سلیمان اور دوسرے لڑکے کا نام غلام محمد اور لڑکی کا نام عائشہ رکھنا۔ افسوس کہ تمہارا لڑکا سلیمان تمہارے سینے پر داغ لانے والا ہے۔ اس پر صبر کرنے کے صلہ میں اللہ تعالٰے غلام محمد کو صاحب اولاد کریگا۔ خلیفہ جان محمد کہنے لگا کہ حضرت میں وہ سوختہ نصیب ہوں کہ جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر حضور کا سایہ ہمایوں میرے سر پر آجاوے اور مشکل حل ہوجاوے تو کیا مشکل۔ کیا کسی شاعر نے اچھا کہا ہے ؎

دل طالب درد است دوا لیکہ تو باشی بیمار ازانم کہ شفا لیکہ تو باشی!

رنجیدن شاہاں زگدا رسم قدیم است شاہے کہ زرنجید گدا لیکہ تو باشی!

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم سے بعض احباب اسی موضع گنٹ میں عالم خواب میں مشرف بزیارت ہوئے اور آپ نے سب کو عالم خواب میں تاکید سے فرمایا کہ فلاں آدمی جو خلیفہ جان محمد کے گھر میں نقصان پہنچاتا ہے منع کیا جاوے۔ ورنہ سخت تکلیف پاویگا۔ صبح کے وقت سب یاران طریقت وغیرہ نے اس کو منع فرمایا۔ لیکن وہ بد اعمال اپنے روی خیال سے باز نہ آیا۔ ایک روز سب لوگ کسی تماشے کے واسطے گاؤں سے باہر جانے لگے۔ وہ بھی ان کے ساتھ ان کی گھوڑی پر سوار ہوکر چلا۔ راہ میں گھوڑی نے اس کو ایسا گرایا کہ اس کے وجود کا ایک عضو نہ بچا۔ سب ریزہ ریزہ ہوگئے اور اسی جگہ فوت ہوگیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اہل خدا کی کوئی بات خالی از حکمت نہیں ہوتی ؎

بدی ہما یہ را ہما یہ داند مزاج طفل را خود دایہ داند

وہی واقعہ ہے کہ بادشاہ بخارا شکست کے وقت رو بہزیمت ہو کر حضرت خواجہ بہاؤالدین ساری رحمتہ اللہ علیہ سے کہتے تھے ؎

آں کند تیغ تو بجان عدد کہ کند جود تو بکان گہر

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم اپنے گھر کی دیواریں بنوا رہے تھے اور تمام کارعمارت نتیر خلیفہ جان محمد کے سپرد تھا۔ ایک روز خلیفہ جی کو دل میں یہ خیال گزرا کہ آدمی کو کس طرح سے دل میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے اور صوفی کس طرح مریدوں کی تسخیر کر لیتے ہیں۔ معلوم

نہیں کہ کوئی چیز دم کر کے کھلا دیتے ہیں۔ یا کچھ ان کے لئے پڑھتے ہیں اتنے میں حضرت باباجیو صاحب کی تشریف لائے، حضور نے فرمایا کہ جان محمد آؤ میرے پاس چلو۔ چنانچہ حضرت باباجیو صاحب کی جگہ پر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ جان محمد نسوار لے لو یہ بھی ایک شغل عجیب ہے جان محمد نے جب نسوار لی اس کے دل میں ایسی روشنی اور مکاشفہ ہوا کہ سبحان اللہ۔ فوراً یہ خیال دل میں آیا کہ جو میرے دل میں پہلے خیال تھا بالکل غلط تھا۔ بلکہ جو فیض ہوتا ہے اور دل میں کشف ہو جاتا ہے۔ صرف نسوار کا سبب ہے۔ ورنہ اور کوئی کرامت اور بزرگی نہیں تھوڑی دیر بعد جان محمد اپنے کام پر چلا گیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ یہ بزرگی محض نسوار کی ہے اور کوئی وجہ نہیں۔ بہتر ہے کہ جب حضرت باباصاحب بستر استراحت فرمادیں گے حضرت سے نسوار کی ڈبی چرا کر لیجانی چاہیئے۔ اور اسی نسوار سے لوگوں کو فیض ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے مریدوں کو نسوار دے کر تسخیر اور صفائی قلب کرایا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی جان محمد نے کیا۔ جب نسوار چرا کر لے گیا ذرہ صفائی اور مکاشفہ نظر نہ آیا۔ اس وقت ڈبی حضور کے پاس رکھ کر چلا گیا۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جان محمد ایسے تھوڑے خیال سے اعتقاد میں خیال خام نہیں لانا چاہیئے

دل کہ پر از وصف خیا بشود	آئینہ نور صفا رمی شود
دیدۂ بے شرم پسندیدہ نیست	در نظر عقل خود آں دیدہ نیست

اسی روز سے جان محمد نے ترک خانماں کر کے حضور کی غلامی ہمیشہ کے لئے اختیار کی اور جب کبھی وجد کی حالت میں ہوتے تو یہ فرماتے تھے

حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر	دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم جناب باباجیو صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں خلیفہ غلام عالم صاحب و مولوی فضل الدین صاحب خونی چک والے اور بہت خلیفے حضور کی مجلس میں مستفیض ہو رہے تھے کہ حضور کے لنگر سے طعام کی تقسیم لنگرخانے کا وقت آ گیا حسب معمول کھانا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ اس روز تمام درویشوں اور مسافروں کے لئے کھچڑی تیار کی گئی تھی۔ حضور نے خلیفہ غلام عالم و مولوی فضل الدین صاحب و بابا فضل الدین

مولوی مست علی صاحب وغیرہ کو ہمراہ اپنے ایک جگہ پر طعام کھانے کا مجربہ ہوا۔ قدرت سے روغن زرد جو کہ اس کھچڑی میں تھا، مولوی فضل الدین صاحب کی طرف زیادہ چلا گیا۔ حضرت قبلہ عالم نے خلیفہ غلام عالم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج تو مولوی صاحب فضل الدین روغن زرد کو کشف کے ذریعہ سے اپنی طرف کھینچ کر لے گئے۔ حضرت کا یہ ارشاد ہونا تھا کہ کہ مولوی صاحب فضل الدین صاحب کو اس درجہ کی صفائی اور کشف حاصل ہوا کہ دور دور سے خدا کے بندے فیضیاب ہو کر منتہی ہوتے رہے۔ مولوی صاحب مرحوم کی کشف و کرامات کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے اور مولوی صاحب کی حالت مولف کتاب کو معلوم ہے۔ مولوی صاحب نے ایک سو سال کی عمر سے متجاوز ہو کر ۱۳۲۳ھ ماہ شعبان میں وصال پایا۔ مزار مبارک خاص موضع چک متصل گجرات پنجاب ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ صاحب جو اہل اللہ کے سایہ میں ہو کر لباس غلامی میں جلوہ افروز ہوئے ہیں ؂

سرنوشت و اثر گوں را راست بیاندونیا نقش معکوس نگیں از سجدہ میگردد درست

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم کے نیراہ سے بمقام ڈرا ڈ تشریف فرما ہونے کے بعد ایک مسکین زمیندار مسمی محمد اعظم آپ سے داخل طریقہ نقشبندیہ ہوا۔ خدائے تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم سے اس کی حالت ایسی منتہی کے لباس میں آئی کہ خلفائے وقت تمام اس کے گرد قدم کی خواہش پر فدا ہوتے تھے۔ حضور کے مال مویشی کی خدمت تواضع کو اپنا فخر دارین سمجھا کرتے تھے۔ کئی سال اسی خدمت گزاری پر گزرے۔ حضور کے انتقال کے بعد مخلص مذکور کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور کار خدمتگذاری سے معذوری ہوئی۔ چونکہ اس کی دلی تمنا قبلۂ عالم کی خدمت عالیہ --- میں رہنے کی تھی۔ مگر چوں کہ بہ سبب نابینائی کے خدمتگذاری سے عاجز آ گیا اور ہمیشہ بباعث فرط محبت جو کہ کمال شوق در اقدس پہ عتبہ بوسی کی وجہ سے تھی۔ حضرت کے مزار پر جاروب کشی اختیار کر لی اور چند سال اسی طریق سے حضرت کے مزار مبارک کے گرد و گرد روزمرہ صفائی کرنے میں وقت بسر کرتے رہے۔ ایک روز بعد فراغت اپنے کار خدمت معمولہ حضرت کے مزار

مبارک کے آگے روبشرق کر کے مراقبہ میں ہوا۔ اور حضرت کو اس زندگی کے لباس میں دیکھا۔ گویا حضرت بابا جیو صاحبؒ اس کو نظر آئے اور سیاہ جبہ مبارک پہنا ہوا ہے۔ اور اس حالت میں فرمایا کہ محمد اعظم کیا حال ہے۔ میں عرض کرنے ہی لگا تھا کہ حضور نے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا اور ایسے زور سے میرے منہ پر طمانچہ لگا کہ میں بیہوش ہوگیا اور آنکھوں میں بینائی معلوم ہوئی۔ اور اس طرح کی نظر ہوئی جیسے زمانہ جوانی کے وقت میں تھی۔ سب یار تعجب میں آئے اور جب کوئی اس کی حقیقت دریافت کرتا۔ تو کہا کرتے تھے کہ یہ مقام خاموشی کا ہے اپنے سے فناہ ہونے کے بعد نظر آتی ہے ؎

پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت افروختن وسوختن وجامہ دریدن

نقل ہے کہ حضور قبلۂ عالم سیر پنجاب سے واپسی پر دریائے اٹک کے کنارے سے سوار کشتی ہوئے۔ ایک فقیر مسمی بہ بابا جمال سکنہ اورنگ آبادی نے حضور کو شکرانہ دینا تھا جو کہ بوقت رخصت ہونے بھول گیا تھا۔ کشتی چلی تو آپ کو یاد آیا اور ملاح سے پکارا کہ قدرے کشتی کو خدا کیواسطے کھڑی کرو۔ ملاح نے کشتی کھڑی کی فقیر جمال نے پانی کے کنارہ سے اندر حضور کو روپیہ دینے لگا۔ جو ہاتھ سے پانی میں گر گیا۔ نہایت پریشان ہو کر رونے لگا اور کہا کہ میری بدقسمتی کا سبب ہے۔ میری نیاز قبول نہ ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ صدقہ خدا کی جناب میں قبول ہو چکا ہے۔ ہرگز گم نہیں ہوگا۔ تلاش کرو۔ فقیر جمال پانی میں ہاتھ تلاش کرنے لگا۔ پہلی ہی مرتبہ وہی روپیہ اس کو ہاتھ میں آیا۔ اور حضور کی خدمت عالیہ میں نذر گیا حاضرین نہایت تعجب میں ہو کر طوق غلامی سے مشرف ہوئے اور داخل طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے فقیر جمال آپ سے رخصت ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت مجھ کو اپنی یاد خاطر سے فراموش نہ کرنا۔ اسی روز سے اس کو جذبہ جاری ہو گیا اور ہر وقت جذبہ میں رہا کرتا تھا۔ اور حضور کی طرف منہ کر کے مضمون اس بیت کا پڑھا کرتا تھا ؎

گر از فامت خوبت قبول افتد نماز من ددا شنائے نماز ایں جان عاشق بر قامت دارم

نقل ہے کہ حضور قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ سے جبکہ خلیفہ نامدار شاہ صاحب مجاز طریقہ

نقشبندیہ ہوئے چند سال کے بعد حضور نے اپنی کمال شفقت سے خلیفہ نامدار شاہ کے
فرزند مسمی بہ غلام نبی کو نسبت مخروداماد کی عطا فرمایا اور اپنے گھر میں غلام نبی کو ہمیشہ کیلئے
رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ ایک سال غلام نبی خاص بمقام تیری شریف حضرت قبلہ عالم
کی خدمت میں رہا بعد ازاں ارادہ پنجاب کی طرف روانگی کا کیا۔ اس ارادہ سے حضور
عالی ناخوش تھے۔ اور فرمایا کہ غلام نبی کو کوئی فائدہ پنجاب کی طرف جانے میں نہیں فقیر
تو اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کی اپنی مرضی ہے البتہ اگر پنجاب میں جاویگا تو سخت
پشیمان ہوگا مگر بعض شقی ازلی نے جو کہ بظاہر حضرت قبلۂ عالم کے غلام بنے ہوئے تھے۔ غلام نبی
کو ایسا پختہ مشورہ میں ملا لیا کہ حضرت قبلہ اقدس کے فرمان کو دل میں نہ آنے دیا۔ اور نہ حضرت
کی اجازت اور خوشی کا لحاظ مدنظر رکھا۔ تھوڑے روز میں غلام نبی کو ہمراہ لے کر وہی بدبخت
مرید موضع ہتیال ملک پنجاب میں پہونچے۔ ایک دو ماہ کے بعد غلام نبی کو ہمراہ لے کر ضلع
ہزارہ میں چلے گئے اس جگہ غلام نبی کو بغیر کسی تکلیف و عارضہ کے ایسا جنون ہوگیا کہ گردن
بھی اس کی کج ہوگئی اور ہوش وحواس مطلق جاتے رہے۔ علاج وغیرہ جو اس جگہ میں کرائے
گئے مؤثر نہ ہوئی آخر سب حاضرین احباب نے کہا کہ یہ تکلیف بباعث ناخوشی حضرت
باباجیو صاحب کے عائد ہوئی ہے۔ جب تک حضرت قبلۂ عالم سے دعائے خیر وصحت
کی التجا نہ کیجاوے کوئی امید صحت نہیں ہوسکتی یاران طریقت نے اتفاق سے غلام نبی
کو بحالت بیماری تیراہ میں پہنچایا کہ جناب باباجیو صاحب سے طلب دعائے صحت کی التجا
کی حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا۔

گر صد ہزار لعل وگہر میدہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

لاچار ہو کے سب خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز پھر سب۔ یار
ل کر جناب باباجیو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت
قبلہ عالم نے غلام نبی کو دیکھ کر کہا کہ فقیر نے تم کو پنجاب کے جانے

سے منع نہیں کیا تھا۔

اس کا نتیجہ دیکھا۔ سب یاران سر برہنہ ہو کر بابا جیو صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے خدا و رسول اور مشائخ نقشبندیہ کی طفیل یہ قصور معاف فرمایا جاوے۔

ہر چہ ہست از قامت ناساز و ناہموار است

ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

حضرت بابا جیو صاحب ان کی انکساری دیکھ کر نہایت شفقت سے ان کی حالت پر رحم فرما کر دعا صحت درگاہ الٰہی سے طلب کی اور کئی دن متواتر بعد نماز صبح کچھ پڑھ کر دم کرتے رہے۔ حق تعالیٰ نے تھوڑے دنوں میں صحت کلی عطا فرمائی اور لکنت زبان بھی جاتی رہی۔ چھ ماہ تندرستی کی حالت میں عرصہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر بطریق اول ارادہ پنجاب جانیکا کیا۔ بابا جیو صاحب نے فرمایا کہ فقیر پنجاب جانیکی اجازت نہیں دیتا غلام نبی اگر اپنی مرضی سے جاتا ہے تو اس کی مرضی رہی امید ہے کہ جلد پشیمان ہو کر واپس آئیگا۔ اور اس وقت کو پچھتائیگا ع۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ لیکن بخلاف مرضی جناب بابا جیو صاحب روانہ پنجاب ہو گئے اور جب موضع ہتمال شریف جہاں پر ان کے والد بزرگوار کا مزار شریف ہے پہنچے ابھی دو تین دن نہ گزرے تھے کہ اُسی طرح بحالت جنون دفعتہً الہسان بیمار ہو گئے۔ پھر چند یار بخدمت حضرت بابا جیو صاحب دعا کو انکی نیت سے پہنچی رجب قبلہ عالم کی خدمت میں پہنچے اور غلام نبی کی بیماری کا حال الف سے ی تک سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اب سخت مشکل ہوئی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے جاتی رہی کیا کیا جاوے کہ تقدیر کے آگے چارہ نہیں یاروں نے دست بستہ عرض کی یا حضرت غلام نبی بیماری کے سبب سے اپنے بدن سے کپڑے پھاڑ کر برہنہ ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو مہر عنایت کرے اس روز سے کپڑے چاک کرنے سے باز رہ گیا اور جنون کی حالت تادم مرگ برستور رہی قریب تیس سال اسی بیماری میں رہ کر انتقال ہوا ۱۲۸۸ھ کی وفات ۱۰ رجب کو

اقبال کس بہ پست نشود چارہ اش مجو گر بادبا شاہ مصر بود در بدر شود

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ کی گھوڑی سمند رنگ جو آپکی سواری کے لئے خاص تھی۔ خلیفہ خانعالم باؤلی شریف ضلع گجرات کے رہنے والے کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ فقیر کی گھوڑی لے جاؤ۔ چنانچہ لے گئے۔ ایک خلیفہ کے سپرد کر دی۔ خلیفہ خانعالم صاحب نے اس گھوڑی کی خدمتگذاری اس حد تک شروع کی جس کے بیان سے قلم قاصر ہے اور یاران طریقت کو اس پر سواری سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کے منہ میں دہانہ ڈالنے کی ممانعت فرمائی اور خلیفہ خانعالم صاحب گھوڑی کے قدموں پر ہر وقت ہاتھ لگا کر تمام بدن پر پھیرا کرتے تھے۔ جبتک گھوڑی سامنے رہتی۔ خلیفہ صاحب کھڑے رہتے تھے۔ اور جو کوئی مریض کسی مرض کا خلیفہ صاحب کے پاس آتا تھا تو آپ گھوڑی کے دہانہ کو پانی میں دھو کر پلا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالے اس کو شفا بخشتا۔ یاران طریقت جان فدا نے حضرت باباجیو صاحب مسمّٰی بہ بابا فضل الدین صاحب و بابا الٰہی بخش صاحب بڑی آرزو سے اس گھوڑی کو موضع سیور ضلع گجرات میں واسطے خدمت تواضع کے لے گئے۔ بابا فضل الدین وغیرہ یاران گھوڑی کو بخیال خوشی خاطر اپنی زراعت گندم سبز میں آوارہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور بعض اہل دیہہ کو اس بات پر غصہ دل میں آیا کرتا تھا۔ کیونکہ رستہ میں ان کی زراعت پائمال ہونیکا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالے کی عنایت تھی کہ گھوڑی اس چال سے زراعت کے کنارہ سے بلا کسی آدمی کے پکڑنے کے جا کر بابا فضل الدین صاحب کی فصل میں گندم کی فصل کھایا کرتی اور زور سے کوئی آدمی اس کو اپنے فصل میں لیجانا چاہے تو گھوڑی نہ جاتی تھی اور کسی زراعت سے قسمیہ ایک شاخ گندم نہ کھاتی۔ اس سال جو اس زمین سے مالکوں نے غلہ گندم حاصل کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ابتک پھر اس قدر غلہ نہیں ہوا۔ محمد یار اپنی اوقات اس غلامی میں صرف کرنے پر جاںنثار رہا۔ چند سال کے بعد باباجیو صاحب سے وہ گھوڑی تواضع کی خاطر سردار خان نواز خان و محمد بخش صاحب ضلع ہزارہ مقام سرائے صالح لے گئے۔ حضور کے انتقال کی تاریخ سے بعد تغیر روزگار جان بحق ہو کر اس دنیا ناپائدار سے رخصت ہوئی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت جناب قبلہ عالم کی خدمت مبارک میں ایک زمیندار بنام خدابخش سکنہ لوپڑ لسپوال ضلع راولپنڈی جو کہ مسجد کی خدمت آبرسانی پر خادم تھا۔ حضور سے بیعت ہوکر اسی روز صاحب مجاز ہوا۔ بوقت روانگی حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک روڑ پتھر کا دم کر کے اس کو دیا اور فرمایا کہ ایک تالاب بناؤ اور اس کے کنارہ میں اس کو دفن کرو۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس تالاب پانی کے کنارہ میں نہایت عمدہ قسم کا باغ اور درخت ہر قسم کے لگانے سے نظارہ گاہ پنجاب تیار ہوا اور خلیفہ خدابخش بنام باباجیو صاحب بنی والا مشہور ہوا۔ ہمیشہ صائم رہا کرتے تھے ایک مرتبہ بباعث اتہام کیمیاگری بقید فرنگ گرفتار ہوئے اور کسی مخالف نے حکام کو یہ بھی سنایا کہ خلیفہ خدابخش سرکار کیساتھ آلہ حرب وجنگ تیار کرنے میں سرگرم ہے اور باغی ہونا چاہتا ہے۔ بصورت قید ہوجانے کے جس وقت جیل خانہ میں خلیفہ صاحب کو لے لئے تو آپ کے ہاتھ سے کڑی ٹوٹ گئی۔ دوسرے ہاتھ کڑی ڈالی وہ بھی ٹوٹ گئی۔ جس ہاتھ میں کڑی ڈالتے فوراً ٹوٹ جاتی۔ ملازمان پولیس نے افسر کو اطلاع دی حکم ہوا کہ اس فقیر کو حوالات میں رکھو۔ صبح دیکھا جاوے گا۔ رات کے وقت افسر پولیس خوف سے ڈرتا رہا۔ اور باباجیو صاحب کو خواب میں دیکھا کہ دربارہ خلیفہ خدابخش سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر خدابخش کو نہ چھوڑ دیا جاوے تو تمہارے ساتھ وہ سلوک ہوگا جو تمہاری اولاد کو ہفت پشت تک یاد رہے گا۔

اور ادہر خلیفہ خدابخش صاحب کیساتھ تمام شب حوالات میں حضرت باباجیو صاحبؒ یہ تاکید کرتے رہے۔ کہ ہرگز خیال نہ کرنا۔ یہ مصیبت آج ہی ٹل جاوے گی۔

حضرت باباجیو صاحبؒ نے مسافت ۷ میل سے ایک درویش مسمی بہ خدابخش سکنہ گرجو ضلع ایضاً کو واسطے تسلی خلیفہ خدابخش روانہ فرمایا۔ اور کہا کہ بالکل اطمینان رکھیں۔ تمام مشائخ نقشبندیہ تمہاری مدد کے واسطے جمع ہوکر آنے میں مطمئن رہیں علے الصباح دوسرے روز افسر پولیس نے فقیر صاحب سے معافی لی اور رہا کر دیئے گئے ؎

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی مردی کہ پیش آئیت روشنی

کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند   ہمانا کزیں توتیا غافل اند

تاریخ وفات ۱۲۹۳ھ مزار متصل لوڑ پسوال بر کنارہ تالاب

نقل ہے - کہ حضور قبلہ عالم کا قیام جبکہ بمقام ڈڑاوڑ تھا - ایک زمیندار مسمی بہ میر اعظم نے اپنی زوجہ کو بباعث ناسازشی کے اپنے عقد سے علیحدہ کر دیا تھا - اس کے بطن سے ایک دہ سالہ فرزند تھا - ایک روز وہ لڑکا اپنی والدہ سے ملنے کو چلا گیا تھا - مسمی میر اعظم کو جوش جہالت پیدا ہوا - اور اس لڑکے کو مارنے لگا - تلوار نکال کر لڑکے کے درپے ہوا لڑکا بیچارہ خوف کا مارا ہوا دوڑا اور حضور کے دامن مبارک میں پناہ لی - میر اعظم تلوار نکالے ہوئے حضرت قبلہ عالم کے پاس آ کر بڑے تکبر سے بولا کہ حضرت اس لڑکے کو چھوڑ دو اور دامن مبارک سے نکال دو - حضرت بابا جیو صاحب رحؒ نے فرمایا کہ لڑکا بیچارہ روتا ہے اور میری پناہ میں بیٹھا ہے - اس کو کچھ نہ کہنا - اس کمبخت نے تلوار بے تحاشا لگائی چنانچہ آپ کی آستین مبارک کٹ گئی - حضرت نے فرمایا کہ اچھا لے جا لڑکے کا خدا حافظ - تمہیں خدا جزا دے گا لڑکا بیچارہ گھر کی طرف دوڑا - اور میر اعظم اس کے مارنے کے درپے دوڑا قریب تیس تیس قدم کے جب پہنچا تو اس کے پیٹ میں درد پیدا ہوا - اور راستے ہی میں سر کے بل گرا - اور قریب ایک دو گھڑی بعد جان بحق ہوا

حسد با اہل حسد کار میکند صائب   چنانچہ آتش سوزندہ میخورد خود را

نقل ہے - کہ حضرت قبلہ عالم جناب بابا صاحب جیو رحؒ بمقام تھیال واسطے فاتحہ خوانی خلیفہ نامدار شاہ تشریف لائے تو ایک شخص قوم حجام اسمی لوڈا حضور کی دعوت کا مستدعی ہوا - دریافت سے معلوم ہوا کہ حضور کیساتھ پچاس آدمی ہیں - گھر میں جا کر کہنے لگا - کہ دعوت بابا جیو صاحب رحؒ اب کہہ چکا ہوں - مگر کیا کیا جاوے کہ حضرت بابا جیو صاحب رحؒ کے ہمراہ آدمی بہت ہیں اور گھر میں کھانے کا انتظام بہت تھوڑا ہے بہت تشویش ہے - خیر جو اللہ کو منظور ہو گا - شام کی نماز کے بعد جب کھانا حضور کے آگے رکھا گیا - حضرت نے اپنی چادر مبارک اس طعام ما حضرہ پر بچھا دی اور مہمانوں کے آگے کھانا پیش کر کے کھانے کی اجازت دے دی - سب یاران طریقت کھانا کھا چکے تو کھانا بدستور سابق موجود تھا -

اور حجرِ دعوت کھا کر حضرت قبلہ عالم کے ساتھ مسجد کو روانہ ہوئے تین سو سے زیادہ درویش تھے۔ نہایت حیران ہوئے۔ دائی مسمی لوڈھا حجام نے اپنے گھر میں جا کر تھوڑے سے دانے گندم کے حضور کی خدمت میں لا کر عرض کیا کہ حضرت ہمارے گھر میں ہمیشہ غلہ کی کمی رہتی ہے اگر ہمارے لئے یہ تھوڑے دانہ گندم دم کر دیں تو ہم انبار غلہ میں ڈال دیں گے۔ امید ہے کہ اس میں برکت ہوگی۔ حضرت اقدس نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور فرمایا بسم اللہ شریف پڑھ کر وضو سے غلہ میں سے بقدر خرچ نکال لیا کریں۔ چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے ایک سال سے زیادہ اس غلہ میں برکت رہی۔ جس کی تصدیق کی یہ شہادت ہے۔ کہ اس کی بیوی نے ایک روز بعد ایک سال پیمانہ لے کر غلہ کو پیمانہ کیا حساب سے ایک حصہ تین میں سے خرچ ہو گیا تھا۔ بباعث خوبئ بخت ایک مرتبہ اس کی عورت نے بے وضو غلہ نکال لیا۔ اس روز سے غلہ میں نقصان آگیا۔ نہایت افسوس کرنے لگا مگر گزشتہ بے سود

زمانے خوش دلی دریاب دریاب	کہ دائم در صدف گوہر نباشد
غنیمت دان و منجور در گلستاں	کہ گل تا ہفتۂ دیگر نباشد
بشو اوراق اگر ہم درس مائی	کہ علم عشق در دفتر نباشد
شرابے بے خمارم بخش یا رب	کہ با ویہیچ دردِ سر نباشد
بدیں صیقۂ مینا زخانۂ خورشید	نگاشتہ سخن خوش بآب زر دیدم
کہ اے بدولت دہ روزہ گشتہ متظہر	مباش غرہ کہ ازیں بزرگ تر دیدم
کسے کہ تاج زمرد صباح برسرداشت	نماز شام وراخشت زیر سر دیدم

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ کے عہد میں عضود کا ایک مخلص مرید راجہ سید خاں سکنہ سلوی متصل نیڈ دادن خاں جو کہ بعہدہ ڈپٹی انسپکٹری بمقام پنڈ سلطانی تعینات تھا۔ بلا اجازت و رخصت سرکار تعاقب ڈاکو کے بہانہ سے بموضع ڈراڈر حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ کی شفقت و نظرِ عنایت نے اس کو گرویدہ کیا کہ سبحان اللہ واپس جانے کی طرف خیال باقی نہ رہا۔ آپ سے مجاز طریقہ ہو کر واپس آیا۔ اس روز سے لے کر ہمیشہ چوروں کو بلا تحقیقات روئے کا کشف پہچان لیا کرتا تھا۔

اللہ ماخوذ کر کے چالان کرتا تھا۔ کبھی غلطی واقع نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور عالی نے اس کو
فرمایا کہ تمہارا کشف تمہارے حق میں چوروں کی مصیبت ہوئی۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت
آپ دعا فرمائیں کہ میرے حلقہ میں ایسے وقوع نہ ہوا کریں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے راجہ سید خاں کی چالان شدہ کوئی آسامی عدالت میں تا زندگی نہ پہنچی۔ ایک مرتبہ
افسر ضلع اٹک نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ کبھی کوئی رپورٹ واردات راجہ سید
خاں کی طرف سے عدالت میں نہیں آتی۔ سب حاضرین کہنے لگے کہ راجہ صاحب کوئی
ملازمت تو نہیں کرتے۔ وہ شب و روز فقیروں میں بیٹھ کر حلقہ کرتا ہے اور ذکر الٰہی میں مشغول
رہتا ہے۔ افسر ضلع نے واسطے تحقیقات اس امر کے ملک صاحب رحمت خاں انسپکٹر
حافظ آبادی ضلع گوجرانوالہ کو روانہ فرمایا۔ ملک صاحب جس وقت باباجیو صاحبؒ کی
خدمت میں پہنچا۔ اور آپ کے فیض سے سرشار ہوا۔ فوراً مشرف بیعت ہو کر سر حلقہ فقراء
ہوا۔ بواپسی اپنے افسروں کو تسلی دی اور چون و چرا کی جگہ نہ رہی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم حضرت باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں صاحبزادہ
محمد بخش صاحب خلف خلیفہ خانعالم صاحب و جلال فرزند ملاں بہادر واسطے بیعت
طریقہ نقشبندیہ بمقام تیتری حاضر ہوئے ایک جگہ ایک وقت میں دونوں بیعت ہوئے
آپ نے افسوس سے فرمایا کہ یہ دونوں لڑکے صادق الاعتقاد ہیں مگر افسوس کہ دنیا میں
اولاد سے محروم ہیں۔ شانِ ایزدی دونوں صاحب کی اولاد یادگار باقی نہیں رہی۔ ایک
درویش نے صاحبزادہ محمد بخش صاحب دربارہ فرزند دریافت فرمایا تو انہوں نے در
جواب کہا ؎

ور یکدن طفل تدبیر مرا تقصیر نیست لیک چوں سازم کہ در بستان قسمت نخل تقدیر نیست

نقل ہے کہ ایک مرتبہ جلال ولد میاں ملاں بہادر جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جنگل کی طرف
گیا۔ اس جگہ ایک لاش آدمی کی نظر آئی۔ خوف کے مارے تھانہ میں جا کر راجہ صاحب
سید خاں ڈپٹی انسپکٹر کو سنایا کہ فلاں جگہ میں لاش آدمی کی پڑی ہے راجہ صاحب صبح بطریق
شکار اس جگہ گیا اور لاش کو اٹھا کر دفن کرنے کی اجازت دے۔ رپورٹ میں درج کیا

کہ یہ لاش گمبھاڑ کا شکار ہے افسر نے اس کو ہدایت کیا کہ اگر یہ واقعہ درست ہے تو گمبھاڑ کا
پتہ لگاؤ۔ یا اس کو مار کر عدالت میں پیش کرو۔ راجہ صاحب نہایت لاچار ہو کر حضرت باباجیو
صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے واقعات عرض کئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا
کہ تم کوشش کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی سعی میں کامیاب کرے گا۔ راجہ صاحب سید خانؒ
نے دام آہنی جس کو پنجابی میں کوڑکی کہتے ہیں۔ بہت مختلف جگہ میں دفن کیں۔ صبح جب
دیکھنے آئے تو ایک بگھیڑ یا پھنسا ہوا زنجیر میں ملا۔ اس کو بمقام اٹک افسر کے پاس پیش کیا۔
افسر نے بجائے بدظنی نہایت خوش ہو کر ترقی تنخواہ بیس روپے کر دیئے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ | کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

نقل ہے۔ کہ حضرت باباجیو صاحب قبلۂ عالم کے خلفاؤں میں سے ایک خلیفہ احمد شاہ
افغان جو سب سے ممتاز تھا۔ ایک مرتبہ یاران طریقہ میں حلقہ کر کے ذکر الٰہی میں مشغول فرما ہوئے
کسی یار کو جذبہ اور محبت الٰہی سے وجد نہ ہوا۔ بعد فراغت ایک یار نے کہا کہ آج تا تاریخ مراقبہ
کے وقت احمد شاہ نے توجہ کو بند کر دیا کہ کسی یار کو جذبہ نہیں ہوا۔ احمد شاہ اس روز باباجیو
صاحب سے بفاصلہ تیس میل مسافت پر دور تھا کہنے لگا کہ ہرگز فقیر نے توجہ بند نہیں کی۔ بابا
جیو صاحبؒ اس وقت نماز عصر میں کھڑے تھے اور نماز کی طرف حضور تھا مسجد موضع جنگی
مریدوں کو کس طرح جذبہ ہو سکتا ہے۔ اب حضرت باباجیو صاحبؒ نماز ادا کر چکے ہیں۔ مراقبہ
کرو اور جناب باباجیو صاحبؒ کے روبرو ہونے سے زیادہ فیضیابی حاصل ہوئی۔ ایک یار
نے کہا کہ آج ہم اس بات کو حضرت باباجیو صاحبؒ کی نماز کی نسبت تحقیق کریں گے۔ اسی ہفتہ
میں حضرت باباجیو صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ فقیر نے اس تاریخ موضع جنگی میں عصر کی مسجد میں ادا کی تھی۔ حضرت باباجیو صاحب نے
سب واقعہ سن کر احمد شاہ کو بلایا اور فرمایا کہ صوفی کو اظہار حال بالکل نہیں چاہیے تم نے
کیا ضرورت سمجھی احوال یاروں میں ظاہر کرتا ہے۔ اگر آئندہ ایسا کرے گا تو تمہیں حلقہ یاروں
سے نکال دیا جاوے گا۔ خلیفہ احمد شاہ حالت وجد میں آیا اور یہ شعر اسکے حسب حال
تھے ؎

یارب این آتش کہ در جان من است
سرد کن زاں ساں کہ کردی بر خلیل

من تہی پا و جمال یک نظر
گرچہ او دارد جمال بس جمیل

ناوک از چشم در ہر گوشہ
ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل

پائے مالنگ است و منزل بس بعید
دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت باباجیو صاحبؒ مسجد میں تشریف رکھتے تھے مؤلف[1] کتاب بعمر طفولیت عصر کی نماز کے بعد باہر جنگل کی طرف گیا۔ اس جگہ ایک زہریلا سانپ نظر آیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔ سانپ نے میرے بائیں طرف کے پاؤں پر کاٹا تو میں میرے ساتھ میاں کریم بخش صاحب باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں پہنچایا اور سانپ کے کاٹنے سے اطلاع دی آپ نے زخم کی جگہ پر ہاتھ مبارک لگایا اور دم کیا۔ مجھ کو پتہ ہی نہیں لگا کہ درد کیا ہوتا ہے۔ جب کبھی مجھ کو حضور کی مہربانی یاد آتی ہے تو بے اختیار آنسو نکلتے ہیں ؎

غبار خاطرِ عشاق مدعا طلبی است
بعالمے کہ منم یاد دوست بے ادبی است

رفتی و از دل تعلق جمال تو نرفت
وز دیدہ سعد ید خیال تو نرفتہ!

این عمر کہ میرود تلخی فراق!
افسوس کہ در روز فراق تو نرفت

نقل ہے کہ حضرت جناب باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ جب موضع تیرٔی سے موضع ڈھوڈریں جو کہ ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے تشریف فرما ہوئے اس جگہ پانی لوگ ایک میل کی بلندی سے لاتے تھے۔ چونکہ حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ کی مسجد مبارک میں فقراء کو پانی کی نہایت تکلیف ہوتی تھی، آخر ایک روز حضرت قبلۂ عالم نے اہل دہ کو فرمایا کہ تم لوگ سب خورد و بزرگ کل علی الصباح حاضر ہو جاؤ۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پانی کے لئے عرض کی جاوے۔ صبح کے وقت گاؤں کے سب لوگ خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ملتجی بدعا ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم لوگوں کو ہمراہ لے کر نصف میل کے قریب مشرق کی طرف قدم رنجہ فرما ہوئے اور پھر ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا کہ اس جگہ سے ایک پتھر اٹھاؤ۔ لوگ جمع ہوئے اور سب نے اکٹھے مل کر بسم اللہ شریف پڑھ کر ایک پتھر اٹھایا۔ اس

[1] قاضی عادل شاہ صاحب رحمۃ اللہ

جگہ سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت قبلۂ عالم وہ پانی لے کر لوگوں کے ہمراہ بوقت عصر مسجد شریف میں تشریف لائے۔ حضرت قبلۂ عالم نو سال اس جگہ قیام پذیر رہے اور فقراء بخوشی و بہ عمدگی اس پانی کو استعمال میں لاتے رہے۔ جب حضرت قبلۂ عالم اس مقام سے چورہ شریف نقل مکانی کے طور پر تشریف لائے جو کہ اس جگہ سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اور انگریزوں کے زیر حکومت ہے اللہ تعالٰی کی حکمت کہ وہ پانی خشک ہو گیا اور اب اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ ایک سال کے بعد وہاں کے بڑے بڑے امراء پانی کے جاری ہونے کے لئے طلب دعا کی خاطر حضرت قبلہ کی خدمت میں چورہ شریف حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کی ؎

علم امید بداں اشک چو باراں دگر برق دولت کہ زمن رفت برم باز آید

دعا فرمادیں کہ اللہ تبارک و تعالٰی پانی کا چشمہ جاری فرمادے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پانی کا چشمہ فقراء کی خاطر تھا۔ اب چونکہ فقراء اس جگہ نہیں رہے، پانی بھی نہیں رہا۔ رات کو ایک فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ چشمہ پر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں ؎

اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند محروم ماندہ نہ وضوء عزیز نسلق

صبح کے وقت یاروں کو فرمایا کہ ہرگز پانی کی امید نہ رکھو، یہ چشمہ محض فقراء کی خدمت کے لئے تھا۔ اب ہرگز جاری نہ ہوگا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ محمد صاحب فرزند خورد حضرت جناب بابا جیو صاحب علیہ الرحمتہ موضع ڈڑا ڈر سے تیزی شریف جانے کا ارادہ کرنے لگے، حضرت بابا جیو صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میری طرف سے اجازت جانے کی نہیں، اگر اپنی مرضی سے جانا ہے تو اختیار ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب بپاس نافرزند ہونے کے بمعہ تمام اہل و عیال خلیفہ قادر بخش کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ قریب پانچ میل کے گئے ہوں گے کہ ایک جماعت ڈاکوؤں کی پہنچی، آپ کا سب مال و متاع لوٹ کر اور حضرت شاہ محمد صاحب کو رسے سے باندھ کر قیدی کی شکل میں ہمراہ کر کے لے گئے۔ قادر بخش موقع پا کر حضرت بابا جیو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بھی ہاتھ باندھے

ہوئے تھے حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے ہاتھ مبارک سے نادر بخش کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور فرمایا کہ فقیر نے تو منع کیا تھا۔ لیکن میرے کہنے پر شاہ محمد نے عمل نہیں کیا۔ آپ کی طبیعت میں نہایت رنج محسوس ہوا۔ ایک افغان مسمی بہ علی شیر کو بلا کر ایک سو روپیہ ضرب کابل دے کر روانہ فرمایا اور کہا کہ میرے فرزند شاہ محمد کو مخالفوں کے ہاتھ سے چھڑا کر لے آؤ۔ اتفاق سے حضور کا ایک قدیمی غلام مسمی بہ گل حضرت شاہ محمد صاحب کو بحالت قیدی نظر آیا۔ مسمی گل نے تلوار نکال کر دھاڑیوں کے درپے ہوا۔ یک لخت سب دھاڑوی فراری ہو گئے اور حضرت شاہ محمد صاحب بخیریت خلاصی پا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شام کے وقت حضوت باباصاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے۔ چند روز کے بعد وہ جماعت دھاڑوی حضور کی غلامی میں داخل ہو گئی ؎

آیئی ہر چند داخل قرآن نیست — از قبیل قبول گشت با فاتحہ ضم

ظہور خشم بزرگاں نہی ز رحمت نیست — غبار چہرہ گر ہمل دلیل باراں است

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے مسمی قاسم شاہ امام مسجد موضع رنگلی ضلع اٹک کچھ عرصہ کے بعد آپ کی محبت سے برگشتہ ہو کر بے اعتقاد ہو گیا اسی موضع میں حضور کا غلام جو کہ آپ کا حجام تھا مسمی بہ بختاور اور ایک درویش زمیندار فقیر محمد اسی مسجد نماز پڑھا کرتے تھے۔ مولوی قاسم شاہ ان کو ہر روز ایک نہ ایک بداعتقادی کی نئی بات سنایا کرتا تھا وہ بیچارے چپ کر کے چلے جاتے تھے ایک روز مولوی صاحب نے فرمایا کہ تمہارے سر کے بال جو سینہ تک پہنچے ہیں یہ شرعاً حرام ہے اس کو چھوٹے کرالو ورنہ مسجد میں نہ آیا کرو۔ جبراً ان کو پکڑ کر دونوں کے بال سر کے منڈا ڈالے بیچارے جب حضرت کی خدمت میں ملاقات کو آئے تو ان کے سر بال حضور کو نظر نہ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے دونوں فقیروں نے سر کے بال منڈوائے عرض کیا کہ حضرت مولوی قاسم شاہ جو آپ کا غلام تھا آپ سے برگشتہ ہو گیا اور ہم کو سخت تنگ کرتا ہے جبراً پکڑ کر ہمارے سر کے بال اس نے منڈا دیئے۔ حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا۔ چند روز کے بعد نصف رات گزری

ہوں گی کہ قاسم شاہ کو عالم خواب میں حضرت بابا صاحبؒ نظر آئے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر ایسے زور سے مارا کہ قاسم شاہ کا پاخانہ اور پیشاب دونوں خارج ہوگئے اور سخت بیمار ہوگیا صبح اس نے اپنی والدہ کو کہا کہ مجھ کو کوئی بیماری نہیں حضرت بابا جیو صاحب نے مجھ کو مارا ہے جب تک باباجیو صاحب رحمتہ اللہ راضی نہیں ہوں گے ہرگز امید صحت نہیں۔ قاسم شاہ کو چارپائی پر اُٹھا کر باباجیو صاحب کی خدمت میں لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رحم کرے گا قدرے اسے بیماری سے آرام ہوگیا اور روبصحت ہوگیا۔ اس اثنا میں حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ قاسم شاہ کو پھر بعد میں وہی خیال پیدا ہوگیا۔ اور یاران طریقت سے مخالفت کرنے لگا۔ آخر رات میں جب تہجد کی نماز کو مسجد میں آیا تو حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ یاروں کیساتھ مسجد میں نظر آئے۔ فرماتے ہیں کہ قاسم شاہ تمہیں ہماری بدگوئی سے شرم نہیں آتی۔ آپ نے ایک طمانچہ اس کو مارا اور غائب ہوگئے۔ اسی روز سے قاسم شاہ بیمار مثل بیماری مرض بیمار ہوکر تا دمِ مرگ اپنے ساتھ بیماری لے گیا اور ہمیشہ اپنے دوستوں اور خاندان سے کہا کرتا تھا کہ یہ بیماری باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کی بے ادبی کے سبب سے ہے ہرگز امید شفا نہیں۔ جب تک زندہ رہا ہر جمعرات کو باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کی قبر کو اپنی داڑھی سے جاروب دیا کرتا تھا کیا اچھا کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

جدا شدے کہ نہ تیغ زباں رسد بدلے　　　بہیچ مرہمے راحت نکو نخواہد شد

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاجی صاحب موضع ریاسی علاقہ ریاست پونچھ کے رہنے والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ گھوڑی سواری کی جو کہ سردار صاحب امیر صاحب الاچی علاقہ کو ہاٹ کی نذر کی ہوئی تھی۔ آپ نے حاجی صاحب کو سپرد کی اور فرمایا کہ اس کی خدمت تمہارے ذمہ ہے ایک روز حاجی صاحب گھوڑی کو لے کر باغ میں گئے اور گھوڑی کو اس جگہ گھاس کھانے کی غرض چھوڑ دیا سر مراقبہ ہوئے دل میں نہایت بداعتقادی ہوئی اور کہنے لگے کہ جو فقیر حضرت باباجیو صاحب کی خدمت

عالیہ میں آتے ہیں اور جذبہ میں ہو جاتے ہیں۔ بالکل غلط ہے اور جو اپنی صفائی قلب بتاتے ہیں محض جھوٹ اور فریب ہے۔ اتنے میں گھوڑی نے آہستہ آ کر حاجی صاحب کے گریبان میں ایک پھونک ماری۔ حاجی صاحب کو ایسا جذبہ ہوا کہ جس کا اندازہ وہ خود کر سکتے تھے۔ اور صاحب کشف ہو گئے۔ مدت کے بعد وہ گھوڑی واسطے خدمتگذاری خلیفہ غلام عالم صاحب باؤلی والے لے کر وڈا وڑ سے روانہ ہوئے۔ گھوڑی مذکورہ حضور کو دیکھ کر ایسی رونے لگی کہ آدمی اس کی طرف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید اس گھوڑی کی ہمارے ساتھ آخری ملاقات ہے۔ دو منزل پر جب پہنچے موضع گمبٹ متصل کوہاٹ گھوڑی بیمار ہو کر مر گئی۔

نقل ہے۔ کہ ایک زرگر قوم ہندو سکنہ جھنڈ بنام بخشی روڑہ برص تپ دق بیمار ہو کر حضور بابا جیو صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بابا جیو صاحب نے مبلغ بیس (۲۰) روپیہ چہرہ شاہی اس کو دیئے اور فرمایا کہ اس کی ہنسلی بنا دو۔ دوسرے روز بیمار مذکور نے اپنے بھائی نند دل سے تیار کرا کے آپ کی خدمت میں حاضر کی اور عرض کرنے لگا کہ حضرت میں زیادہ دعا آپ سے نہیں چاہتا۔ اگر ہنسلی میں میری طرف سے کوئی کھوٹ ملا گیا ہے تو میرے بدن میں اس کے عوض بیماری قائم رہے اور اگر میں نے کوئی کھوٹ نہیں ملایا تو میرے بدن سے بیماری جاتی رہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اللہ تعالے نے اس کو صحت عطا فرمائی اور قریب پچیس سال زندہ رہا۔ خاص دعا کے اثر کا یہ نتیجہ ہے فقط۔ کیا اچھا کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎ — رباعی

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند ۔ او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند ۔ لاجرم ہمچو او گرامی شد

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ سید محمد شاہ صاحب باشندہ کوہاٹ کو مسلمان گرد و نواح بباعث مذہب امامیہ اتہام دیگر مسجد کے جانے سے اور نیک کاموں میں شریک ہونے سے رکاوٹ کر کے مانع ہوئے۔ لاچار ہو کے چند روز سوداگر دو نواح کو ہمراہ کر کے حضرت باباجیو صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ حضرت مجھے آپ یہ فرما دیں کہ میرا والد اور جد امجد کیسے گزرے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سوال قابل قدر نہیں۔ کیونکہ اگر تمہارا

باپ اور دادا بزرگ سے بزرگ بھی گزرے ہوں تو تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے اور اگر بڑے سے بڑے گزرے ہیں تو تمہارے لئے مضر نہیں تمہارے حق میں تمہارے اپنے عمل ہیں محمود شاہ کے ساتھی سب عرض کرنے لگے کہ محمود شاہ کے والد اور دادا دونو رافضی گزرے ہیں آپ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا صبح کے وقت محمود شاہ نے طریقہ مذہب امامیہ سے توبہ کی اور فرمایا کہ مجھ کو باباجیو صاحب کی کمال مہربانی نے گردیدہ کر کے خدائے طریقہ ہدایت کیا اور محمود شاہ اور اس کے ساتھی بیعت طریقہ نقشبندیہ ہوئے

نہ از خواری است گر قدرے سخن با کس تمدا ببازارِ جہاں قیمت کہ داند آبِ حیواں را

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم موضع تیزی شریف میں بباعث تنازعات بعض امورات اہل دہ طبیعت میں ناخوش گزرانی محسوس ہوئے حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ نور محمد صاحب کو فرمایا کہ مجھ کو اپنے بزرگواروں کے ایک مجربات ختم شریف کی اجازت باترتیب ہے اس کو پڑھو خدا تعالےٰ مخالفوں کو ذلیل و رسوا کریگا اور آپ نے تحریر کر کے دے دیا اور آپ نے حسب ذیل ترتیب پڑھا اور اس کے پڑھنے کی ترتیب مولوی جمیل صاحب نے منظوم کی ہے ؎

زختم خواجگاں گوئم حکایت کہ وارم از مشائخہا روایت چو آید بندۂ را مشکلے پیش
کہ دفعش را نیابد بمرود ازیش کند ختم و مراد خویش جو ید کہ در ختم او سخن با کس نگوید
بہر نیت کہ خواند مستجاب است سوالش را ز سوئے حق جواب است شب جمعہ بخواند یا دو شنبہ
بود شبہائے دیگر نامو جبہ طہارت ساز داول لے برادر بدن را ز حدث سازد مطہر
ز اول چوں شود توفیق یارش بخواند فاتحہ تا ہفت بارش درود آنگہ فرستد بر پیمبر
ز بعد فاتحہ صد بار دیگر چوں خواندی ایں درود کر دشیار الم نشرح بخواں ہفتاد و نہ بار
ہزار و یک بود رخصت پس آنگہ بہ بسم اللہ بخوانی قل ہو اللہ بآخر بار بلے مرد نیکو کار
بخواند فاتحہ تا ہفتیں بار چوں اول باز ہم صد بار دیگر درود انہ جان فرستد بر پیمبر
ولے ہنگام ختم و عجز و زاری نیو کے قبلہ روئے خویش آری تو ختم خواجگاں ہمہ گاہ کہ خوانی
طریقش زاں بدیں ترتیب دانی جمیل ایں نظم را از قول استاد بہ نظم آورد و ہر جانب فرستاد

بعد اس کے برضائے خدا و خوشنودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بارواحِ ہفت خواجگان ثواب بخشدے اسمائے مبارک یہ ہیں:۔ بایزید بسطامی ۔ ابوالحسن خرقانی ۔ ابو منصور ماترمدی احمد یسوی ۔ یوسف ہمدانی ۔ عبدالخالق غجدوانی ۔ بہاؤالدین نقشبند بخاری اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آخر میں یہ کلمات سو سو مرتبہ پڑھا جاوے ۔ یا قاضی الحاجات ۔ یا دافع البلیات ۔ یا حل المشکلات ۔ یا امان الخائفین ۔ یا شافع الامراض ۔ یا رافع الدرجات ۔ یا مجیب الدعوات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام مخالف حضرت باباجیو صاحبؒ کے تابع ہو کر زیر فرمان ہوئے نقل ہے ۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم کے مال مویشی جہاں چراگاہ میں چرا کرتی تھیں ایک بچھڑا گم ہو گیا ۔ اور وہ کسی غیر کے مال مویشی میں مل کر کہیں دور جا پہنچا ۔ کئی سال کے بعد حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً اس موضع میں پہنچے ۔ آپ نے اُس کو پہچان لیا لیا ۔ اور فرمایا کہ اگرچہ یہ نر گاؤ عمر رسیدہ ہو گیا ہے لیکن یہ میرے مال مویشی کی نسل سے ہے اور میرا ہے ۔ زمیندار جس کے پاس تھا وہ بولا کہ ہرگز نہیں یہ پانچ سال سے میرے گھر میں ہوا ہے اور میرا اپنا مال ہے ۔ حضرت باباجیو صاحب نے اہل محلہ سے اس کو فہمائش کی مگر کارگر نہ ہوئی ۔ آخر حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ اچھا صبح تمام گاؤں کے لوگ سب جمع ہو کر اپنے مال مویشی کو میدان میں لاویں ۔ خداوند تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا جس کا مال ہوگا وہ لیجائیگا ۔ صبح کے وقت سب لوگ جمع ہو کر میدان میں مال مویشی لے کر حاضر ہوئے حضرت اقدس نے مدعی علیہ کو فرمایا کہ اگر تمہارا مال ہے تو اس کو آواز سے اپنے پاس بلالو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ ۔ میں ۔ آواز کرتا ہوں اگر میرا مال ہے تو میرے پاس آ جائیگا ۔ زمیندار نے بہت آوازیں دیں مگر باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار آواز دیا فوراً حاضر ہو کر حضرت کے قدم مبارک پر سر رکھا ؎ بیت

توہم گردن از حکم داور مپیچ　　که گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اوسی وقت مدعی علیہ نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ بیشک یہ مال آپ کا ہے اور بیعت حاصل کی اور دعا کرنے لگا جس کا مضمون کسی شاعر نے اچھے پیرایہ میں نظم کیا ؎ نظم

پروردگار تا کہ ترا مثل ماہ نو	پیوستہ در ترقی و تابانی آورد
دارد کسے کہ با تو بدل بغض و کینۂ	او را مثال بدر بنقصانے آورد

نقل ہے۔ حضرت قبلۂ عالم کا ایک جان نثار سید نجیب نام نابینا ساکن موضع سلطان پور ضلع اٹک کا رہنے والا جو کہ مولف تفسیر سورۂ والضحٰے اور رسالہ منظوم عشق پنجابی ہے۔ جب علم عربی سے فارغ ہوئے تو ایک رنگریز کی لڑکی سے اوس کو محبت کا پیوند ہوگیا۔ اور ایسا دلدادہ گرفتار محبت ہوگیا کہ شب و روز اُس کو بغیر رونے کے کوئی کام نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس کو ایک کوچہ میں وہ لڑکی اتفاق سے ملی تو لڑکی نے نہایت سخت باتیں کیں اور سید صاحب کو اس کی ناشائستہ گفتگو نے بسمل جان کر دیا۔ ان دنوں ایک طالب العلم آپ کے پاس مولوی شیخ احمد صاحب پڑھا کرتا تھا اس کو کہنے لگا کہ چل باباجی صاحب کی خدمت مبارک میں چل کے عرض کریں تاکہ خداوند تعالے اس تکلیف سے ہم کو نجات بخشے دوسرے روز روانہ ڈراڈر تشریف ہوئے جب قریب پہنچے تو اس جگہ جو کہ عین کوہستان ہے ایک جگہ راستہ میں بیٹھ گئے۔ شیخ صاحب کو کہا کہ بابا جیو صاحب علیہ رحمت کی خدمت میں زبانی سوال تو ہم کو نہیں سکتے بہتر ہے کہ ہم اپنے مطلب کو کاغذ پر تحریر کرکے پیش کریں اس وقت یہ مسودہ منظوم بنا کر لکھا اور حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر پیش کیا ؛

خط منظوم

ای مہ تابان اوج قل ہو اللہ احد	دی سہی سرو بلند از باغ اللہ الصمد
میزنی بر شیشہ دلہا صیقلے از لم یلد	نور لم یولد تو در سینہ ہارا میرسد
لشکر اشراک را از ملک دل بیرون کشی	تا سپاہے لم یکن یعنی لہ کفواً احد
آفتاب نور احمد تافتہ بر کائنات	زاں ہمے ذات ترا حق لو ہر دم میدہد
اسم تو بیگ موافق با مسمے آمدہ	زاں کہ آں نور محمد از رخت سر میزند
کشور دین متین آباد شد از علم تو	لشکر حق الیقین را قوت از تو میشود

لذتِ عین الیقین را می چشند از عشق تو	طالبِ حق الیقین قوّت نگاہت میخورد
سالکان را رہنمائے عاشقاں را دل ربا	عابداں را مقتدائے اہلِ عرفاں را سند
صد ہزاراں لعنتِ حق باد بر اعدائے تو	کفر نے منیم بلاشک با جناب تو حسد
عاجز و مسکین و محتاج و گدایم لے شہا	بر نمی آید زدستم خدمتے کیں جا سزد
لبست معذوری دو پایم مفلسی دستم گرفت	من چہ گویم حال زارِ داند آں ذات احد
بر درت افتادہ گویم الغیاث و الغیاث	کن نگہ بر من کہ تسکین دلم حاصل شود
پیشِ تو بے توشہ آمد بندہ کا سید نجیب	باکرم کن توشہ دارش تا براحت میرود
کاتب ایں شہا شہ شیخ احمد لے جناب	باخطائے صد ہزاراں ہم گناہ بے عدد
طالبِ عشقِ الٰہی آمدہ نزدیک تو	قطرہ از بحر کرم بر خاک پائے تو چکید

حضور نے عرضی سنتے ہی ہاتھ اوٹھا کر دعا فرمائی اوسی روز اللہ تعالیٰ نے سید نجیب کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ سب لوگ اس کی تابع ہوگئے اور امام العارفین کے نام سے لوگ اسے پکارا کرتے تھے۔ اور زنگ ریز کی لڑکی دیوانی ہوکر چند روز کے بعد انتقال کرگئی

فدا بر چنتے پروانہ باید شد کہ در مردن — نہ فکر گور در خاطر نہ پروائے کفن دارد
بر عجل وفائے شمع را مے بین کہ بعد از سوختن خود را — برائے ماتم پروانہ خاکستر بسر دارد

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں ایک درویش حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ میرے گھر میں اولاد نہیں ہے۔ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اولاد نصیب کرے اور کوئی تعویذ عنایت فرماویں تو نہایت مہربانی ہوگی۔ حضرت اقدس نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس وقت میرے پاس کتاب تعویذات اور قلم سیاہی نہیں دوسرے وقت آکر لے جاوے۔ آپ اسی جگہ مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ خواب میں حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ عالم کو یہ نقش دکھا گئے۔ اور دیوار مسجد پر تحریر کرکے بتلا گئے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر اور تعویذ بھی لکھیں تو ضرور اس نقش کو بمعہ آیت شریف لکھ دیا کریں نہایت مجرّب ہے اور ہمارے خاندان میں تجربہ سے فائدہ مند ثابت ہوا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما

من احد من بعدہ انہ کان حلیماً غفوراً اللھم اسئلک ولدعا فی بطنھا ۔

نقل ہے ۔ ایک مرتبہ حضور کے غلاموں سے ایک حاجی حضرت کے قریب وجوار میں قیام پذیر تھا اور چند راس مال مویشی اس کے پاس رہا کرتے تھے ۔ ایک روز حضرت قبلۂ عالم راستہ میں جا رہے تھے اور حاجی صاحب مال مویشی کے ساتھ ۔ اثنائے راہ میں جا رہا تھا غصہ میں آکر ایک نرگاؤ کو جو باقی مال مویشی کو راہ میں تنگ کرتا تھا ۔ کہنے لگا کہ تجھ کو خدائے تعالیٰ ہلاک کرے ۔ حضرت بابا جیو صاحب نے فرمایا کہ آمین ۔ گھر میں وہی نرگاؤ ایک جگہ سے گر کر مر گیا ۔ اسی وقت حاجی دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت میرے نرگاؤ کو آپنے ہلاک کیا آپنے فرمایا کہ وہ کیسے عرض کیا کہ آپنے آمین کہی تھی اس کی نوبت ہو گئی حضرت نے فرمایا کہ میری طرف سے یہ خیال نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوا ہے ۔

نقل ہے ۔ کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں سردار صاحب سردار **محمد اکرم خاں** طال اللہ عمرہ وانبتہ اللہ نباتاً حسناً حضرت قبلۂ عالم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت مجھ کو دشمن مخالف بہت ستا رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ مرتبہ سورۃ لیلاف عشا کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں ۔ ہرگز کوئی آدمی تم پر غالب نہ آئیگا ۔ چنانچہ اس کا ظہور اب تک موجود ہے ۔ ایک روز راقم الحروف نے حضرت سے اجازت طلب کی کہ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو بھی اجازت ہے ۔

نقل ہے ۔ کہ حضرت قبلۂ عالم ایک مرتبہ مسجد مبارک میں درویشوں کو توجہ دینے سے فارغ ہو کر استراحت فرما ہوئے ۔ ایک طالب علم مسمّٰی بہ ولی حضرت کو پنکھا کیا کرتا تھا اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ مدت سے حضور کی خدمت میں رہتا ہوں مجھ کو کوئی فیض نہیں ہوا ۔ نہایت مضطر ہو کے بڑے درد سے یہ غزل پڑھی ۔ تمام یاروں کو وجد ہوا اور حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ جاؤ آج تاریخ سے ولی ولی ہے حق تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے صاحب ولایت بنایا ۔ اور پشاور میں اکثر احباب ان سے مستفیض ہوئے ۔

غزل

همہ سرکشاں عالم بربت زپا نشستہ
بہ نگاہ گاہِ گاہت ہمہ مبتلا نشستہ

لبد از آتشینت پئے دفع چشم بد من
بہ سپند خال نازم چہ عجب بجا نشستہ

کف دست تا زنیت بحنا چہ زیب دا رو
کہ بلوح نقرہ گویا ورق طلا نشستہ

ز فروغ چشم رویت شدہ گرم بزم خوباں
بجبین ماہر چہ پر برد عرق حیا نشستہ

فرد ہر شبے نہفتہ ز رہ تو خاک رفتہ
تو بخواب ناز خفتہ من بینوا نشستہ

تن لاغرم بہ فرقت صنمت چنان لغرشو
کہ بہ پہلوئے حزینم نے بوریا نشستہ

شد خاک من غبارے بہوائے عزم کویت
بہزار امید داری برہِ صبا نشستہ

مرضی ز عشق دارم صنمی نفس مسیحی!
نہ نفس بماد میدہ نہ دمے بجا نشستہ

وَصلّی اللہ تعالیٰ اعلیٰ خیرِ خلقہ محمدٍ وآلہ واصحابہٖ اجمعین ہ

باقی حالات

حضرت جناب باباجیو صاحب دوسری جلد میں درج ہوں گے جو کہ مجھ کو اپنے یاران طریقت سے ثابت ہوئے ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت باباجیو صاحب از مولوی محمد شفیع علی سکنہ مَتیرالوالی ضلع سیالکوٹ

چوں شاہ مواحداں روان شُد
صد شرک و نفاقہا عیاں شُد

تاریک شبی زدر درآمد
چون نور محمدؐ از جہان شُد

بے قہر رو بگفت تاریخ
خورشید مجددی نہاں شُد

۱۲۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات حضرت احمد گل صاحب

فرزند کلان حضرت خواجہ نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہ

حضرت خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ کے دو فرزند سب سے پہلے نوت ہو گئے تھے جس کی حالت سے صرف نوت ہونا ان کا صحیح طور سے ثابت ہے، کیوں کہ ان کی عمر مبارک ایک ماہ سے زیادہ متجاوز نہیں ہوئی تھی۔ بعد اس کے حضرت خواجہ احمد گل صاحب پیدا ہوئے

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طبعیت پریشان رہتی تھی اور آپ کی حالت شورش کو حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوئی آپ نے نہایت شفقت پدرانہ سے خواجہ نور محمد صاحب رحمتہ اللہ کو ہاتھ سے پکڑ کر چشمہ پانی کے سرے پر لے گئے اور فرمایا کہ یہ چشمہ پانی کا ایک گاؤں کی زمین کو آبپاشی کرتی ہے اور تمہارا وجود تمام ملک ہندوستان کو فیضان الٰہی سے سیراب کریگا اور اس چشمہ سے ہزارہا چشمہ فیض جاری ہوں گے، لیکن صبر سے یہ کام ہوگا۔

تین سال کے بعد حضرت خواجہ احمد گل صاحب رونق افروز عالم حیات دنیا ہوئے آپ نہایت پاکیزہ صورت طویل متوسط قد کے تھے، حضرت باباجیو صاحب کی گود میں آپ کو حالت مجذوبی طاری ہو گئی تھی، حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب فرماتے تھے کہ مجذوبی اسی پر ختم ہوگی، جب عمر پانزدہ سال پہنچے تو آپ کی یہ حالت تھی کہ اگر نماز میں کھڑے ہو گئے تو تمام رغد نمازہی میں کھڑے رہے اور کہیں بیٹھ گئے تو تمام روز بیٹھے رہے، اگر دعا

مانگنے لگے تمام روز دعا مانگنے میں شام کر دی اور سالہا سال پانی سے پرہیز، بلکہ دس بارہ سال میں ایک مرتبہ پانی پینا ثابت نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے فرزند احمد گل نے بارہ سال پانی نہیں پیا۔ آپ اس قدر صاحب کشف تھے جس کا حد اور شمار نہیں مولف رسالہ آپ کی خدمت میں بیس سال تک مستفیض رہا آپ کا وجود مبارک وکرامت کا نمونہ تھا

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خیر محمد قوم لوہار سکنہ چورہ صبح کی نماز میں ہمارے ساتھ نماز میں شامل تھا۔ بعد نماز صبح مذکورہ نے خواجہ احمد گل صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت میرے کمر میں درد ہوتا ہے دم فرما دیویں۔ آپ نے فرمایا کہ شکرانہ چاہیئے۔ تمام عمر درد نہ ہوگا۔ خیر محمد نے اپنی جیب سے ایک اٹھانی نکال کر حضرت کی خدمت میں حاضر کی آپ نے دم فرمایا کہ تمام عمر درد کمر نہ ہوگا۔ بیس سال سے زیادہ زندہ رہا لیکن کبھی اس کو درد کمر نہ ہوا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت والدم خواجہ دین محمدؒ صاحب نے مولف رسالہ کے نام پر حکم صادر فرمایا کہ پاپیادہ حضرت اخی مکرم معظمؒ خواجہ احمد گل صاحب کے ساتھ سیر ضلع جہلم وراول پنڈی کریں۔ فقیر چوں کہ عالم شباب میں تھا۔ اگرچہ پیادہ چلنا دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن عذر کی جگہ نہ تھی۔ حضور کے ساتھ ہو کر بمعہ چند خلفاء روانہ سیر ہوئے ہر روز عجیب قسم کے مشاہدے نظر آتے تھے۔ اور ایسے ایسے ملفوظات آپ سے سُنے جاتے تھے۔ جو کبھی سنے نہ تھے۔ جب ہم سب موضع سلوی میں پہنچے راجہ سعید خاں سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ راجہ سعید خاں جو کہ کشف میں ایک بےنظیر آدمی تھا تمام شب میرے ساتھ مقابلہ میں رہا تھا۔ آخر میں برابر نہ آیا۔ اثنائے راہ میں جب موضع پہاگ میں قیام شب باشی کا اتفاق ہوا تھا تو خلیفہ میاں احمد نے شکرانہ دیا۔ اور فرمایا کہ میرے پاس کپڑے حضور کے واسطے تیار ہیں۔ بوالپسی آپ لیتے جاویں۔ جب مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ خلیفہ میاں احمد کے صرف دو ہفتہ کی عمر باقی رہتی ہے بوالپسی ہمارے اس کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جو امانت ہماری ہے اسی وقت مجھ کو دے دی

جاوے۔ جب ہم سیر سے واپس آئے تین روز پہلے خلیفہ میاں اللہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اتفاق سے حضرت والدم خواجہ دین محمد صاحب ایک تحقیق مسئلہ کے باعث اُسی جگہ تشریف لائے تھے آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی ؛

نقل ہے۔ کہ جب حضرت اقدس نے سفر جہلم سے واپس تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا تو اثنا راہ میں موضع نبوٹ جو کہ ضلع راولپنڈی میں ہے آپ کا مقام ہوا رات کے وقت مولف کو بلا کر کہا کہ دو آدمی اسی وقت موضع سہال میں روانہ کرو۔ تاکہ صبح ہمارے پہنچنے سے پہلے محمد عمر کے گھر میں جو بکرا ہے اُس کو ذبح کیا جاوے۔ کمترین نے عرض کی کہ اس وقت جلدی کی کیا وجہ آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد عمر نے فقیر کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھ کو فرزند عطا کریگا تو میں ایک بکرا جو میرے گھر میں ہے خدا کیواسطے درویشوں کو کھلاؤں گا۔ آج اُس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اگر ہم موضع سہال میں پہنچیں گے تو مولوی محمد عمر ہرگز بکرا ذبح نہیں کرے گا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکی کی شکل وصورت تمام دکھلا دی ہے۔ اُس کے دائیں پہلو پر بقدر تین انگلیوں کے داغ سیاہ قدرتی چھپا ہے مؤلف رسالہ مسمی اد بخش ونیاز علی سکنہ لٹیری علاقہ جہلم کو شام کے وقت روانہ کردیا صبح سے پہلے موضع سہال پہنچے معلوم ہوا کہ مولوی محمد عمر کے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اُس کو بکرا ذبح کرنے کو نہیں دیا۔ اشراق کے وقت تمام معرکہ موضع سہال میں پہنچگیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر تم کو یقین نہیں آتا ہے تو لڑکی کا نشان داغ سیاہ دیکھو یہ آپکی کشف کمال ہے۔ ایک ادنےٰ کرشمہ ہے اور مزید برآں یہ کہ آپ نے تمام عمر ایک آدمی کو بیعت نہیں کیا۔

نقل ہے۔ حضور کا میرے ساتھ اتفاقی سفر علاقہ جہلم بماہ ہاڑ وساون وبھادوں ہوا۔ تین ماہ میں حضور نے پانی نہیں پیا۔ ایک مرتبہ نہایت گرمی کی شدت سے جو پیاس لگی تو حضور سے دریافت کیا کہ اگر آپ فرماویں تو آپ کیواسطے شربت بنایا جائے فرمایا کہ میں پنجاب میں پانی پینا نہیں چاہتا۔ چنانچہ آپ نے تین ماہ میں پانی نہیں پیا۔

ایک مرتبہ آپ نے صبح کے وقت اثنائے سفر میں بلاکر فرمایا کہ فقیر نے آج رات کے وقت
میں تمام انبیاء اولیاء کو اس مسجد میں جمع ہوئے دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب
نے مجھ کو فرمایا کہ جب کسی جانور کے بدن پر زخم میں کیڑے ہو جایا کریں تو تھوڑی سی مٹی لے
کر اس پر تین بار یہ آیت شریف پڑھ کر دم کریں اُس زخم پر ڈال دیا کریں سب کیڑے
دفع ہو جائیں گے آیت یہ ہے یا ایها الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا
واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

نقل ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ایک مولوی صاحب سکنہ موضع کرپوغہ علاقہ
کوہاٹ نے اپنے مریدوں میں حکم دے دیا کہ حضرت صاحب احمد گل قبر میں مسخ ہو گیا ہے
اُس کو قبر سے نکال کر قبرستان سے دور لیجا کر دفن کر دو کیونکہ قبرستان والوں کو عذاب ہوتا ہے
چند مرید شقی ازلی جاکر حضور کو قبر سے نکالنے پر آمادہ ہوئے جس وقت قبر مبارک کی طرف
متوجہ ہوئے غیب سے ایک آدمی کی گردن پر ایسا پتھر گرا کہ اُس کی گردن کی ہڈی
ٹوٹ گئی۔ باقی سب اُس کو اٹھا کر لے گئے۔ دو چار روز کے بعد مر گیا۔ خداوند تعالیٰ
کے فضل وکرم سے آپ کی قبر مبارک صحیح سلامت رہی اور سب اہل دیہہ نے مولوی شقی
ازلی کو سپر ملامت احبا کے بددعا سے یاد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ماہ کی تاریخ وفات
صحیح طور پر معلوم نہیں سنہ ۱۳۰۹ھ میں وفات ہوئی۔ مزار مبارک موضع ڈول رغہ علاقہ کوہاٹ
میں ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ موضع لمبورے مار میں جو کہ متصل موضع جودرہ شریف ہی
میں تشریف فرما ہوئے اُس جگہ آپ کو کسی شخص نے آپ کو پانی تک نہ پوچھا جس وقت
آپ گھر میں تشریف لائے حضرت بابا جیو صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر عرض کیا کہ فقیر کل
روز روانہ تیراہ ہوگا مجھ کو اجازت فرمائی جاوے یہ کہکر گھر پہنچے۔ حضرت صاحب کی ہمشیرہ جو
کہ لنگر خانہ میں کل مختار تھی۔ آپ سے دریافت کیا کہ آپ موضع لمبورے تشریف لے گئے
تھے کیا کچھ کھایا فرمایا کہ لمبورے مار کو آگ لگ جاوے۔ تقریب گذشتہ گذرا ہوگا کہ موضع مذکورہ
کو آگ لگی دن ظہر تک خاک سیاہ ہوگیا۔ اور تمام آبادی جل گئی۔

ذکرِ خیر حضرت فقیر محمدؒ صاحب المعروف باباجی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلۂ عالم امام العارفین جناب باباجی صاحب کا اسم شریف فقیر محمد تھا علیہ الرحمتہ تھا۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت نور محمد صاحب تیراہی علیہ الرحمتہ کے قدم بقدم چلتے تھے اور انہی سے علم ظاہری و باطنی تحصیل کیا۔ ایام صغرسنی سے ہی آپ ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع شریعت میں مصروف و مشغول تھے۔ قطع ماسوی اللہ کا طریق آپکو پہلے ہی مرغوب تھا آپ کو آپ کے والد ماجد کے ساتھ ابتداہی سے صحبت و رابطہ حاصل تھا یہاں تک کہ خورد و آشام نشست و برخاست و طریق کلام و اخلاق وغیرہ میں بالکل متحد الاوصاف تھے اپنے وقت کے ابدال شمار کئے جاتے تھے جس طرح آپ میں دیگر اوصاف حسنہ تھے اسیطرح ایک یہ بھی تھا کہ آپ مسکینوں کی مجلس و صحبت و محبت سے خوش رہتے فاروقی نسب ہیں بکا شجرہ حضرت عمر تک پہنچتا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ بھی فاروقی ہے۔ صرف نو پشت تک الگ الگ ہیں باباجی صاحب کا نسب نامہ یہ ہے :۔

" فقیر محمد بن نور محمدؒ بن محمدؒ فیض اللہ بن خان محمد بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن شیخ سلطان شیخ الاسلام بن عبدالرسول بن عبدالحی بن حبیب اللہ بن رفیع الدین بن نورالدین بن نجیب الدین بن سلیمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن شعیب بن احمد شیخ بن یوسف ثانی بن محمد شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ سلیمان شاہ بن سلیمان ثانی بن مولوی سلطان بن محمد مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ اکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن عمر خطاب بن امعاج بن عبد مناف" الخ اس نسب نامہ میں جس جگہ کچھ غلطی ہو تو کوئی صاحب مجھے اطلاع دیں۔

غرضیکہ خداوند کریم نے جناب باباجی صاحب علیہ الرحمتہ کو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ دوسروں کو اُس وقت کم عطا تھے۔ قرآن شریف کے ہر ایک حرف کے جدا فوائد و خواص اور اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کو ان کا سمجھنا دشوار تھا آپ اپنے وقت میں مرجع اہل اللہ تھے۔ (۱) بروز ولادت آپ اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ

نہ پیتے تھے ہر چند کوشش کی گئی مگر نہ پیا۔ اتنے میں آپ کے دادا فیض اللہ صاحب
تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی زبان
ولعاب دہن بابا جی صاحب کے منہ میں ڈال دیا تو آپ نے والدہ محترمہ کا دودھ پیا۔

آپ کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ کا معمول تھا کہ آپ لباس سادہ نیلگون۔ کوئی کپڑا سیاہ بھی پہنتے۔ شرعی پاجامہ سفید
سر پر کلاہ اور اُس پر لونگی خط دار یا سبز دستار پہنتے۔ بدن پر کبھی لونگی نیلگوں یا چادر اوڑھتے
پاپوش بھٹوہاری استعمال فرماتے عصا اپنے ہاتھ میں ہمیشہ رکھا کرتے۔ آپ کی طبیعت میں
تصنع وریا و تکلف نہ تھا۔ عجب و غرور۔ فخر و خود پسندی آپ کے نزدیک تک نہ آیا تھا۔
مسکنت و تمکنت و وقار آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور صدیقی انوار و برکات
آپ کے حالات سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں جمالیت اسقدر تھی کہ سالہا
سال کسی پر غصہ نہ ہوتے اور نہ کسی کو آپ سے کبھی ضرر و نقصان پہنچا۔ کیونکہ جلالی فقراء
سے ضرر زیادہ اور نفع بہت کم اور جمالی طبیعتوں سے نفع زیادہ اور نقصان کمتر ہوتا ہے
آپ کسی پر کسی کے شکایت کرنے سے کبھی بدظن نہ ہوتے بلکہ جہاں تک ہو سکتا شکستہ دلوں کی
دلجوئی کرتے تھے۔ امرا سے زیادہ خوش نہ ہوتے۔ بلکہ محض دوست گو خواہ مسکین محض ہو،
پسند فرماتے۔ کسی کا احسان یاد رکھتے جبتک اُس احسان کا بدلہ دس گنا عنایت نہ کرتے
کسی کا احسان کبھی نہ اٹھاتے۔ آپ کو محفل آرائی اور زینت سے تنفر تھا۔ غربا پر آپ
کبھی بوجھ نہ ڈالتے۔ جس کی ایک دفعہ دعوت مان چکے پھر دوبارہ مشکل سے مانتے شہروں میں
آپ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز قیام فرماتے۔ جیسی جگہ ہوتی
ویسا مقیم ہوتے آپ کے ساتھ ہمیشہ چند خلفاء اور درویش سفر میں رہتے۔ آپ زاہد
خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے بلکہ لوگوں کی درستگی باطنی کا خیال زیادہ رکھتے۔ اور
اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ اور آپ تحمل و بردباری میں بے نظیر تھے حبیب کبھی
کسی سے خطا و قصور ہوتا تو فوراً معاف فرما دیتے۔ بلکہ خود بلاکر اوس سے عذر و معذرت

سن کر قبول فرماتے۔ بلکہ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ خدا ہمارا تمہارا گناہ معاف کرے۔ آپ خود بھی ساکت و خاموش رہتے اور احباب کو بھی تاکید فرمایا کرتے۔

آپ کی مجلس میں علماؤ امراء وغیرہ موجود رہتے مگر آپ کے روبرو ایسے ہیبت زدہ و مرعوب رہتے کہ لب کشائی کی جرأت نہ تھی۔ باوجودیکہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق تھے مگر پھر بھی ذی وقار بارعب و مہیب نظر آتے تھے ع

"ہیبت حق است وایں از خلق نیست"

آپ کی خدمت میں جب کوئی بیٹھ جاتا تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ سفر میں اپنے ہمراہیوں یا خادموں کو کبھی تکلف میں نہ ڈالتے نہ اپنے آپکا آرام تلاش کرتے یک لخت کسی کو بالکل مقرب و معتمد علیہ بنا کر فوراً گرا کر محروم و مغضوب علیہ بنانے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ہر اک کو اُس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جس کو دوست بنا لیتے پھر اُس کا کام بھی پورا کر دیتے اور ایسا کرتے کہ اس کو پھر احتیاج نہ رہتی اور اُس کا دل مطمئن ہو جاتا یا اُس کے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے۔ ہاں مگر قسمت کا قصور رفتہ رفتہ نہ ہو۔

آپ کو تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر آپ دعا فرمایا کرتے اسی دعا سے لوگوں کے مقصد نکل آتے۔ آپ اپنی بیماری کا حال حتی الوسع اوروں پر ظاہر نہ کرتے جو شخص صدق دل سے حلقہ میں حاضر ہوتا تھا فوراً عاشق صادق بن کر آپ پر جان قربان کرتا آپکی خوراک بالکل کم تھی خمیری روٹی و کھچڑی آپ کو مرغوب تھی۔ سرخ مرچ سے پرہیز رکھتے میوہ کم کھاتے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر حاضر و موجود ہوتا وہ برضا و رغبت تناول فرما لیتے آپ نے آخر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چاء شیر میں پینا شروع کر دی تھی ایام سرما میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے۔ آپ ہمیشہ صاف و پاکیزہ اشیاء پسند فرمایا کرتے۔ اکثر آپ شب بیدار رہتے۔ آپکی خواب بھی مراقبہ ہی تھی جب لیٹتے سر سے پاؤں تک سیاہ لونگی اوڑھ لیتے جن لوگوں کے دیدار سے خدا یاد آتا ہے آپ انہی میں سے تھے۔ آپ مجذوب سالک تھے۔

آپکا حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک دراز تھا۔ چہرہ گندم گوں سرخ بینی دراز ریش مبارک کے بال سفید اور لمبے آنکھیں نہایت موزوں سر مبارک کے بال بصورت زلف وگیسو شانوں تک معلق رہتے۔ پیشانی کشادہ تھی آپ بالوں پر حنا لگایا کرتے آپ نے چہرہ مبارک پر کبھی اُسترہ نہیں پھرایا۔ آپ سونے وقت سرمہ لگایا کرتے اور طاق سلائی لگاتے آپکی انگلیاں بہت نرم اور کشادہ۔ سینہ فراخ باوجود ضعف عمری کے بینائی وشنوائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ آپ جب بازار میں چلتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے اور باین پیرانہ سالی سیدل بھی تیز چلتے۔ بعض وقت آگے بڑھ جاتے۔ صحیح فرمایا ہے مولانا علیہ الرحمتہ نے **نظم**

قوت جبرائیل از مطبخ نبود　　بود از دیدار خلاق وجود
ہمچنیں بے قوت ابدالان حق　　ہم زحق داں نہ از طعام واز طبق

آپ کے معمولات

بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت بقدر دو ڈھائی سیپارہ کے فرماتے اس کے بعد ختم شریف اپنا پڑھا کرتے قبل از دوپہر طعام تناول فرماتے پھر قیلولہ کرتے۔ بعدہٗ بمجرد آذان سننے کے اُٹھ کھڑے ہوتے اور وضو وغیرہ کر کے نماز ظہر پڑھتے اور اکثر اسی وضو سے عشا پڑھ لیتے اور ظہر کے بعد بھی تلاوت فرماتے۔ اُس کے بعد اُن لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے جو ارباب حاجات اور عرض گذار ہوتے۔ کسی کو پانی دم کر دیتے کسی کو تعویذ دیتے کسی کے حق میں دعا کیا کرتے اور اکثر صبح کے فرض وسنت کے درمیان پانی دم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دیدیتے۔ اکثر مایوس العلاج آپکی دعا و توجہ سے صحتیاب ہوئے آپ نماز عصر عین وقت پڑھا کرتے بعد از نماز ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ پڑھا کرتے اور خاص خاص احباب کو بھی اس کی اجازت دیتے۔ آپ نماز باجماعت پڑھنے کے عادی تھے بعد از تناول طعام مغرب نماز عشا کی

اوّل وقت پڑھتے آپ سفر میں ہمیشہ مسجد میں ہی قیام فرمایا کرتے اور کبھی فرماتے کہ میں خدا کا مہمان ہوں اور خانۂ خدا میں مقیم ہوں آپ سوائے چند لقموں کے اور چیزوں کی طرف شائق نہ تھے آپکی غذائے اصلی ذکر حق ہی تھی۔ آپ خدا کے فضل سے چودہ۱۴ خانوادہ میں مجاز و صاحب ارشاد تھے۔ مگر اکثر آپ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرماتے خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کو عام طور پر جاری فرماتے اور اسی کو سہل اور آسان جانتے اور عبدالرحمٰن صاحب صوفی کا فارسی دیوان بھی آپ کو اکثر یاد تھا۔ آپ کو کسی قدر شعروں سے بھی دل لگی تھی۔ آپ کسی وقت ایسی حالت میں مست ہوتے کہ یک بیک فرماتے تھے ہیہات ھَیہات ت ۔ اور کبھی فرمایا کرتے آخر فنا آخر فنا۔ بعض وقت صرف بیعت کرکے خلفاء سے حلقہ کراتے اور کبھی خود توجہ دیتے اور یہ پڑھتے کہ نظم

یَا رَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا ۔ یَا حَبِیْبَ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ هَمٍّ مُغْرَقٌ ۔ خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

اور کسی حلقہ میں آپ بار بار یہ رباعی پڑھتے اور وہ حالت عجیب ہوتی رباعی

ہر چہ در کائنات می بینم ۔ ہمہ را نور ذات می بینم
من کہ در ذات او شدم فانی ۔ کے بسوئے صفات می بینم

اور کبھی کبھی یہ اشعار پڑھتے اور توجہ دیتے۔ نظم

ہر دم خدا را یاد کن دلہائے غمگین شاد کن ۔ بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہُو
غافلی کفر است پنہاں در دجود آدمی ۔ اینچنیں کافر شدن را حاجت زنار نیست

اور قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار بھی پڑھا کرتے بالخصوص یہ اشعار زیادہ پڑھتے شعر

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ ۔ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللهِ مَسْلُوْلٌ

آپ جب عام کو نصیحت فرماتے تو فرمایا کرتے کہ باطن درست کرو کیونکہ بعد مرگ اعمال باطنی ہی سے نجات مل سکتی ہے مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی ضروری ہے کیوں کہ اعمال باطنی کی صحت و درستگی کی علامت بھی ظاہری اعمال ہیں اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اور وہ ظاہر بھی سنت و آثار صحابہ کے موافق ہو اور فرمایا کرتے کہ خدا کو خدا کے لئے پیار کرو۔

اور یاد کرو دکیوں کہ مقصد کیلئے یاد کرنا صرف مقصد کی یاد ہے۔ خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی چاہیئے
اور جب کبھی خاص احباب اور خلفاء کو مخاطب کرتے تو یہ حدیث قدسی بیان فرمایا کرتے
مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَقْنَعْ بِعَطَائِیْ
فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ یعنے قادر ذوالجلال اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے
حکم پر راضی نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں اور میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع
نہیں تو پس وہ شخص میرے سوا کسی اور کو رب بنا لیوے۔

اور اکثر یہ حدیث بیان فرماتے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ یعنے بہتر وہ شخص ہے
جو لوگوں کو نفع پہنچا وے۔ آپ کے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی آدمی بیٹھتا تو آپ
فرماتے مجھے باتیں نہیں آتیں۔ آپ اپنے خلفاء کی اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر کرتے اور
ان کا وقار و قدر زیادہ فرماتے تاکہ ان کے اعتقاد مندوں کی نظروں میں دقیع اور ذی اقتدار
ہی رہیں اور جب خلیفہ کے حلقہ میں تشریف رکھتے وہاں پر اُسی کے مشورہ وصلاح سے ہر اک
کام کرتے۔ یہاں تک کہ اکثر تعویذات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے۔ آپ
کے دل میں دنیا کی وقعت دعزت مچھر کے پر برابر بھی نہ تھی۔ آپ کبھی خاص خاص احباب سے
معانقہ فرماتے اور اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے آپ جس طریق پر سلف صالحین نے مقرر کیا تھا
آخر تک اُسی پر ثابت قدم رہے۔

نقل ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو لفظ مرید سے نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست
سے یاد فرماتے ایک دن آپ کے نبیرہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے
آپ ان پر سخت ناراض ہوگئے یہاں تک کہ کلام بھی نہ کیا۔ صاحبزادہ نبیرہ صاحب نے
کہا کہ حضرت باباجی تو صاحب تو ناراض ہیں نمانہ وغیرہ چھوڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کی کیا
وجہ ہے کہ آپ نے سب کچھ ترک کر دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ
جب حضرت باباجی قبلہ وکعبہ ناراض ہیں تو اب کیا فائدہ اور کیا نتیجہ۔ کیونکہ عبادات کی
قبولیت تو آپ کی رضا کے ساتھ ہے جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں جناب
باباصاحب کو خبر لگ گئی تو آپ نے بلوا کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا

نے کسی کو لفظ مرید سے پکارا اور نہ میں نے کسی کو مرید کر کے بلایا پھر تم اس قابل کہاں بن گئے کہ مرید کے لفظ سے پکارو۔ جاؤ آئندہ توبہ کرو پھر کسی کو لفظ مرید سے نہ پکارنا۔ آپ کی کرامات تو بیشمار ہیں جو آپ کے خلفاء و خاص درویشوں سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ میں چونکہ سب حضرات سے بہت کم جناب باباجی کی صحبت میں رہا ہوں اس لئے زیادہ کچھ لکھ نہیں سکتا

نقل ہے کہ ایک بار یہ راقم الحروف کسی پہاڑ پر گیا تھا۔ وہاں پر حضرت باباجی صاحب کا عرس مبارک آگیا۔ احباب طریقہ نقشبندیہ نے عرس کا اہتمام نہایت اخلاص و محبت سے کیا۔ وہاں پر ایک دو مخالفین دین بھی تھے۔ انہوں نے حکام تک رپورٹ کی اور اعلیٰ حکام کو بدظن کر کے پولیس کے ذریعہ پہرہ لگا دیا۔ رپورٹ میں یہ خبر درج تھی کہ یہ ایک درویش ہے اس کے آنے سے سخت فساد اور دنگہ بلوا ہوگا۔ کبھی یہ مشہور ہوتا کہ آج کہ نقشبندی جماعت قادریوں کو سخت مار یگی پولیس بیچاری گھڑ روز بعد پھر واپس گئی۔ آخر جس روز عرس مبارک مقرر تھا وہ جمعہ کا دن تھا انہی مخالفین دین میں سے ایک نے پھر جا کر حاکم اعلیٰ کو کہا کہ آج سخت اندیشہ فساد ہے حاکم وقت تھا دانا اور اُس کو باباجی صاحب کی روح نے ایسی توجہ دی کہ حاکم مذکور نے غصہ میں آن کر کہا کہ تم دونو شریر یہاں پر بیٹھو ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک وہ نظر بند رہے ہم نے عرس بھی کیا ختم بھی پڑھا۔ میلاد شریف بھی پڑھا۔ طعام بھی تقسیم کیا سب کام نہایت آسانی سے پورے ہو گئے اور وہ نظر بند ہی رہے۔ ان کا جمعہ نماز وغیرہ سب جاتا رہا۔ خدا کی شان ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ منہ بھی کسی کو نہ دکھاتے اور سب لوگوں میں بدنام ہو گئے اور باباجی صاحب کی کرامت کے سب قائل ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ صوبیدار حسن دین نام نے عرض کی کہ یا حضرت میری عمر حدِ شباب سے تجاوز کر گئی۔ اور اب تک میرے گھر میں اولاد نہیں آپ دعا فرما دیں کہ خدا اس آخری وقت اولاد نرینہ عطا فرما دیں۔ آپ نے ایک تعویذ عنایت کیا اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

نقل ہے کہ ایک بار کسی نے شکایت کی کہ باباجی صاحب آپ کے دربار شریف میں برسوں سے کئی خدام حاضر رہتے ہیں اور حتی الامکان ریاضت و مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ مگر

جس قدر آپ کی نظر مبارک حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب پر ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپ نے ایک ہفتہ میں ان کو صاحب ارشاد بنا دیا۔ جناب باباجی صاحب نے جواب دیا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت جدا۔ مقدر جدا۔ حافظ جماعت علیشاہ کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل تھا۔ بتی بھی تھی۔ دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے صرف سلگانیکی محنت کی ہے۔ خدا نے چراغ روشن کر دیا ع

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

نقل ہے کہ ایک گاؤں سیدوں کا تھا جس میں سوائے ایک دو گھروں کے سب شیعہ تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے خدا نے سب کو ہدایت دی کہ وہ سب لوگ سنی العقیدہ ہو گئے اور عاشق صادق بن گئے۔ سبحان اللہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے۔ کیونکہ قدیم مثل ہے سے ؎ مُبل گہ دو وجبلت نہ گردد

مگر آپ کی برکت سے وہ ایسے صوفی بن گئے کہ علاوہ نماز روزہ کے صاحب ذکر و تہجد گزار عابد و زاہد بن گئے۔ سچ ہے ع پلٹ دی پھر اک آن میں ان کی کایا"

نقل ہے کہ آپ ہمیشہ راولپنڈی محلہ ملیار مسجد میاں وارث میں قیام فرماتے۔ ایک دن اتفاقاً مسجد کا دروازہ بند تھا اور چراغ کا گل گر گیا۔ مسجد کا سارا فرش جل گیا صرف وہ جگہ محفوظ رہی جس جگہ پر آپ تشریف رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ موضع ڈیرہ یانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد سٹھاناں میں مقیم تھے وہاں پر ایک صاحب ولی داد خاں نام یار تھا۔ اس نے عرض کی میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں۔ مگر لڑکا ایک بھی نہیں۔ آپ نے قند سیاہ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو کھلا دو اور دعا فرما کر کہا کہ تم کو خدا لڑکا عنایت کریگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ میں آپ دوبارہ وہاں تشریف لائے تو ولی داد خاں صاحب نے بچہ حاضر کر کے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔

نقل ہے کہ موضع علی پور سیداں میں حضرت شاہ صاحب نے ایک کنواں کھود دیا تو اس میں پانی نہ نکلا۔ سب لوگ مایوس ہو گئے۔ انہی ایام میں حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ

تشریف لائے لوگوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اب کنواں کھودو اُو پانی خدا دے گا چنانچہ جب کنواں کھودا گیا تو بفضلِ خدا اس قدر پانی آیا کہ کبھی خشک نہ ہُوا حالانکہ اُس کے گرداگرد کے کنوئیں خشک ہیں۔

آپ کے چند خلفاء کے نام

حضور قبلۂ عالم علیہ الرحمتہ کے خلفاء تو صدہا ہیں مگر صرف علاقہ پنجاب کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) جناب حضرت سید حافظ مولوی حاجی صوفی جماعت علیشاہ صاحب علی پوری

(۲) حضرت حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری۔

(۳) جناب خلیفہ خان عالم صاحب باؤلی شریف ضلع جہلم۔

(۴) جناب خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب۔

(۵) جناب حافظ عبد الکریم صاحب راولپنڈی۔

(۶) جناب مولوی غلام نبی صاحب قریشی چک قریشی

(۷) جناب مولوی محمد حسن صاحب از گجرات۔

(۸) جناب فاضل اجل مولانا مولوی غلام محمد صاحب مرحوم گگوی امام شاہی مسجد لاہور

(۹) صاحبزادہ نواب الدین علی صاحب ساکن لشبند ور

(۱۰) جناب حافظ فتح دین صاحب رنگپورہ ضلع سیالکوٹ۔

(۱۱) راجہ شیر باز خانصاحب موضع ٹہکی تحصیل گوجر خاں۔

(۱۲) جناب حافظ جی جوڑی والہ مرحوم

(۱۳) مولوی مست علی صاحب علی مرحوم منیر الزالی (۱۴) سید غلام قادر شاہ صاحب کوٹلی سیداں

افسوس کہ دیگر حضرات کا مجھے علم نہیں ورنہ اور بھی لکھتا۔ ماسوائے اس کے آپ کے صاحبزادگان کے فیوض و برکات جدا ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ جس طرح آپ کی ذات مبارک منبعِ فیوض تھی اُسی طرح آپ کی اولاد پاک بھی بقول اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ عام و خاص کیواسطے چشمہ فیض ہیں۔

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے دو انتقال فرما گئے اور تین صاحب کمال باقی ہیں اور دور دراز مثل علاقہ دھنی و گھیبی و پوٹھوہار و آمدان کار و جلندر ال - وچکار ر - ولوپنچھ و کشمیر و کوہستان وغیرہ میں آپکا فیض جاری ہے اور تینوں صاحبزادگان صاحب ارشاد و مجاز ہیں۔ ہزار ہا لوگ ان کے فیوض و برکات سے حصہ لیتے ہیں اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ سب بڑے صاحبزادے ہیں اُن کا اسم شریف احمد نبی صاحب ہے۔ ان کے بعد دوسرے صاحبزادہ کا نام سید شاہ صاحب ہے اور تیسرے کا نام حضرت قادر شاہ صاحب ہے۔ الحمد للہ کہ سب صاحبزادے صاحب یمن و اقبال ہیں اور سب کے گھروں میں اولاد ہے۔ جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ چند روز علیل ہوئے اور بتاریخ ۹ محرم ۱۳۱۵ھ مابین ظہر و عصر انتقال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

آپ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی تھی یہ ہے (۱) جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی یاروں کو بوجہ تکلیف کے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ شکر خدا کا کہ پیر صاحب چلے گئے (۲) یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ چاہیئے جس کو خدا خیر و برکت دیوے اُس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے (۳) سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر ذکر میں کچھ قصور واقعہ ہو تو اُس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہیں گے (۴) یاروں کے ہاں بغیر پیر کے واسطہ نہ جانا چاہیئے جبتک وہ از حد خواہشمند نہ ہوں (۵) پیر کو انتظار کے بغیر چلا جانا چاہیئے تاکہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی یا بدخیال پیدا نہ ہو۔ عمر شریف آپکی غالباً سو برس سے زائد تھی۔ مرقد مبارک آپکا موضع چورہ شریف علاقہ ضلع کیمبل پور میں ہے۔ جناب کی وفات کا مادہ تاریخ لفظ "غفرلہٗ" ہے ۱۳۱۵ھ

حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس اللہ سرہٗ جب واسطے ہدایات خلق اللہ کے کتم عدم سے رونق افروز عالم خلق ہوئے حضرت خواجہ محمد شفیع اللہ حضور کی جد امجد اُس وقت بقید حیات تھے آپ کی پیدائش کی خبر سنکر فرمایا کہ لڑکا میرے پاس لاؤ۔ حضرت کے خاندان میں سے کسی آدمی نے خواجہ فقیر محمد صاحب کو گودی میں لے کر حاضر کیا۔ حضرت خواجہ محمد شفیق اللہ ؒ نے اپنے لب مبارک حضرت خواجہ فقیر محمد کے منہ مبارک

میں بھی وارد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا اور اس کے وجود مبارک سے بہت فیض ہوگا۔
دیکھو آپ کا چہرہ مبارک اُسی روز سے انوارِ الٰہی سے درخشاں تھا۔ آپ جب تیئیس سال
کی عمر کو پہنچے تو حضرت باباجیو صاحب نے حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب کو اور خواجہ دین
محمد کو واسطے مستفیض کرنے ملک پنجاب کی اجازت دے کر روانہ فرمایا۔ جب دونوں کمال
موضع باڑلی شریف علاقہ گجرات میں تشریف لائے تو خلیفہ صاحب خان عالم صاحب
نے اپنے فرزند غلام محی الدین صاحب کو بیعت کرایا۔ بعد ازاں دونوں صاحب سیالکوٹ تشریف
فرما ہوئے۔ دو ماہ تک سیر پنجاب میں صرف کرکے واپس حضرت باباجیو صاحب کے
عتبہ بوسی میں حاضر ہوئے۔ آپ کے حالات و کشف و کرامات سے خطۂ پنجاب واقف
ہے۔ خصوصاً آپ کے زہد و ریاضت انسان کی طاقت سے باہر ہے بے ریائی
اور درویشی میں آپ کا وجود مبارک نمونہ تھا۔ حسن خلق اور تحمل آپ کا شیوہ تھا۔ حلیمی اور
صبر آپ کے وجود کا زیور تھا۔ آپ کے خلفاء صاحب مجاز بہ تفصیل ذیل ہیں۔ غلام محی الدین
باڑلی والہ۔ حافظ سید جماعت شاہ صاحب علی پوری۔ حاجی جماعت علی شاہ ثانی موضع
علی پوری۔ مولوی محمد حسین پسروری۔ مولوی غلام محمد صاحب نگوی ثم لاہوری۔ حافظ عبدالکریم
راولپنڈی۔ محمد حسن گجرات پنجاب۔ مولوی غلام نبی چک والہ۔ مولوی غلام یوسف بدو
کالس وغیرہ بہت سے خلفاء جن کے اسماء پورے طور سے یاد نہیں رہے۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ مولف کے روبرو ایک آدمی بباعث بیماری درد کمر کے اٹھانے تکلیف
میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت درد کمر سے بے جان ہو گیا ہوں میری کمر پر دم
کر دیتا اور یا کوئی تعویذ عنایت فرما دیں تاکہ خداوند تعالےٰ اس درد سے مجھ کو آرام بخشے۔
حضرت نے اُس کے واسطے دعا خیر و صحت فرمائی اور فرمایا کہ جلو رخصت ہے۔ سب
یار حیران ہوئے دل میں سب کہنے لگے کہ بیمار غریب کو ایسی جلدی رخصت کر دینا مناسب
نہیں حضرت کو کون کہے۔ جس وقت حضرت سے معانقہ کرنے لگا عرض کیا کہ بخدا بالکل شفا
ہو گئی ذرا شکایت نہیں رہی اور مجھ کو کئی روز سے یہ درد کمر لاحق تھا۔ آپ کی قبولیت دعا
کا خاص اثر تھا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ میرے شکم میں ایسا درد پیدا ہوا کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا لاچار ہو کر مولف رسالہ ہذا نے حضرت کو اطلاع دی حضرت بذات خود تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے میرے پیٹ پر دم فرمایا۔ اور آپ نے سبابہ دائیں ہاتھ مبارک کا میری ناف پر رکھ کر التحیات للہ تا عبدہ ورسولہ پڑھ کر دم فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے اُسی روز مجھ کو شفا عنایت کی دوسرے روز بندہ آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعا سے آرام ہے۔ لیکن ایک عرض ہے مجھ کو اکثر درد شکم رہتا ہے اگر آپ مجھ کو اجازت فرما دیں نہایت مہربانی ہوگی آپ نے نہایت مہربانی سے اجازت عطا فرمائی۔ پھر آرام رہا

نقل ہے۔ کہ حضرت جب بمقام لحاظ تشریف رکھتے تھے آپ کے گھر میں ایک چور نے نقب لگا کر کچھ مال چرا لیا۔ اور باقی چند پارچات راستہ میں گراتا چلا گیا باوجود معلوم ہونے کے حضرت اُس سے چشم پوشی کرتے رہے۔ خدا کی قدرت سے اُس کی اولاد میں جو موجود تھے وہ بھی لولے ہو گئے اور بعد ازاں جو پیدا ہوتے رہے سب لولے پیدا ہوتے تھے نہایت سخت ذلیل اور رسوا ہوا اور اپنے خاندان میں سپر ملامت ہو گیا۔ کیا اچھا کہا ہے مثنوی رومی نے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد • میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

دل مرد خدا نامد بدرد • ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

آخر ایک دوست نے اُس کو کہا کہ حضرت صاحب سے کوئی تعویذ لینا چاہیئے۔ اور آپ سے دعا کرانی چاہیے اُس بدبخت نے کہا کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور کے مال سے نقصان ہوا ہے شرم آتی ہے اُس نے کہا نہیں چلو میرے ساتھ حضرت کی خدمت میں توبہ کرو۔ آخر اس کو مجبور کر کے حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور حضرت کی خدمت میں جا کر طلب معافی کی درخواست کی حضرت نے بڑی شفقت سے اُس کو معافی دی اور اصلی مال اپنا معاف کر دیا اُس روز سے اُس کی اولاد صحیح اور سلامت پیدا ہونے لگی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے مخلصوں میں بسر مراقبہ ہو کر توجہ باطنی سے

درویشوں کو مستفیض فرماتے تھے۔ جب آپ فراغت حاصل کر چکے تو فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو حافظ سید جماعت علی شاہ ہمارے خلفاؤں میں سب سے سبقت لے جائیگا۔ اُن کی دعا کا اثر دنیا دیکھ رہی ہے اور دیکھے گی۔

نقل ہے کہ آپ کے خاندان کو بصورت مجموعی ایک مخالف ہمیشہ بدگوئی سے یاد کرتا تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک درویش نے اُس کی تمام تکلیف دہی عرض کی آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اس کو دنیا سے بے بہرہ لیجاوے چند سال کے بعد وہ مرگیا اور قبل از مرگ ایک ہفتہ اُس کی زبان بند رہی اور کلمہ طیبہ اُس کی زبان پر جاری نہ ہو سکا مزید برآں یہ کہ دنیا سے بے اولاد ہو کر مرا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ ایک درویش آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اُس نے عرض کیا کہ مجھ کو کشف قبور کا از حد شوق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا قبرستان میں جا کر تین مرتبہ سورہ ملک پڑھ کر مراقبہ کریں۔ درویش نے کہا کہ حضرت یہ تو میں پہلے بھی پڑھا کرتا ہوں فرمایا کہ پہلے تو تم اپنی مرضی سے پڑھا کرتے ہو اب میری اجازت سے پڑھو اُس روز وہ حسب الارشاد قبرستان میں سورہ ملک پڑھ کر مراقبہ میں ہو گیا۔ ایسا صاحب کشف ہوا کہ اپنے وقت میں نظیر نہیں رکھتا تھا۔

نقل ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک درویش بڑے زور سے ذکر کیا کرتا تھا۔ ایک روز فرمایا کہ یہ ذکر اس کا دلی نہیں۔ اور درویش ہمیشہ روزہ رکھتا تھا فرمایا کہ یہ بھی اس کا فریب ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد موضع کملیال میں اُس سے ایک کام ناجائز عمل میں آیا۔ اہل دیہہ نے اُس کو اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ جب حضور کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اس کی حالت مجھ کو پہلے سے معلوم ہو گئی تھی۔ آں حضرت کی کشف و کرامت کا مجموعہ تیار ہے لیکن بباعث خواہش مخلصان طریقہ جلد ثانی میں اُس کی ترتیب دی جاویگی۔ آپ کی وفات ۲۹ ماہ محرم ۱۳۱۶ھ میں ہوئی ہے اور مزار مبارک آپ کا جناب باباجیو صاحب سے تخمیناً تین سو کرم کے فاصلے پر موضع چورہ میں واقع ہے۔ حضرت فقیر محمد صاحب کی پانچ فرزند اولاد تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدؐ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

اما بعد بخدمت جمیع برادران اہلِ اسلام خصوصًا و عمومًا التماس ہے کہ جس قدر کرامات مجھ کو جناب بابا جیو صاحب اور جمیع حضرات مشائخ نقشبندیہ سے صحیح ملی ہیں اور اکثر ان میں سے میرے مشاہدہ میں گذری ہیں کتاب انوار تیراہی المشہور بہ گلزار نوری درج کر دی ہیں ورنہ ذرہ شک اور شبہ جس میں نظر آیا اس کو قلم انداز کرتا رہا اور بعض ملفوظات مشائخ کی گنجائش اس کتاب میں نہ ہونے کے باعث دوسری جلد میں انشاء اللہ تعالےٰ قلمبند کیے جاویں گے۔

قبلہ باباجی صاحبؒ کی چند کرامات

از فقیر محمد شفیع

کرامت نمبر ۱ ۔ قبلہ باباجی صاحبؒ خواجہ فقیر محمدؒ کی خدمت میں ایک جذامی حاضر ہوا۔ حضور والا بالعموم وقت مسجد میں ہی گذارتے تھے۔ یہ جذامی مسجد کلاں کے باہر تین یوم مقیم رہا۔ قبلہ امام سجادہ نشین صاحب فرماتے ہیں کہ قبلہ باباجی صاحب نے مجھے کو اس جذامی کو کھانا دینے پر مامور فرمایا تھا تاکہ وہ محروم نہ رہے۔ اُسے کھانا دینے کے لئے جاتا تھا۔ تو وہ اپنے برتن دور رکھ دیتا تھا تاکہ اس مرض سے اور کسی کو اثر نہ ہو۔ تیسرے روز وہ جذامی حضرت باباجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت بے قراری کے عالم میں یہ شعر پڑھا۔

"ما ہست فقیریم دریں گوشۂ دنیا خلق است ہمہ دشمن ما یار نداریم"

تین دفعہ یہی شعر پڑھا پھر رخصت طلب کی۔ وہ صحن مسجد کے باہر ہی کھڑا تھا کہ حضور نے زبان مبارک سے فرمایا۔ "اللہ کریم صحت بخشے"۔ اور جانے کی اجازت دی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص بہت سے عمدہ عمدہ تحائف لیکر حاضر خدمت ہوا سلام عرض کرنے کے بعد اظہار کیا۔ کہ یہ عاجز وہی ہے۔ جو بحالت جذام حاضر خدمت ہوا تھا۔ حضور کی نظر شفقت اور دعا سے صحت یاب ہو گیا ہے اور یہ میرا بھائی ہے جو بڑے شوق سے آیا ہے کہ جہاں جذامی اچھے ہوتے ہیں وہاں دل بھی صاف اور اچھے ہونے ہوں گے حضور نے ہر دو کو بیعت فرمایا اور تربہ کرا کر گناہوں کے مرض سے بھی نجات دلائی

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کرامت نمبر ۲۔ قبلہ باباجی صاحبؒ مسجد خیر دین مرحوم میں بہ مقام امرتسر رونق افروز تھے کہ ایک برقعہ پوش عورت حاضر ہوئی۔ عرض کی کہ میں کچھ عرصہ سے بیوہ ہوں۔ لڑکا ابھی تعلیم پاتا تھا کہ اس کا والد فوت ہو گیا۔ گھر کا ترکہ فروخت کر کے اس لڑکے کو امتحان بی اے دلوایا میری بدقسمتی سے فیل ہو گیا ہے اب پھر تعلیم دلوانا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ نادار ہوں اور سابقہ محنت اور خرچہ بھی رائیگاں گیا یہ کہکر بہت روئی۔ حضور نے تسلی دی اور فرمایا کہ پاس ہو جائیگا اور بہت تشفی دے کر رخصت فرمایا۔ ناواقف لوگ اسے محض تسکین خاطر دلانے کی بات سمجھے۔ مگر کچھ دیر بعد تار آگیا کہ علی محمد پاس ہے فیل اصل میں ایک سکھ لڑکا ہوا تھا۔ پہلے اطلاع غلط دی گئی ہے۔ سبحان اللہ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا۔

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یہ ہمارے برادر طریقت علی محمد صاحب لیسر دریں منصف رہے ہیں۔ فقیر نے ایک مرتبہ ایک سینئر سب جج راولپنڈی کے پلیٹ فارم پر نماز عصر کے بعد تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا سب لوگ حیران تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ وہی علی محمد ہیں جو حضور باباجیؒ کی دعا کا زندہ اثر ہیں۔ آپ سیشن جج کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔

کرامت نمبر ۳۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب جامع مسجد خیر دین واقعہ امرتسر میں رونق افروز تھے۔ آپ ضعیف العمر تھے ہر وقت مراقبے میں رہتے تھے۔ لیکن ملنا دشوار تھا آپ حسب عادت نیلا دوپٹہ اوڑھ کر چھوٹی سی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جناب شاہ صاحب علی پوری (حافظ صاحب) نے حضور کے پاؤں دبانے شروع کئے آپ نے رخ مبارک سے کپڑا اتار کر فرمایا۔ حافظ جی کے آگئے؟ عرض کیا کہ یہ شخص جو کتے پکڑے کھڑا ہے۔ اس کا نام غلام رسول ہے میرے ایک مولوی دوست کا بیٹا ہے۔ لیکن اب عیسائی ہو گیا ہے۔ اسے بہت فہمائش کی گئی ہے۔ مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اب اسے حضور کی خدمت میں لایا ہوں تاکہ ہدایت حاصل کرے۔ اس کے مرتد ہونے کا بہت افسوس ہے۔ حضور نے زبان مبارک سے اس کیطرف

دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

"اد کر دیا اپنا ورثہ ناں کوئی نہ چھوڑسی   تے کلمہ اساڈا پڑھانا ورثہ ہوسی
توں کیوں چھوڑسی۔ یہی فرمایا اور کوئی دلیل پیش نہ فرمائی۔ معاً اُس پر کیفیت طاری ہو گئی اور
بے تحاشا رونا شروع کر دیا اور عرض کی کہ اب حضور پھر وارث کرا دیجئے اسی حالت میں
جبکہ وہ بوٹ سوٹ پہنے تھا۔ کلمہ کی تلقین فرمائی۔ اور توبہ شروع ہو گئی۔ پھر دعائے خیر کے
بعد ارشاد ہُوا کہ جاؤ غسل کرو۔ کپڑے بدل کر آؤ۔ گئے تو اسی وقت ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے
جب گریہ وزاری کر رہا تھا۔ اسی حالت محوری میں گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور لباس
تبدیل کر کے حاضر ہوا۔ اور مستحق مزید عنایات اور مورد صد خیر و برکت ہوا۔ رشا صاحب علیپوری
کے گھر پہنچا تو نشے کی سی کیفیت طاری تھی۔ بوڑھی والدہ نے شراب کا شبہ کیا اور پوچھا۔

کرامت نمبر ۴۔ قبلہ باباجی صاحب زیادہ تر مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک دفعہ گھر
تشریف لانے تو دیکھا کہ صحن میں مٹی کے بہت سے برتن ہیں۔ حضرت قبلہ دادی صاحبہ سے ارشاد
فرمایا کہ کتنے کے لئے ہیں۔ عرض کیا کہ کمہاری کو تبرکاً کچھ دے دیں گے۔ قیمت تو وہ لیتی نہیں
فرمایا کہ اُس کا کوئی لڑکا ہے کمہاری نے عرض کی کہ بدقسمتی سے اس چشمۂ آب حیات سے مانند خضرؑ محروم
ہیں ارشاد ہوا کہ گڑ لاؤ۔ حضرت دادی صاحبہ نے پشاوری گڑ پیش کر دیا۔ حضور نے تین روڑیوں
پر دم فرمایا۔ کمہاری کو بلا کر فرمایا کہ گڑ کھا لو مولا کریم تمہیں فرزند عطا کریگا۔ ارشاد فرمایا کہ نام بھی
رکھ دیں۔ کیونکہ شاید اس وقت یہاں موجود نہ ہوں۔ کمہاری نے عرض کیا بہتر ہے اللہ دتا نام
منظور فرمایا۔

کمہاری اپنا سامان لے کر گھر چلی گئی۔ اور کسی انعام و تبرک کا انتظار نہ کیا۔ گھر پہنچ کر اپنے
شوہر اور سات بیٹوں کو بلا کر کہا کہ آج بر سر مراد پہنچ گئی۔ حضور باباجی صاحب نے اللہ دتا کی پیدائش
کی بشارت فرمائی سب کو مکمل اطمینان ہو گیا اور خاوند نہایت خوش ہوا۔ گدھے پر مزید برتن لاد کر
حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تو پہلے برتن پڑے ہیں۔ سنبھالے
نہیں ہیں۔ کمہار سی حبیبہ نے عرض کیا۔ کہ برتن اس لئے نہیں لایا کہ دربار میں ضرورت ہے۔ بیعا
لے سنا ہے کہ از راہ بندہ نوازی ہم پر اللہ دتہ کا انعام ہوا ہے۔ اور ہماری یہ حاضری قبولیت

کے درجے تک پہنچ گئی ہے اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے ارشاد کیا۔ ہاں حسبہ مولا کریم فضل کریگا۔ چند ماہ بعد آپ سفر پر تشریف لے گئے۔ ان کے ہاں لڑکا تولد ہوا حسب الارشاد اُسکا نام اللہ دتہ رکھا۔ اللہ دتہ کا پتہ یہ ہے۔ موضع ڈھاکے۔ دربار شریف سے نصف میل مغرب کو ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ کان موراخ دار ہوں گے۔ ایسے ہی تھے۔ یہ پاک نبد سے اکرم ہیں۔ ان کا فرمان کبھی غلط نہیں جاتا۔ جن لوگوں کو ان سے رابطہ ہے وہ اچھی طرح واقف ہیں۔

کرامت نمبر ۵

قبلہ باباجی صاحب ایک دفعہ موضع بہاڑ تگ واقع ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں مسجد میں بہت بڑا درخت بڑ کا لگا ہوا تھا۔ شام کی نماز کے بعد درخت ہلنے لگا آپ نے دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ وت نہ ہلیگی عرض کیا گیا کہ اس میں کیا سر تھا۔ ارشاد ہوا کہ ایک جن بڑ کے نیچے مقیم تھا۔ جب سب جانور شام کو اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ اڑا دیتا ہے اب اسے کہدیا ہے کہ جانوروں کو یہ تکلیف نہ دیا کرو اور تم چلے جاؤ کیونکہ لوگ بھی خائف ہوتے ہیں وہ چلا گیا ہے آئندہ نہ ہلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور ہپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

کرامت نمبر ۶

مولوی غلام نبی صاحب سکنہ چک قریشیاں ضلع سیالکوٹ حضور کے خلیفہ اور مقرب تھے۔ فقیر سے ایک دفعہ یوں ذکر فرمایا کہ مجھے باباجی صاحب کا غلام جان کر ایک سایہ والے مریض کے پاس لے گئے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے تعویذ جن کے بند کرنے کے واسطے لکھنا شروع کیا۔ تو اس نے اس کے مقابل بند کھلنے کا تعویذ شروع کر لیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا وہ آسیب زدہ کہنے لگا کہ میں سرکار سے تم نے تم سیکھا ہے۔ مجھے بھی اسی سے ارشاد ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین نہ آیا۔ پھر میرے اطمینان کے لئے کہنے لگا کہ مولوی صاحب آپ کو یاد ہے کہ جب آپ نے فلاں مسجد میں بیعت کی تھی دو آدمی اور تھے۔ ایک فلاں شخص تھا اور دوسرا جو اجنبی آدمی تھا۔ وہ میں تھا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے تسلی ہوئی تو اس سے کہا کہ اس آدمی کو چھوڑ دو کہنے لگا کہ پیر بھائی کا فرمان قبول کرنا ارشاد مرشد ہے رلوا السلام علیکم جن چلا گیا اور مریض تندرست ہو گیا۔ حضرت بابا جی صاحب دنیا میں مرشد کامل تھے جن وانس مستفید ہو رہے تھے۔

کرامت نمبر ۷ حضور بابا جی صاحب ایک دفعہ چک قریشیاں میں تشریف لے گئے۔ مولوی غلام نبی صاحب نے عرض کیا کہ حضور گھر تشریف لیجانا چاہیے کہ کچھ مستورات آگئیں ہیں۔ دوبارہ اندر تشریف لے گئے۔ فارغ ہو کر آئے تو تین عورتیں اور آگئیں مولوی غلام نبی صاحب ہمراہ تھے ایک عورت کیطرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ جی صاحب آپ کے کام کبھی تمام نہ ہوئے۔ تم بار بار حضور کو تکلیف دیتی ہو آپ ضعیف ہیں۔ حضرت نے وہاں کھڑے کھڑے ہی ارشاد فرمایا کہ کلمہ پڑھیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ یہ تغیری عورت برہمنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دخو ہیں باہمنی تنیا ہمنی نہ جانسی۔ کلمہ پڑھاو نا ہوسی پڑھا چھوڑسی۔" ہر سہ کو کلمہ تلقین فرمایا واپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیگر خلق مسجد میں موجود تھی جب اُن سے ذکر کیا تو حضور کی سادگی پہ ہنسنے لگے۔ مگر اللہ تعالے کے بندوں کے ارشاد کا اثر کب خالی جاتا ہے۔ وہ برہمنی علی پور میں حاضر ہو کر صدق دلی سے مسلمان ہو گئی۔ حضور نے مراقبہ تلقین فرمایا۔ سب حیران تھے۔ فقیر نے اُس مائی کو خود دیکھا ہے تہجد گزار اور شب بیدار ہے۔

کرامت ۸ حضور ایک روز گھر آئے ہوئے تھے آپ کے پاس گھوڑی کا چارہ تھا۔ پڑوسی کی گائے آئی آپ نے اُسے ہانک دیا تھوڑی دیر بعد پھر آئی علی ہذا القیاس تیسری بار پھر آئی۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ مالک نفع مند نہ ہو دشتن سود مند ما نتہا نگاتے بک کے گر پھر نہیں اٹھی اور غل مچایا کہ چھری لاؤ۔ مگر ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گئی درست ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ! گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

کرامت نمبر ۹ راولپنڈی میں ایک بار نے عرض کیا کہ بہت غریب ہوں۔ قرض خواہ تنگ کر رہے ہیں۔ سرمہ فروخت کر کے گذارہ کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ شکستہ شیشے جمع کرتے رہو۔ چنانچہ شام کو فروخت کر کے بندہ شیشے پڑوسی کے ایک مکان ویران میں پھینکتا رہا۔ مکان بھر گیا۔ صاحب مکان کو خبر نہ تھی۔ اُن کو مکان تعمیر کرنے کی ضرورت ہوئی۔ دیکھا تو جگہ

شکستہ شیشوں سے پڑے حیران ہوئے کہ یہاں کون رکھ گیا ہے۔ معلوم ہونے پر انہوں نے خالی کرنے کی دھمکی دی بڑی مصیبت کا سامنا ہوا۔ تمام شیشوں کا اٹھانا بہت مشکل تھا۔ ادہر حضور کے ارشاد کا بھی خیال تھا۔ کہ الٹا نقصان ہو۔ اسی سوچ بچار میں تھا کہ منادی کی آواز آئی کہ اگر کسی کے پاس شکستہ شیشے ہوں تو فروخت کر دو جیلخانے کی دیوار پر نصب کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر خوش ہوا اور دریافت کیا۔ کہ کس طرح لوگے۔ منادی کرنے والے نے ٹھیکیدار کا پتہ بتایا۔ سودا ہو گیا جیل خانہ تک پہنچانا اپنے ذمہ لیا۔ تاکہ مکان والے معلوم کر کے رکاوٹ نہ ڈالیں تمام شیشے جیل خانہ پہنچا دئے۔ وزن کر کے فروخت کر دیئے تمام خرچ گاڑی بان کا ادا کر کے باقی تین سو روپیہ اس کے پاس بچ رہا۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزل ہا

کرامت نمبر ۲۵ حضور بابا صاحب راولپنڈی میں مسجد وارث میں قیام فرمایا کرتے تھے رات مسجد کو اتفاقی آگ لگ گئی۔ سب مسجد جل گئی۔ مگر جہاں حضور کی نشستگاہ ہوا کرتی تھی۔ وہ جگہ آگ سے محفوظ رہی۔

کرامت نمبر ۱۱۔ نغتہ چوچوڑہ شریف سے تقریباً چھ کوس ہے۔ فقیر وہاں کچھ عرصہ حافظ صاحب کے زیر سایہ اور قاضی صاحب سے جو ہمارے خاندان کے استاد تھے تعلیم پاتا رہا۔ حافظ صاحب مرحوم کی ہمشیرہ اس زمانہ طالب علمی میں فقیر کی نہایت اخلاص سے خدمت کرتی رہی۔ فقیر تو وہاں سے چلا آیا۔ ادھر اُدھر پڑھتا رہا۔ لیکن حافظ صاحب مرحوم سے گہرا تعلق رہا۔ حافظ صاحب کی ہمشیرہ کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ایک لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو گیا۔ بڑا صدمہ ہوا۔ حضور کی دعا سے ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ فقیر کو پہلے لڑکے کے ختنہ کے موقع پر بلایا اور ہمشیرہ نے حضور بابا جی صاحبؒ کے لباس اور شکل کی پوری کیفیت سنائی۔ فقیر نے پوچھا کہ حضور کو تقریباً ۲۰ برس اس دنیا سے تشریف لے گئے ہوئے ہیں آپ کیسے درست نقشہ سنا رہی ہو جبکہ دیدار کا موقع نصیب نہیں ہوا

اس نے کہا کہ ایک دفعہ خواب میں شرفِ زیارت حاصل ہوا۔ کچھ رقم اور کھانا عطا فرمایا
میں نے سبزی کی ہیئت کی رہیں انعام واپس کرنا چاہتی تھی کہ کسی نے کہا کہ تبرک ہے۔ اس
لیے واپس نہ کیا۔ تیغو نے کہا کہ مشہور ہے قدم درویشاں رد بلا۔ فرزند بھی اللہ تعالےٰ نے
مرحمت فرمائے اور روزی بھی فراخ ہو گئی۔ ان پاک ہستیوں کا فیض اس دنیا سے تشریف لے
جانے کے بعد بھی بدستور قائم رہتا ہے

کرامت نمبر ۱۲۔ حضور باباجی صاحب کا غلام موضع کیال میں مخلص ملا روشن تھا۔ اس کی بیوی
کو بیماری شروع ہوئی اور ملا کے عمدہ دو بیل بیمار ہو گئے۔ علاج معالجہ کرتا رہا مگر فائدہ نہ
ہوا۔ رات کو بحالت نا امیدی چھپری پاس رکھ کر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت صاحب
تشریف لائے۔ ملا نے قدم بوسی کی۔ عرض کیا کہ حضور گاؤں میں ہی تشریف رکھتے۔ غلام
وہاں ہی حاضر ہو جاتا۔ ارشاد ہوا کہ مالی یہاں بیمار ہے ملا نے
عرض کی کہ حضور یہاں قیام فرمائیں گے یا گاؤں میں۔ گاؤں میں جانے کا ارادہ فرما
کر تم کو بیلوں کے پاس رہنے کا ارشاد ہوا۔ بیل بالکل تندرست تھے۔ چارہ ڈال کر
بیٹے کو بیدار کیا کہ تم جاگو اور میں گاؤں حضرت صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں۔ وہ
کہنے لگا کہ میں نے بھی خواب میں حضور کی زیارت کی ہے۔ گھر آ کر ملا صاحب نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ حضور تشریف لائے تھے مگر ارشاد ہوا کہ باہر ڈھوک میں بیلوں کے پاس
جا بیٹھے گے۔ دوبارہ واپس تشریف نہیں لائے۔ ملا مسجد میں گیا کہ حضور وہاں ہوں گے۔ مگر
آپ مسجد میں موجود نہ تھے۔ پھر گھبرا کر دربار شریف کی طرف چل پڑا۔ حاضر خدمت ہوا۔ تو
حضور انور نے مال کی خیریت پوچھی۔ عرض کیا کہ اپنے مال کی خبر آقا کو ہوتی ہے۔ حضور کی
شفقت سے بالکل خیریت ہے۔

کرامت نمبر ۱۳۔ قبلہ باباجی صاحب موضع ٹوبکی ضلع گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔
درویش بھی ہمراہ تھے۔ رات کو عرض معروض کرنے پر حافظ مہرالدین صاحب نے اپنے چھوٹے
بھائی صوبیدار رحیم کی سفارش کی کہ اب صوبیدار صاحب سن رسیدہ ہو گئے ہیں مگر کوئی فرزند نہیں
باباجی صاحب کی خدمت میں عرض کرو۔ حافظ صاحب نے ہمراہی من متا عرض

خدمت کر دی آپ نے تعویذ عنایت فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ لڑکا عنایت فرمائیگا۔ اس کا نام عبداللطیف رکھنا۔ سال کے بعد پھر اسی موضع میں تشریف لے گئے۔ عبداللطیف کو پیش کیا گیا۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ آپکا عبداللطیف سلام کو حاضر ہے حضور بہت خوش ہوئے اور زبان مبارک سے فرمایا۔ ہور ہوسی۔ ہور ہوسی دو اور لڑکے ہوئے۔ دوسرے لڑکے کا نام محمد شریف۔ عبداللطیف فقیر نے خود دیکھا اور اس نے کرامت خود سنائی۔

کرامت نمبر ۱۵۴۔ حضرت باباجی صاحب دورہ تبلیغ فرماتے ہوئے۔ ڈیرہ پٹھانہ ضلع امرتسر تشریف لے گئے۔ حافظ مہرالدین صاحب مرحوم نے عرض کی کہ چودھری ولیداد ہمارا مخلص پیر بھائی ہے اس کے ہاں لڑکا نہیں ہے۔ خیال تھا کہ کوئی وارث ہوتا۔ جو ان کے بعد بھی وردشیوں کے خدمت گذار ہوتا۔ آپ نے تعویذ لکھ دیا پھر سال کے بعد ادھر سے گذر ہوا۔ حافظ صاحب نے پھر بدستور عرض کی آپ نے متحیر ہو کر فرمایا ابھی تک نہیں ہوا۔ ارشاد ہوا گڑ لاؤ۔ حضور نے دم فرمایا۔ ارشاد ہوا محمد شریف نام رکھنا دوسرے سال ولیداد محمد شریف کو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بہت خوش ہوئے۔ اور دعائے خیر فرمائی۔

کرامت نمبر ۱۵۵۔ قبلہ باباجی صاحبؒ اور صاحبزادہ پیر غلام محی الدین صاحب سکنہ ہاڈلی شریف۔ دریائے جہلم کے عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار تھے۔ حافظ مہرالدین صاحب بھی ہمراہ تھے جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو حافظ صاحب کے منہ سے نکلا کہ پانی کس قدر گہرا ہوگا۔ صاحبزادہ بڑے خوش مزاج مرد تھے فرمایا کہ دریا میں کود کر اندازہ کر لو۔ حافظ صاحب نے فوراً دریا میں چھلانگ لگائی تیرنا بھی نہ جانتے تھے اور عین منجدھار میں جا پڑے حضور باباجی صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادہ آدمی غرق ہوسی کہ ناں ہوسی۔ عرض کیا کہ حضور کے دیکھتے دیکھتے غرق ہوتا ہے تو پھر کنارے پر بھی سلامتی محال ہے یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ کشتی کنارے پر جانے سے پہلے حافظ صاحب کنارے پر پہنچ گئے۔

؎ چہ باک از موج بحر آں راکہ باشد نوح کشتیبان حافظ مہرالدین نے فقیر کو خود سنائی۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جب حافظ صاحب دریا میں کود پڑے تو پانی نے ان کے گرد حلقہ کر لیا پھر ایک ہی دفعہ کسی نے پکڑ کر کنارے پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ یہ پیر کامل اور مرید مخلص کی نادر ترین مثال ہے۔

کرامت نمبر ۱۶ ۔ حضرت صاحب ضلع جہلم میں تبلیغ اسلام فرما رہے تھے ایک گاؤں میں قیام تھا کہ صاحبزادہ صاحب باؤلی والے اور مولوی محمد یوسف صاحب خانہ پوکی والوں میں ایک مسئلہ کی تحقیق شروع ہوئی۔ مولوی محمد یوسف صاحب کا گھر نزدیک تھا دوسرے روز کتابیں لے کر صاحبزادہ کے پاس آئے۔ دراصل بات یہ تھی کہ مولوی صاحب اس مسئلہ میں راستی پر تھے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک ملا آدمی تھا۔ جب سے باباجی صاحب سے نسبت غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ علاقے بھر میں مفتی مشہور ہوا۔ اور علمی مباحثوں میں کامیاب ہوا کرتا تھا۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت مسجد میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ اور حضرت باباجی صاحب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب سے مسجد میں ذکر ہوا کہ درست مسئلہ کیا ہے۔ مولوی محمد یوسف نے کہا کہ اس مسئلے کی صاحبزادہ صاحب کو خبر نہیں۔ یہ سن کر صاحبزادہ صاحب کے مرید نے مولوی صاحب کو ایک سوٹا مارا۔ حضور باباجی صاحب بھی تشریف لے آئے فرمایا غرق ہووین۔ فقیر سے بھی شرم نہ کی۔ وہ عالم مسئلہ کی تحقیق کر رہے تھے۔ خدا کی رحمت تھی تجھے اس میں کیا۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جاہل تھا۔ میں تو حضور کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑی پر زین ڈالو اور تیاری کا ارادہ کیا۔ جن کے ہاں دعوت تھی وہ روتا ہوا آیا اور اس کے گھر کے تمام افراد بھی ہمراہ تھے۔ کہ ہم نے کھانا تیار کیا ہوا ہے۔ اگر اتنا کھانا یونہی رہ گیا تو ہماری بڑی بے نصیبی ہے آپ نے اس کی زاری دیکھ کر منظور فرمایا کھانا کھا کر اسی روز اگلے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب اس شخص پر بہت ناراض ہوئے کہ ہم پیر بھائی تھے تو نے یہ گستاخی کیوں کی۔ وہ شخص گھر چلا گیا اور جاتے ہی پنڈوال کے قریب دریائے جہلم کی ایک شاخ میں نہانے لگا تیراک تھا مگر جونہی غوطہ لگایا پھر سر نہ نکالا اور قیامت کو ہی برآمد ہوگا۔ یہ ہے قہر درویش۔

کرامت نمبر ۱۷ :۔ مولوی علم دین سکنہ گگی ضلع گجرات کا باشندہ حضور کی خدمت میں بوجہ قرب بڑے مرتبہ پر پہنچا۔ حضرت قبلہ عالم اور ہر دو شاہ صاحبان علی پوری اور دیگر خلفاء بڑی عزت کیا کرتے تھے مگر وہ گستاخ زیادہ ہو گیا۔ حضور حضرت شاہ صاحب علی پوری لفظ حاجی صاحب سے یاد فرمایا کرتے۔ مگر مولوی علم دین آپ کو جماعت علی کے الفاظ سے بلایا کرتا تھا۔ آپ منع فرمایا کرتے آخر جب اس کی گستاخیوں اور بے راہ روئیں کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو حضور قبلہ عالم کے پاس اس کی شکایت ہوئی کہ علم دین حضور کی گھوڑی پر جو اُس کے پاس ہے سوار ہوتا ہے آپ نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ پھر عرض ہوئی کہ اس نے آپ کی مرضی کے بغیر فروخت کر دی ہے۔ حضور نے ایک شخص محمد دین کو بھیجا کہ اُسے کہو گھوڑی واپس کرے۔ مگر اُس نے پرواہ نہ کی۔ جس شخص کے پاس گھوڑی فروخت ہوئی تھی جب اُسے معلوم ہوا تو اُس نے گھوڑی واپس کر دی اور علم دین جس کا سارا وزیر آباد مرید تھا اور نہایت عزت تھی حضور کی ناراضگی دیکھ کر سب برگشتہ ہو گئے اور آج تک ذلیل رہا۔ حضور کچھ دنوں کے بعد رحلت فرما گئے تھے اور ایک تحریر اس کے متعلق اپنے وظائف کی کتب میں چھوڑ گئے جس میں اُسے عاق ظاہر فرمایا۔ اس شخص کی حالت قابل عبرت تھی۔ عورت تک جواب دے گئی تھی۔ گھر ویران ہو گیا۔ بمصداق "بے ادب محروم ماند از فضل رب"

حضرت عمرؓ نے ایک لڑائی میں ایک قریبی کا سر بخدمت سرکار مدنی پیش کیا۔ ارشاد ہوا کہ یہ تمہارا قریبی تھا۔ عرض کیا۔ اسی لئے سر پیش خدمت کر دیا ہے کہ حضور کا دشمن تھا۔ ہمارا قرب حضور کے تعلق کی وجہ سے بلاؓ سے ہے۔ ان سے نہیں رہا۔ اور بیشمار ایسے واقعات ہیں جن کی وجہ سے دربار رحمت اللعالمین سے آپ کا لقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوا تھا۔

کرامت نمبر ۱۸ :۔ حضور والا ایک قریشیاں تشریف لائے ہوئے تھے کہ ایک بیل کو بہت آدمی رسی سے باندھ کر لائے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا۔ کہ اس قدر سخت کیوں باندھ رکھا ہے۔

عرض کیا کہ دیوانہ پن کے باعث کاٹتا ہے۔ آپ نے بسم اللہ آیت مبارک پڑھ کر دم فرمایا
پھر ارشاد فرمایا۔ چھوڑ دو۔ رسی کھول دی۔ بیل چپ چاپ کھڑا رہا۔ گھر لے گئے بالکل تندرست
ہو گیا۔ حضور والا کے تمام خلفاء کو اجازت ہے۔

کرامت نمبر ۱۸ (الف)

حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے ارشاد
فرمایا۔ کہ ایک دفعہ دربار اپنے بابا جی کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ آپ گھر سے لال رنگ کا خربوزہ لائے۔ جب
کھایا تو بہت میٹھا تھا۔

عرض کیا کہ بہت مزے دار ہے۔ ہمارے اس قدر
خربوزے میٹھے نہیں ہوتے۔ بابا جی نے فرمایا۔ اسی واسطے
پرسوں بارہ چودہ میل سے ایک مخلص آدمی بیل لاد کر اپنے
خربوزے دربار میں تحفہ لایا تھا۔ سب کو تقسیم ہوئے۔ تیری
والدہ نے کہا کہ حافظ صاحب ہمارے گھر کا آدمی ہیں
ان کا حصہ بھی رکھیں۔

حافظ جی صاحب علی پوری نے فرمایا۔ اول یہ فخر حاصل
رہا کہ غلام کو گھر کا فرد اور حصہ میں شامل فرمایا۔ دوم پرسوں
تو میں علی پور سے روانہ بھی نہ ہوا تھا۔ ان کو علم ہو
ہو گیا۔ کہ حافظ جی آئیں گے۔ علم غیب اور کیا ہے۔ پھر مسلمانوں
کو رسالت مآب کے علم غیب پہ شک کیوں ہے یہ تو
اُن کے غلاموں کو بھی ہے۔ عموماً جب حافظ صاحب علم
پر کچھ فرماتے تو یہ کرامت بھی بیان کر لے۔

نمبر ۱۹۔ حضرت بابا صاحب رح پنجاب سے دربار شریف واپس تشریف لائے تو جملہ حلقہ بگوشان اسلام حاضر ہوئے حضرت ملا صاحب جو حضور کے برادر خورد اور فقیر کے نانا بزرگ تھے حالات سفر دریافت فرما کر عرض کیا کہ سنا ہے اسی سفر میں ایک سید کو آپ نے اجازت دی ہے آپ نے فرمایا درست ہے آپ نے عرض کیا کہ تصوف کے حالات آپ پر آشکار ہیں۔ ہر شخص اس کے اہل نہیں ہے ارشاد ہوا کہ وہ بوجھ اٹھائے گا۔ قبلہ نانا صاحب نے فرمایا کہ ہادی نامدار صاحب تیراہ کی پہاڑیوں میں ۱۲ سال ریاضت کرتے رہے پھر حضور قبلہ نور محمد صاحب جیسی بزرگ ہستی نے مستفید فرمایا "رشید اسی سے اچھا ہوگا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اپنے وقت میں اور کوئی ہم پلہ نہ ہوگا" اور بہت خوبیاں فرمائیں۔ حالات شاہد ہیں رشید سے مراد حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ہیں۔

ایک دفعہ شاہ صاحب دربار شریف تشریف لائے طبیعت ناساز تھی حضرت قبلہ مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی لوٹا حضور کا غلام ہے اسے کہہ دیں کہ آپ کی طبیعت کے موافق کھانا تیار کرے۔ حضرت شاہ صاحب نے بحضور مائی صاحبہ عرض کیا کہ اچھا ہونے کے لئے آیا ہوں کہ تبرک کھاؤں گا تکلیف جاتی رہے گی۔ لوگ کھانا کھلاتے ہیں مگر کام بہت لیتے ہیں یہ ہمارے بابا جی صاحب کا گھر ہے۔ آرام کریں گے دعائیں کرائیں گے۔ بعد آرام پھر تبلیغ کو کمر بستہ ہو جائیں گے۔ جلدی آرام آگیا۔

کرامت نمبر ۲۰۔ حضرت بابا جی صاحب علاقہ گھیپ موضع بن بیس جو کہ چورہ شریف سے ۱۲ کوس مشرق کو ہے تشریف لے گئے مسجد میں انبوہ کثیر تھا آپ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد ہوا کہ فوراً اشیا باہر نکالو کسی نے عرض کیا کہ مجلس بہت پرلطف تھی فرمایا باتیں پھر کریں گے سامان باہر نکالو۔ آپ مسجد کے اندر کھڑے رہے۔ سامان نکل چکا تو آپ باہر تشریف لائے تو مسجد کی چھت فوراً گر پڑی۔ لوگ حیران رہ گئے یہ موقع دیکھنے والے اب تک موجود ہیں۔

کرامت نمبر ۲۱۔ بن مذکورہ بالا میں حضور کا ایک غلام سارہ بان تھا جو بابا جی سارہ بی والے کے نام سے مشہور تھا آپ کی سیاہ ٹوپی تھی۔ ایک روز خدا اکٹھے ہم مجلس ہوئے ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے۔ کہ تم نفس کو کیا تنبیہ کرتے ہو۔ سب نے حالات بیان کئے بابا صاحب بن والوں کی باری آئی۔ فرمایا کہ میں ان پڑھ ہوں۔ حضور کی توجہ سے بارگاہ کے بادشاہ تک

مرید ہو گئے ہیں نفس کو یہ تنبیہ کرتا ہوا، کہ یہ فیض حضرت باباجی صاحب کا ہے۔ ورنہ تیری حیثیت وہی ہے۔ کہ مجھ کو ہارسوٹا اور اونٹ۔ اگر باباجی صاحب کا پاس اب نہ رکھا اور خود باباجی بن بیٹھا۔ تو پھر اونٹوں کے ساتھ خراب ہوگا۔ میں نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔ مرد کامل تھے۔

کرامت نمبر ۲۲۔ حافظ شاہ صاحب علیپوری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دربار حاضر ہوئے۔ حضور باباجی صاحب نے فرمایا کہ یہ تعویذ نقل دمرگی کرلو۔ تعویذات کی کتاب سے نقل کرلیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کام آئیگا رجب علی پورہ آئے۔ تو دو روز سے ایک شخص منتظر تھا اور اُسی قسم کے تعویذ کی ضرورت تھی۔

کرامت نمبر ۲۳۔ حضور کی خدمت میں چند خلفا حاضر تھے۔ اور سفر میں یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کے علاقہ میں دورہ ہوتا تھا۔ وہی اُس علاقے میں مشیر اور سفارشی ہوتا تھا۔ آپ جس علاقے میں تھے وہ شاہ صاحب ثانی کا تھا۔ ایک شخص نے عرض کی شاہ صاحب آپ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ اس لڑکے کی ایک جگہ منگنی ہوئی تھی اب وہ لڑکی کی شادی اور جگہ کرنی چاہتے ہیں یہ غریب ہے اور کچھ کم دبیش خرچ بھی کرچکے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ بھی اس روز برات لے جائے شاہ صاحب نے خیال کیا کہ ہمارے رسم ورواج سے حضور واقف نہیں ہیں۔ وہی ذکر پھر وضاحت سے دہرایا۔ کہ ایک اور جگہ سے برات آئیگی۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ بھی برات لے جائے۔ اس نے گھر جاکر کہا۔ مگر کہنے لگے کہ آگے تھوڑی بے عزتی ہوئی ہے۔ برات کس طرح لے جاویں۔ تاریخ مقررہ کو وہ لڑکا خود چلا گیا۔ وہاں شادی کی دھوم دھام تھی یہ بھی ایک جگہ سو رہا۔ صبح کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور لڑکی کے باپ کو معلوم ہوگیا تھا کہ پہلا لڑکا بھی آیا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں تو لڑکی کا رشتہ اسی کو دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ برات خالی واپس چلی گئی۔ حضور انوار بھی اسی علاقے میں تشریف فرما تھے۔ وہ مٹھائی لیکر حاضر ہوا۔ سب حال عرض کیا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ پورا ہوگیا۔ موضع لانہ کا واقعہ ہے۔

کرامت نمبر ۲۴۔ حضور باباجی صاحب کوٹلی لوہاراں تشریف لے گئے تھے۔

حافظ مہردین صاحب نے ایک نمبردار پیر بھائی کی سفارش فرمائی۔ کہ اس کی بیوی فوت ہو گئی ہے گھر کی بربادی سے تنگ ہے۔ اس کے سسرال میں اس کی سالی ہے۔ مگر ناچاقی ہو گئی ہے اور وہ نہیں مانتے ارشاد فرمایا کہ امام مسجد کو گھر لے آنا اور دو گواہ بھی تجویز کر کے رکھنا۔ رات کو لڑکی آ جائے گی۔ امام کو اندر سے لا کر گواہوں کے روبرو نکاح کر لینا۔ اور حضور حافظ صاحب کے بازو کو پکڑ کر ارشاد فرماتے تھے۔ حافظ صاحب مخلص غلام تھے۔ عرض کرنے لگے کہ حضور اس طرح (نمبردار کا بازو پکڑ کر) لے آوے۔ فرمایا ہاں۔ پھر اس کا نذرانہ کیا لیں۔ ارشاد ہوا صبح دو گھوڑیاں تیار رکھے ایک میرے لئے اور دوسری فتح دین صاحب کے لئے۔ کہ ہم بوڑھے ہیں اور ہمیں سیالکوٹ پہنچا دے۔ کہہ کر چلا گیا رات کو لڑکی آئی اور کہنے لگی کہ اتنا فساد پڑا ہے۔ امام کو لاؤ اور نکاح کر لو۔ ایسا ہی کیا اور صبح دو گھوڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اور تمام ماجرا عرض کیا۔

کرامت نمبر ۲۵ - باباجی صاحب سفر پنجاب فرما رہے تھے۔ کہ ایک گاؤں میں لوبت روانگی بہت آدمی آ گئے اُن کے سوال منظور کرنے میں دیر ہو گئی۔ راستے میں دھوپ زیادہ ہو گئی۔ راستے میں ایک بڑ کا درخت تھا ارشاد ہوا کہ دوپہر اسی جگہ گزارتے ہیں۔ حضور کے لئے کپڑے بچھا دیئے گئے اور گھوڑی باندھ دی۔ وہاں ایک سادھو مقیم تھا آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہاں ایک سادھو کا ڈیرا ہے اگر آپ بھی اس جگہ مقام کرنا چاہتے ہیں تو کچھ کرامت دکھائیں۔ باباجی صاحب نے فرمایا کہ کرامت کچھ نہیں رکھتے تم دکھاؤ۔ وہاں ایک پتھر پڑا ہوا تھا سادھو نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ اپنی جگہ سے ہل گیا۔ حضور اس پتھر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور زبان مبارک سے تین دفعہ اللہ۔ اللہ۔ اللہ کہا۔ پتھر کبھی اوپر جاتا تھا کبھی نیچے آتا تھا اور ہر دفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا رہا حتیٰ کہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ آپ واپس اپنی جگہ پر تشریف لائے۔ وہ سادھو بہت شرمندہ ہوا۔ باباجی آرام فرمائیں۔ درویشوں میں شغل بن گیا۔ علیحدہ بیٹھ گئے۔ سب میں سرفراز۔ دانا عالم شاہ صاحب علی پوری تھے سب نے بطور دل لگی شاہ صاحب کو کہا کہ آپ جیسے سادے بھولے مسلمان باباجی کو ملے اور روٹی کا بہانہ بنا لیا۔ بڑی خوشی سے فرمایا۔ ہاں چچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہے اور باباجی نے

اگر ٹھگ لیا تو ملک پھر خالی نہ رہے گا اور ہم ہی پیر ہوں گے۔ شاہ صاحب نے فرمایا اور بھی میرے جیسے سادے ابھی باقی ہیں۔ شاہ صاحب نے اور یاران طریقت اس بات میں فخر تھا۔ نہیں لو لیاں شاہ مدیراں لگن پیاں۔ وجہ گنج نہ ہوسی۔ فقیروالا بہانہ بنا کے سارے مسلماناں نوں ٹھگ ساں۔ مگر دا بہانہ بنایا ہوسی۔ نوں ویکھیسی اس سادھو کو جھٹکا لگا نہیں پھر کو اشارہ کر دیا۔

کرامت نمبر ۲۶۔ ڈھوگ گرجہ راولپنڈی سے قریب تین چار کوس کے فاصلے پر ہے۔ ایک شخص مسمی پیر بخش نے قلت پانی کی وجہ سے رفاہِ عامہ کے لئے کنواں لگوایا۔ زمین بھی فروخت کی مگر پانی نہ نکلا۔ حضور راولپنڈی تشریف لائے۔ اس نے عرض کی۔ ارشاد ہوا۔ پانی آجائیگا۔ اس کے سنبھالنے کی تجویز کر۔ جب واپس گھر آیا تو پوتے سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگا بابا کنوئیں میں پانی آگیا۔ خفا ہو کر کہنے لگا لوگ ٹھٹھے کرتے ہیں اب تو بھی کرنے لگا۔ اس نے کہا نہیں واقعی پانی ہے۔ خوش ہوا کہ حضور سے دعا کرائی تھی۔ پانی آگیا ہوگا۔ سب لوگ اکٹھے ہو کر آئے آخر کار تھوڑے دنوں تک پانی سے کنواں بھر گیا اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں برآمد ہوا کرتی تھیں کسی پہاڑی علاقے کا پانی معلوم ہوتا تھا۔ اسی مقام اور زمین میں اور کوئیں کھودے گئے اور پانی کی تکلیف سے رہائی ہوئی۔

کرامت نمبر ۲۷۔ اولیا نامی سکنہ راول بالا ضلع جہلم اپنی بیوی کے ہمراہ دربار شریف باباجی صاحب کی خدمت میں اس ارادہ پر حاضر ہوا کہ دربار شریف چند یوم ٹھہریں گے گاڑی کا راستہ نہ تھا پیدل ۵۰ کوس چل کر آئے۔ مائی کے پاؤں پر چھالے پڑ گئے۔ صرف ایک دن ٹھہرے تھے۔ کان بھی نہ اتری تھی کہ حضور صبح کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے ارشاد ہوا کہ انہیں تازہ روٹی پکا دو یہ روانہ ہو ویں۔ روٹی دی گئی۔ مگر اولیا کی بیوی کو بہت افسوس تھا کہ اتنی دور سے پیدل آئے اور میرے خاوند نے اتنی جلدی رخصت طلب کر لی۔ رخصت دی گئی۔ راستے میں بیوی نے کہا کہ اتنی جلدی واپس جانا تھا۔ تو مجھے کیوں اتنے سفر کی تکلیف دی۔ اولیا نے کہا کہ میں نے رخصت طلب نہ کی تھی حضور نے اپنی مرضی سے نماز پڑھ کر اجازت فرما دی ہے۔ اولیا نے کہا کہ جہاں نظر آرہا آدمی کھڑے ہیں۔

بھائے لئے کوئی کمی نہ تھی کوئی راز ہو اولیا کہتے ہیں کہ واپسی کے وقت جلدی سفر طے کیا۔ رات راستے میں ٹھہرا اور صبح منگوال آ گئے آ کر پوچھا کہ مرد کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فلاں چودہری کی شادی ہے وہاں گئے ہیں۔ وہاں اس کا ہونا لازمی تھا۔ بیوی نے کہا ایک راز تو یہ ہے دوسرا شاید اور کیا ہے۔ جب گھر پہنچے تو سنا کہ تیرا بیٹا منوال چوہدری کے کام گیا تھا۔ راستے میں ایک کھائی میں گر گیا۔ لوگ اٹھانے کے لئے گئے ہیں اولیا اور اُس کی بیوی راستے میں پہلے لڑکا مر گیا تھا۔ بیوی سے کہنے لگا کہ اب اگر دوبارہ خبر جاتی تو ہم کس طرح یہاں پہنچ سکتے تھے اور جنازہ اور منہ دیکھنے سے محروم رہتے۔

کرامت نمبر ۲۸ ۔ فقیر کو بھٹی چک ضلع گوجرانوالہ میں جانے کا اتفاق ہوا مسجد میں قیام کیا۔ صاحبزادہ مولوی احمد علی صاحب اور فقیر صحن مسجد میں کھڑے تھے۔ صحن میں کنواں تھا صاحبزادہ صاحب احمد علی کہنے لگے کہ ایک دفعہ حضور بابا جی صاحب تشریف لائے۔ مسجد ہذا میں ہی قیام تھا۔ نماز عشاء کے بعد توجہ شروع ہوئی صاحبزادہ صاحب احمد علی فرماتے ہیں کہ میں بیعت نہیں ہوا تھا توجہ کا حال دیکھ رہا تھا۔ جب حضور نے عنہ سے اللہ فرمایا مسجد گونج اٹھی۔ ایک نائی یار تھا۔ وہ مسجد کی دیوار سے باہر گلی میں جا پڑا۔ دیوار قد آدم سے بلند ہے۔ پھر اللہ کہہ کر مسجد کے اندر آ تا۔ پھر کوئیں میں جا پڑا۔ پھر خود بخود باہر آ گیا۔ یونہی اس کا حال تمام عرصہ توجہ میں رہا۔ میں نے سمجھا کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں گی۔ مگر وہ بالکل تندرست اور خوش تھا۔ سبحان اللہ یہ بھی عجیب کیفیت ہے۔

کرامت نمبر ۲۹ ۔ مسمی نور محمد لوہار سکنہ ڈھاک جو دربار شریف کے متصل ہے۔ حضور [illegible] ارادت رکھتا تھا۔ خدا پرست اور خوبصورت تھا دوسرا بھائی غلام محمد ترکھانہ کام کرتا تھا اور نور محمد زمینداری کرتا تھا۔ ایک عورت اس کے پاس کسی نہ کسی بہانے آیا کرتی تھی۔ ایک دن کھیت سے آ رہا تھا کہ اس عورت نے بلایا اور کہا کہ روزانہ کوئی بہانہ کر کے تمہارے پاس آتی ہوں۔ مگر تم میری طرف خیال نہیں کرتا کہ اگر میری بات نہ مانیگا تو تجھ پہ الزام لگا دوں گی اور گھر میں جا کر شکایت کروں گی۔ نور محمد ڈرا اور مان گیا۔ ایک دن نماز عشاء کے بعد کوئی جگہ مقرر کی کہ فلاں جگہ ملیں گے۔

نور محمد حسب وعدہ گیا۔ جب عورت کے پاس گیا تو اس کے منہ پر زور سے طمانچہ لگا کہ لقوہ ہو گیا۔ عورت بھاگ گئی گھر والے لقوے کا علاج کرتے رہے۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا آخر کار دربار شریف لیجانے کی تجویز ہوئی۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت ملا صاحب کی خدمت میں لے چلو وہ دوائی بھی دیتے ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دوائی بنائی۔ پھر غلام محمد نے کہا کہ باباجی صاحب سے ملاقات کرنے جاویں مجبور ہو کر اسے بھی جانا پڑا سب حال عرض کیا آپ نے ہلکا سا دھپڑ لگایا تو منہ سیدھا ہو گیا۔ ارشاد ہوا پھر عشا کی نماز بیوقت مت پڑھنا۔ سبحان اللہ کامل پیر کی یہی برکات ہیں۔

کرامت نمبر ۳۰۔ حضرت باباجی صاحب ایک دفعہ علی پور ضلع سیالکوٹ میں تشریف لے گئے۔ ہردو شاہ صاحب علی پوری ہمراہ تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کوآں لگوایا تھا۔ مگر پانی کھاری نکلا۔ حضور کوئیں پر تشریف لے گئے۔ لعاب مبارک کوئیں میں ڈالی اور دعا فرمائی اس روز سے آجتک پانی میٹھا ہے

کرامت نمبر ۳۱۔ حضور باباجی صاحب افرنسر رونق افروز تھے کہ مولوی غلام نبی صاحب مرحوم سکنہ چک قریشیاں کی معرفت ایک شخص نے عرض کی کہ میرا لڑکا بیمار ہے۔ بہت علاج کیا ہے مگر مرض بڑھتا گیا۔ ارشاد فرمایا لڑکا کو لے آؤ۔ عرض کی حضور سخت بیمار ہے آنے کے قابل نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم خود چلتے ہیں۔ آپ ٹانگا پر تشریف لے گئے۔ مکان کی اوپر منزل پہ لڑکا تھا حضور نے وہاں جا کر دم فرمایا۔ واپسی کے وقت باباجی صاحب نے فرمایا۔ کہ اس شخص کو مرنے کا خیال نہیں ہے۔ اتنا اونچا مکان بنایا ہے۔ عرض کیا حضور یہ دنیا دار لوگ ہیں۔ مرنا تو اُن کے دل میں لبنا ہے۔ جو خاروخس میں بستے ہیں۔ حضور انور ایسے ہی مکان میں رہائش رکھتے تھے اور ارشاد ہوا کرتا تھا کہ دنیا ہمیشہ رہنے کا مکان نہیں ہے۔ لڑکا صحتیاب ہو گیا۔

کرامت نمبر ۳۲۔ حضور ایک دفعہ مرجال تشریف لے گئے۔ مسجد میں قیام تھا مسجد میں اس وقت مستری میاں محمد موجود تھا آپ نے اس سے خیریت پوچھی۔ عرض کیا کہ لڑکا لقوہ کر بیمار ہے۔ ارشاد ہوا جنگلی کبوتر کا شوربا پلاؤ۔ عرض کیا کہ ہمارے ہاں جنگلی کبوتر نہیں ہوتے جب

گھر گیا تو کبوتر خود بخود گھر آ گیا۔ اسے پکڑ کر ذبح کر لیا اور لڑکا تندرست ہو گیا

کرامت نمبر ۲۳ مستری میاں محمد سے حضور کی بڑی محبت تھی اور مستری نہایت مخلص غلام تھا۔ دربار شریف حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت ارشاد ہوا کہ پرسوں تک آئیں گے۔ عرض کی نہ حضور۔ آپ نے دریافت فرمایا کیوں۔ عرض کیا حضور کی غلامہ فوت ہو گئی ہے میں درویشوں کو کھانا کھلاؤں گا، یا زیارت کروں گا۔ ارشاد ہوا اگر پکانے والی آ جائے۔ مستری نے عرض کیا پھر بسم اللہ مبارک ہے حضور مقررہ دن پر تشریف لے گئے۔ مستری کا نکاح ایک دن پہلے ہو گیا تھا۔ آپ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے۔

کرامت نمبر ۲۴ مولانا مولوی محمد حسین صاحب قصوری بہت نیرنگ تھے انگریزی میں بی اے تھے۔ ایک دن میں نے کہا کہ بی اے اور فقیر دو متضاد باتوں کا اجتماع ہے فرمانے لگے فقیر تو کوئی نہیں۔ لوگوں کا حسن ظن ہے۔ مرشد کی دعا سے فقیر بنا ہوا ہوں بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ حافظ شاہ صاحب علی پوری کے غلاموں سے ہوں۔ ایک دفعہ آپ کے ہمراہ چورہ شریف بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ محمد حسین حاضر ہے آپ نے فرمایا اچھا ہو گا۔ پھر دوسری دفعہ قدم بوسی کی۔ شاہ صاحب نے پھر سفارش فرمائی۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی حسن اتفاق ہوا کہ شاہ صاحب کی معیت میں زیارت کی۔ آپ نے پھر سفارش فرمائی۔ ارشاد ہوا "شاہ صاحب فکر نہ کرو فقیر ہو گئی"۔ بس اسی ارشاد سے انگریزی کی بو جاتی رہی سادہ خاک کی آنے لگی۔ درویشوں کی صحبت میں لذت محسوس ہونے لگی مولانا فرمانے لگے کہ میرے ہم جماعت کہتے ہیں کہ تم نے بی اے کی قدر گنوا دی۔ فقیروں کی صورت بنا لی ہے۔ وہ ناواقف ہیں۔ درویشی نہایت اعلیٰ شے ہے سینکڑوں انگریزی خواں مولانا کی حلقہ غلامی میں داخل ہیں یہ اسی درویشانہ کلام کی تاثیر ہے۔

کرامت نمبر ۲۵ حضرت قبلہ امام سجادہ نشین نے مقرب خاں کو مصریال سے بابا جی صاحبؒ رحمتہ اللہ کی خدمت میں کچھ اشیاء دے کر روانہ کیا۔ پیش کرنے کے بعد رخصت ہی۔ ارشاد ہوا سیدھے گھر چلے جاؤ۔ مقرب خاں نے عرض کیا کہ حضرت استاد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مصریال جلدی واپس ہونا۔ ارشاد ہوا کہ گھر سے ہو کر مصریال جانا۔

مقرب خاں بھبھ پور ضلع جہلم کا باشندہ تھا۔ جب کچھ دن توقف کر کے مقرب خاں حضور
مرشدنا کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے وجہ دریافت فرمائی۔ عرض کیا۔ کہ حضور باباجی
صاحب نے گھر جانے کی تاکید فرمائی تھی۔ بہ تعمیل ارشاد گھر گیا تو جب گھر کے قریب پہنچا تو پانی بھرنے
کو ایک عورت چشمہ کے قریب آ رہی تھی۔ دریافت کرنے لگی کہ خیر ہو گئی آ رہے ہو اور مجھ
سے کہا کہ تیرا والد فوت ہو گیا تجہیز و تکفین کی تیاری ہو رہی ہے شامل جنازہ ہو گیا۔ خیال آیا
باباجی نے کیا صحیح بر موقعہ بھیجا۔

چوں گوئتی پیر من تسلیم شو ہم چوں موسیٰ زیر حکم خضر رو

اب فارغ ہو کر مصر بال قبلہ ام کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور رسول پاک صلعم کے غلاموں
کا یہ حال ہے۔ ستر اسی کوس کے حالات کشف سے معلوم کر لیتے تو پھر حضور علیہ السلام و الصلوٰۃ
کے علم کی کیا انتہا ہے۔

کرامت نمبر ۱۲۳ ۔ حضرت پھوپھی صاحبہ خرد نے بیان فرمایا کہ ایک روز حضور بابا
صاحب خواب میں گفتگو فرماتے رہے۔ دوران کلام ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ خرچ
کی تمہیں تکلیف ہے یہ لو روپیہ اسے خرچ نہ کرنا۔ جناب پھوپھی صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب
صبح اٹھی تو مٹھی میں روپیہ تھا۔ نہایت سفید۔ اس کے بعد مجھے خرچ کی تنگی نہ ہوئی۔ یہ ہے
تبرک کا اثر۔

کرامت نمبر ۱۲۷ ۔ انہی مولوی احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جناب حضرت قبلہ
صاحب کا میں قاصد تھا۔ جب کبھی جناب باباجی صاحب کی خدمت میں کوئی پیغام ارسال
کرنا ہوتا تو مجھے روانہ کر دیتے۔ عموماً یہ پیغام دعوت کے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ پیغام دعوت
لے کر حاضر ہوا تو باباجی صاحب لب نہر تلاوت فرما رہے تھے۔ بعد فراغت سلام کیا اور
عرض کی۔ کہ آج رات کا کھانا دربار کلاں میں تناول فرمائیں۔ فرمایا۔ کہ تم ہمیشہ پیغام لے کر آ
جاتے ہو۔ آج اس شرط پر جائیں گے۔ کہ تم گھوڑی بن جاؤ۔ ورنہ ہم ضعیف آدمی بہت مشکل
سے جاؤں گا۔ بوجہ کم فہمی عرض کیا کہ حضرت میں گھوڑا تو نہیں ہوں گا۔ حضور کچھ دل لگی فرماتے
رہے اور میرے ہمراہ دربار شریف چل پڑے۔ جب نصف راستہ طے ہوا تو سخت گھبرا گیا ہو گیا

حضور ضعیف العمر نازک وجود تھے۔ آندھی سے ادھر ادھر جھک جاتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ برادرم حاجی مولانا احمد شاہ نے عرض کیا کہ کب تک بیٹھے رہیں گے۔ تشریف لائیے آپ کو کندھے پر اٹھا لیتا ہوں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان تھے بابا جی صاحب کو آسانی سے اٹھا لیا۔ فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ غوث زمانہ کو اُٹھانے ہم اطبق نظر آئی کمال لطف آیا۔ جب چند قدم چلے تو آندھی بالکل بند ہو گئی۔ حضور اتر پڑے۔ جب دو بار شریف حضرت گولڑی صاحب سے ملے تو بابا جی صاحب نے فرمایا۔ خوب گھوڑا ہے۔ اور واقعہ بیان فرمایا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ کہ اسی لئے آندھی آئی تھی۔ فرمایا یہ تو قدرت خدا تھی۔ ؎ مگر قدرتِ خدا کو منظور تھا۔ گھوڑا بنا کر چھوڑا۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اسی کی برکت ہے کہ اتنے علم سے عبور ہوا۔ اور آج تک برکت کا اثر دیکھتا ہوں۔ مولوی احمد شاہ صاحب بلند پایہ بزرگ متقی

کرامت نمبر ۳۸۔ جہاں بابا جی صاحبؒ کا مکان ہے۔ وہاں اور مکان تعمیر ہونے لگا۔ تو آپ رقم زمین کی مالک زمین کو دینے لگے۔ مگر اُس نے زمین یونہی دیدی مگر اُس کی والدہ بدبخت نے حضور کی نسبت خلافِ ادب الفاظ استعمال کئے۔ حضور نے سن کر ارشاد فرمایا۔ شرمسار ہوگی۔ کچھ مدت کے بعد عام لوگوں میں بدفعلی میں پکڑی گئی۔ نہایت شرمندہ ہوئی۔ لوگوں نے کہا۔ حضور کا ارشاد۔ خالی نہ گیا۔ اُس زبان بریدہ نے پھر گستاخانہ کلام کہی۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کے مخالف کلام کی سزا ضرور دیتا ہے ؎

اُولیا اطفالِ حق اند اے پسر — غائبی و حاضری پس باخبر

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

اس بدکلامی کو سن کر ارشاد فرمایا بدتر موت سے مرے۔ پستان پر پھوڑا نکلا۔ ڈاکٹر نے اپریشن کیا۔ نیلای گھیپ میں نہایت خراب حالت میں مر گئی۔ اگر کوئی مثل ابوجہل ہے تو صدیق بھی موجود ہے۔

کرامت نمبر ۳۹۔ حضور بابا جی صاحب کے خاندان سے ایک شخص دل عداوت رکھتا تھا۔ حضور کی خدمت میں بارہا شکایت ہوئی۔ آخر فرمان ہوا۔ دنیا سے نامراد جائیگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا   یہ گفتہ او گفتۂ اللہ بود"

کرامت نمبر ۴۰ ایک دفعہ پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے رمضان شریف کھل علاقہ پنجاب میں گزارا

وہاں ہم بھی رمضان شریف گزارنے گئے ہوئے تھے غلام نقشبند و افتخار و خان و فقیر وغیرہ اکٹھے ہو کر

اک دن کو شاہ صاحب کے پاس چلے گئے۔ کہ غلام نقشبند حضرت باباجی صاحب فقیر محمد کی کرامات

سننے آیا ہے۔ فرمایا جس قدر چاہیے سنئے۔ چشم دید واقعات بیان کروں گا شاہ صاحب فرمانے والے تھے

اور ہم سننے والے   نعمہ پر لطف   تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا امرتسر میں ڈیرہ

تھا۔ فرمان ہوا کہ آج باباجی صاحب کا ختم ہے۔ تجویز کرو کھانا کا بندوبست ایک دیگ چاول

کر دیا۔ قرآن مجید تلاوت ختم وغیرہ شام تک ہو گیا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو سات سو آدمی جمع تھے حافظ

صاحب فرماتے ہیں میں حیران ہو گیا چونکہ بندوبست مرا تھا۔ آپ کی طرف سے کھلی اجازت

تھی مگر اس وقت آدمی زیادہ نہ تھے۔ آ کر خدمت میں عرض کیا کہ اب کیا کریں نہ اس وقت

بازار سے نہ خود انتظام ہو سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ چاول تھوڑے سے ختم والے لاؤ۔ حاضر کر دیئے

باباجی نے پھونک مار کر دیدی اور فرمایا کہ دیگ میں ڈال دو اوپر سے ڈھانک دو۔ اور باوضو

تقسیم کرو۔ موجب ارشاد کھلانے شروع کر دیئے جملہ لوگ کھا گئے بعد میں باباجی اور ہم نے کھائے

چاول باقی تھے۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ امرتسر سے سیر چاول علاوہ دیگر مصالحہ کے ڈالے جاتے تھے

ارشاد فرمایا۔ پیران نمے پرانند مریداں می پرانند۔ لاکن دیکھیں مریدا و رکھے کون۔ فرمایا

کہ یہ صرف چشم دید نہیں۔ میں نے خود اسے کیا۔

کرامت نمبر ۴۱ ۔ اسی وقت یہ کرامات بھی وہاں ہی فرمائی کہ راولپنڈی میں ہمیشہ

حبیب اللہ خادم مسجد بھی کے پاس ڈیرہ ہوتا تھا حالانکہ شہزادہ غلام موجود تھے لاکن حبیب اللہ

نہایت مخلص تھا۔

حضرت باباجی تشریف رکھتے تھے۔ حبیب اللہ آ کر رو دیا۔ کہ پانی دور ہے اب بوڑھا ہو گیا ہوں لایا

نہیں جاتا۔ آپ عرض سن کر اٹھے باہر نکل کر فرمایا کہ اگر یہاں پانی ہو جائے تو پھر حبیب اللہ نے

عرض کیا کہ پھر تکلیف ہی کیا ہے۔ جب واپس آئے تو وہاں   نلکے   لگے ہوئے تھے

فرمان بندگان خدا۔ فرمان حق، گفتہ او گفتہ برحق۔
شاہ صاحب نے راولپنڈی کے سرمہ فروش اور علی محمد بی اے کے تمام واقعات بیان کئے جو کہ تحریر ہو چکے ہیں
کرامت نمبر ۲۴ حضرت باباجی فقیر محمد صاحبؒ ڈھونڈہ متصل علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ گرمی کے دن تھے آپ کا باہر کو بیٹھک پر ڈیرہ ہوا۔ دن کو آرام فرما تھے آپ کا ایک سکھ مرید سلام کو آیا۔ چونکہ آرام فرما تھے۔ وہ بھی چادر بچھا کر لیٹ رہا جب آپ اٹھے دیکھا تو سکھ رو رہا ہے۔ بوجہ دانت پورے نہ ہونے کے آنسو منہ پر گر رہے ہیں اور بیتاب ہے۔
باباجی نے دریافت فرمایا۔ سرداجی کیا ہوا۔ سکھ نے سلام کیا اور عرض کی کہ رو اس واسطے رہا ہوں کہ اگر کوئی میرا ہوتا تو آپ کی گھوڑیوں کو پٹھے (چارہ) ڈالتا... فرمایا کہ فرزند نہیں۔ جی نہیں۔ ارشاد ہوا کہ اللہ بیٹا دیگا۔ اس کا نام فقیر سنگھ رکھنا۔ فقیر سنگھ کو فقیر نے نہیں تمام مخلوق نے دیکھا۔ علی پور سیداں علیہ حافظ جماعت علی صاحبؒ کا تب چورہ شریف حیدیل پڑھتا۔ پاکستان کے دوران میں چلا گیا۔ ان کی غلامی ہر صورت میں فائدہ مند ہے۔ بارش رحمت سے اپنی قسمت لے گیا

چورے شہ دربار دی میں خاک پاواں کس طرح
لبدیاں اکھیاں دا اہاہ سرمہ بناواں کس طرح

کرامت نمبر ۲۴ رسائی شہاب الدین میر پوری جو کہ قبلہ عالم کا مرید کوٹلی لوہاراں میں تھا۔ اور چورہ شریف قبلہ عالم کی عدم موجودگی میں آگیا۔ فقیر نے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ اب عذاب میں مبتلا ہے۔ فقیر نے دریافت کیا کہ کوئی بہن بھائی ہے۔ کہنے لگا اب میرا اس مصیبت میں کون ہے۔ فقیر نے اسے کہا کہ یہ اگر اس نامراد بیماری سے فارغ ہو جائے تو بقیہ زندگی صحت ان کی خدمتگذاری میں ہی گذاروں گا۔ باباجی کے روضہ پر لے گیا۔ عرض کیا کسی بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا۔ کس نے آئید۔ وزیر نے عرض کی۔ بے کساں بیس کساں آئید آپ کے دربار میں کوڑی فیض پا گئی۔ وہ یاد دلائی گئے شیرکا کہ دھہ

ما مستان قلندریم در ایں گوشہ دنیا ‌ ‌ ‌ ‌ خلق ما دشمن یار نہ داریم!

باہر اندر اس کا معہ برادر کے صحیح ہوگیا سِکھوں کے دربار کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ اگر یہ بھی اچھا ہو جائے تو ہمیشہ آپ کے روضہ کا خدمتگذار رہے۔ اس شہاب الدین سائیں کو تمام یارانِ طریقت نے دیکھا کہ اچھا بھلا پانی کے دو ڈین رسی سے اٹھا کر لاتا اور مسجد باباجی میں وضو کیواسطے ڈالتا اور روضہ کا مجاور اِن پاکبازوں کی ذات ہمیشہ کیواسطے زندہ ہے۔ تاکہ لوگ مستفید ہوتے رہیں۔

کرامت نمبر ۴ ۔ ہمارے گاؤں میں یٰسین نامی ایک زمیندار تھا۔ اس نے سنا کہ باباجی سفر پنجاب تشریف لیجا رہے تھے۔ مجھے معلوم ہوا۔ راستہ اسٹیشن لنگر پر جا ملتا ہے۔ عرض کیا کہ آپ تشریف لیجا رہے ہیں اور میرا آرادہ بن باندھنے کا ہے آگے بھی بند باندھا تھا ٹوٹ گیا۔ آپ نے چند روڑی ٹھیکر دم فرما دیئے کہ یہ بند میں رکھ دینا۔ موجب فرمان رکھدیئے تماشہ دیکھا کہ بارہا پانی بند کے اوپر گذرتا رہا۔ بند بالکل قائم رہا۔ یہ کبھی ہوا نہیں اور نہ ہوسکتا ہے کہ معمولی مٹی کا بند اس طغیانی میں قائم رہ سکے۔ اب وہ بند موجود ہے۔ پانی نے کبھی اس کا نقصان نہیں کیا۔ یہ ہیں ان کے دم کے تاثرات جو ہر صورت پختہ ہیں۔

کرامت نمبر ۵ ۔ ایک دفعہ جلسہ علی پور سیداں ۲۹ بساکھ موجودگی حضرت صاحب فقیر کا واعظ "مرشد" پر وگرام میں آیا۔ چونکہ دعا تھی۔ واعظ کا لب لباب یہ رہا کہ ضرورت مرشد کی کیا ہے دقت امداد نجم الدین کبریٰ۔ علامہ فخر الدین رازی واقعہ فیصلہ میں آیا۔ گو معقول اور نتیجہ خیز واعظ رہا۔

جب فارغ ہو کر دوپہر کا کھانا کھانے لگے۔ شاہ صاحب نے فرمایا واعظ نہایت عمدہ اور کارآمد ہے۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ضرورت مرشد کا فرمان سنا دیا ہوتا۔ عرض کیا قبلہ وہ کیا تھا۔ حافظ صاحب علی پوری کی موجودگی میں۔

ارشاد قبلہ ام۔ وزیر آباد باباجی کے ہمراہ یہ شاہ صاحب بھی تھے۔ ایک درویش شاہ صاحب علیپوری سے لڑ پڑا۔ بعد حافظ مہر الدین صاحب نے اس درویش کو ملامت کی۔ وہ درویش حافظ مہر الدین مع یارانِ طریقت کے شاہ صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ یہ درویش معافی کی صورت میں آیا ہے اپنی غلطی پر نادم ہے۔ کہ باباجی نے

اتنی عزت فرما دیں۔ کہ نام نہ بتلاویں رحافظ صاحب، سے یاد فرماویں اور یہ گستاخ ہو۔ زریں مرید صدیق کا۔ صدیق مال و جان ایمان مرشد سمجھتا ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو باباجی کا درویش ہے۔ میں تو باباجی کے کتوں کا بھی غلام ہوں۔ اب فیصلہ بحق بلال حبشی۔ باباجی چادر اوڑھے ہوئے سنا رجوش محبت مرید صادق کے ایمان کا فیصلہ فرمانے لگے۔ دیکھ سیاں تیری شان وا ثانی کوئی نہ دیکھاں۔ نا کوئی ہوئی نہ کوئی ہوسی

شاہ صاحب نے فرمایا۔ اس کرم نوازی کا شکریہ ہیچ قدم چومنے کہ میرے حق ازلی فیصلہ ازراہ کرم پوری ہو گیا۔

ایں دعا از شیخ نہ چوں ہر دعا ایں گفتہ در حق تو گفتہ خدا

شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں کہتا کیا ہوں وہ زہد اتقیٰ یا دید کیا۔ نماز کی فرصت مشکل ملتی لیتا ہوں۔ مگر فرمان ہیچ کہاں۔ فرمایا سب کچھ ملا جو ملے اس در کی حاضری۔ یہ سب نور ظہور مرے باباجی کا صدقہ ہے۔ ان کا غلام غلامان بلکہ غلام سگ دربار کا۔ مجھے شرف بخشا پیر امرملت محدث سب کچھ کر دیا۔ قیامت کو بھی ان کا پلہ پکڑوں گا کہ یوں ہی سابقہ کرم سے نواز دے۔ اور باباجی کا شکریہ ادا کروں گا.... فقیر نے دیکھا کہ بھری مجلس میں اس کا بیان سنانے میں عجیب رنگت تھی۔ ایک خاص کیفیت۔ معلوم ہوتی تھی کہ مرید صادق دنیا میں ابھی صدق صدیق لئے بیٹھے ہیں۔ شاہی تو حضرت باباجی نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کو بخشی مگر ایمان تازہ ہو گیا فقیر کا تو خاص سبق ہوا کہ ان کے کرم پر مرید کا دارومدار ہے۔ رلبس آخری فیصلہ نتیجہ تک پہنچا؟ کہ پیر ہو۔ مرید مرید ہو۔ پھر مدعا تک کیوں نہ پہنچے۔

باباجی فقیر محمد صاحب۔ اور شاہ صاحب کو دیکھو۔ اللہ کرے سب مریدوں کو سعادت نصیب ہو امین ثم آمین۔ فقیر کو بھی اولاد کو بھی۔

---

۳۶ حالات حضرت خواجہ دین محمد فرزند سوم حضرت خواجہ نور محمد المشہور بہ باباجیو صاحبؒ والد بزرگوار مؤلف کتاب محمد عادل شاہ

حضرت خواجہ دین محمد صاحبؒ جس وقت کتم عدم سے وجود ہستی میں آئے تو آپ کے چہرہ مبارک پر آثار فضائل پہلے روز سے نمودار تھے۔ جب حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ گل محمد صاحب نے حضرت خواجہ دین محمد صاحب کے تولد ہونے کی خبر دی اور مژدہ مبارک بادی پہنچا۔ تو حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ فقیر کو تین روز سے اس سعید لڑکے کی خبر مل چکی ہے۔ آپ کو آوائل عمر میں تعلیم علم کی طرف مطلق توجہ نہ تھی۔ حضرت مخدومی خواجہ محمد امین صاحب جو کہ اُستاد کلاں کے نام سے نامزد تھے۔ اُن کو حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجبور کر کے فرمایا کہ میرے فرزند دین محمد کو رغبت علم پڑھنے کی نہیں ہے اگر آپ تہ دل سے اُس کو پڑھانے کی طرف توجہ کریں تو ممکن ہے کہ وہ کچھ قدر سے علم سے واقف ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا میرے مکتب میں اس کو بھیج دو۔ دوسرے روز جناب باباجیو صاحب نے پہلا سیپارہ خواجہ دین محمد صاحب کے ہاتھ میں دیکر مخدومی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہاں رہ کر بہزار مشکل سات سیپارے قرآن شریف کے پڑھے اور پھر واپس گھر چلے گئے۔ گھر جا کر اور کاموں سے دل لگا بیٹھے ایک مرتبہ کسی یار نے حضرت خواجہ نور محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! دین محمد علم سے محروم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کی وصیت یاد ہے انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ جو شخص حضرت محمد امین صاحب سے ایک سبق پڑھ لے گا وہ ہرگز علم سے بے بہرہ نہیں رہیگا۔ مجھ کو اسی روز سے قوی امید ہے کہ فرزند دین محمد صاحب عالم ہوگا۔ جب آپ کی عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو اس کے بعد دوبارہ جا کر حضرت مخدومی میر صاحب اُستاد صاحب کلاں کی خدمت میں سبق پڑھنا شروع کیا۔ آپ نے ۲۴ سال کی عمر میں کتب ضروری ودرسیہ سے فراغت حاصل کر لی۔ خصوصاً کنز الدقائق کے

کے متن آپ نے حفظ کر لئے اور تئیس سال کی عمر تک کیوقت منزل کی طرح پڑھا کرتے تھے۔
اور آپ کو تفسیر قرآن شریف میں اس قدر ملکہ تھا کہ آپ کو کسی تفسیر کے دیکھنے کی ضرورت نہ
پڑتی تھی۔ اور آپ کے روزانہ منزل قرآن شریف دس پارہ کی ہوتی تھی۔ اور آپ کی قوت
حافظہ اس قدر وسیع تھی۔ کہ جو کتاب ایک مرتبہ آپ کے مطالعہ سے گزر جاوے وہ آپ
کو یاد ہو جاتی تھی۔ اور ہمیشہ اُس کا مطلب آپکو یاد رہتا تھا۔ بلکہ صفحہ اور نام راوی بھی یاد ہوتا تھا
اور اخیر عمر تک درس تدریس جاری رکھا اور علم تصوف کی بہت سی کتابیں آپ کے ہاتھ سے ترتیب
دی ہوئی ہیں۔ جو مؤلف رسالہ کے پاس اب تک موجود ہیں اور قرآن شریف آپکے دست مبارک
سے لکھا ہوا موجود ہے اور آپ علم عقائد اور فقہ میں ابنائے عصر پر فوق رکھتے تھے اور آپ
نے علم تصوف کی کتابیں حضرت گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں رجو کہ باباجیو صاحب
کے چھوٹے بھائی تھے اور تمام عمر آپ سفر و حضر میں حضرت باباجیو صاحب کے ساتھ رہے جب
حضرت باباجیو صاحب ۱۲۸۴ھ میں چورہ شریف تشریف لائے اور ایک سال بحیات ظاہری و عافیت
زندہ رہے اور ۱۲۸۶ھ ۲۰ ماہ شعبان بروز جمعرات آپ کا وصال ہوا۔ خواجہ دین محمد صاحب مسند
نشین حضرت باباجیو صاحب کے ہو کر تواضع فقرا میں مصروف ہوئے اور لنگر کی خدمت آپ
کے سپرد ہوئی اور حضرت باباجیو صاحب اپنے حین حیات میں حضرت خواجہ دین محمد صاحب
کو مسند نشین فرمایا تھا۔ اور سب بھائی آپکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت جناب
باباجیو صاحب کا سلیج خانہ حضرت کی شمولیت سے تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کے آخیر وقت
میں حضرت والدم بزرگوار نے مؤلف رسالہ کو اور بھائی صاحب محمد دیدار شاہ کو حضرت کی خدمت
عالیہ میں پیش کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کرایا اور اجازت عنایت فرمائی۔ جبکہ حضرت
والدم بزرگوار ۱۲۹۰ ہجری میں عازم حج بیت اللہ شریف ہوئے تو روانگی کے وقت سے تین
روز پہلے مؤلف کو اور اخوان صاحب معظم و مکرم محمد دیدار شاہ کو اور سید احمد ولد منشیا ساکنہ بھوال
کو بیعت طریقہ نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ میں فرما کر اجازت بیعت کرنے کی دی اور
اپنی زندگی میں حضرت باباجیو صاحب کے قدم بقدم تواضع و خدمتگذاری فقرا کرتے رہے اور مختلف
اضلاع میں آپ کے فیض یافتہ خلفا ہیں اور زہد و ورع میں آپکا وجود مبارک نظیر تھا۔ آپ کے

کشف و کرامت وغیرہ خارق عادت جو کچھ ہے جلد ثانی میں انشاء اللہ تعالیٰ درج ہو کر ہدیہ ناظرین ہوگا

اسماء مبارک خلفاء مفتی غلام رسول صاحب امرتسری۔ سید حسین شاہ زنجرہ ریاست کپورتھلہ
مولوی احمد دین خونی چک۔ سید گلاب شاہ شیخو پوری۔ مفتی مولوی غلام مصطفٰے امرتسری۔ مولوی عبدالسلام
امرتسری۔ مولوی محمد احسن صاحب سہالوی۔ مولوی کرم داد صاحب ضلع گجرات۔ سید حسین شاہ
بلبیری۔ جمیل شاہ حاجی شاہ۔ خلیفہ نظام الدین جاتریکی۔ مولوی محمد یوسف مدو کالس ثانی مولوی
احسن اللہ امرتسری۔ احمد شاہ کشمیر والا۔ موضع شراق واڑہ۔ خلیفہ نظام الدین باراں مولہ۔ خلیفہ
عبدالوہاب۔ شراق واڑہ۔ مولوی نور حسین بھاگ والہ۔ منشی غلام علی پشاوری

نقل ہے کہ ایک مرتبہ موضع چورہ شریف میں آپ تشریف رکھتے تھے امساک بارش
کی سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ اور موسم گرما اس شدت پر تھا کہ ایک دوسرے سے بیزار ہو
کر نفسی و انفسی خیال ہو گیا۔ یاران طریقت نے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ سے
طلب دعا نزول بارش رحمت الٰہی کی آپ نے فرمایا کہ آج ظہر کی نماز میں سب یار جمع ہو کر دعا
کریں گے۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بارش نازل کریگا۔ نماز ظہر کے بعد سب یاروں کے
سامنے آپ نے دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر گذری ہو گی کہ اللہ تعالٰے نے بارش رحمت نازل فرمائی۔
سب لوگ آرام اور جمعیت خاطر کے وقت گذارنے لگے اور شکر الٰہی بجا لائے اور حضرت کے شکریہ
میں یہ مضمون وردِ زبان تھا ؎

۱) آنہ آمدنت اگرچہ داشتمے — دررہ گذرت گل و سمن کاشتمے
نگہداشتمے کہ پائے بر خاک نہی — خاک قدمت ز دیدہ برداشتمے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کے گھر میں ایک کنیز گھر کا کام کیا کرتی تھی۔ حضرت کے گھر میں
کسی غلام کی امانت زیور کی قسم سے رکھی ہوئی معلوم کر کے چوری لے گئی معلوم ہوا کہ زیور کوئی اٹھا
کر لے گیا ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ یہ دعا پڑھی خدا کی مہربانی سے کنیز چوری کرنے والی نے
زیور حضرت کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ دعا مجرب یہ ہے۔ اللھم یا ھادی الضال و
الضلالات ارددہ ضالتہ بعزتک وسلطانک فانہا من فضلک و احسانک برحمتک
یا ارحم الراحمین۔

نقل ہے۔ ایک روز اُسی کنیز کا نکاح اخوان صاحب احمد نبی صاحب نے ہمراہ ایک جولاہہ کے کر دیا۔ کنیز مذکورہ کا باپ سنکر نہایت ناراض ہوا۔ اور حضرت والدم بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت سخت رنج ظاہر کیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مسئلہ لکھ دو کہ میری لڑکی مسمات لہریری کا نکاح شرعًا نہیں ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی جوان بیوہ ہے۔ میں کس طرح سے لکھ سکتا ہوں کہ اُس کا نکاح صحیح نہیں۔ کہنے لگا کہ آپ اپنے برادر زادہ کی رعایت کرتے ہیں حضرت کو نہایت جوش آیا اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تم پر آسمان سے ژالہ نازل کرے دو گھنٹہ تک آسمان میں جو ابر کا نشان نہیں تھا ایسا ژالہ برسا کہ آبادی موضع مجھورا میں فصل گندم کو خاک سیاہ بنا دیا اور کسی گاؤں میں ایک حبہ نقصان نہیں ہوا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ چراگاہ میں ہمارے کل خاندان کی گھوڑیاں آوارہ چھوڑی ہوئی تھیں خلیفہ ملاں بہادر کی گھوڑی بھی گھوڑیوں کے ساتھ تھی۔ برادر عزیزم سید ن شاہ و سید شاہ داماد شاہ نے ایک چھوٹے قد کا گھوڑا ملا بہادر کی گھوڑی کو ملا دیا۔ ملا بہادر سن کر ایسا ناراض ہوا کہ جس کی حد نہ رہی بحالت ناراضگی اسی وقت روانہ اپنے گھر کی طرف ہونے لگے۔ تمام یار ملا بہادر کی خدمت میں دست بستہ ہو کے منت کرنے لگے کہ خفگی معاف کرو۔ اور آج گھر نہ جاؤ۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ شاہ محمد صاحب آپ تشریف لے گئے اور بہت کچھ کہا سنا۔ لیکن فائدہ ثابت نہ ہوا۔ آخر میں خواجہ والدم بزرگوار خواجہ دین محمد صاحب تشریف لائے اور ملا بہادر کو بہت منع فرمایا۔ لیکن حضرت صاحب کی ایک نہ سنی آخریں حضرت صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ ملاں بہادر ہرگز خفا نہ ہونا۔ خدا کے فضل سے تمہاری گھوڑی قیامت تک بچہ کشی نہ کرے گی۔ چنانچہ وہ گھوڑی ۲۲ سال ملاں بہادر کے پاس رہی اور بہت کوشش کی مگر کبھی بچہ اس نے نہیں دیا۔

نقل ہے کہ خلیفہ حسن علی صاحب کے مریدوں میں سے ایک مخلص مسمی بہ نور عید اللہ سکنائے موضع مرزا حضرت سے اس قدر روکش ہوا کہ آپ سے ترک ملاقات کے علاوہ اگر کسی راہ میں باہم اتفاق ہوتا تھا تو راہ چھوڑ کر دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ حضرت والدم بزرگوار نے ایک روز فرمایا کہ یہ ایک روز ہمارے پاس آئیگا۔ زمانہ کی گردش نے ایسا منہ

دیکھا کہ افلاس کے سبب سے تن برہنہ ہوکر آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچا حضرت مؤلف رسالہ ہذا کو اور بھائی صاحب محمد دیدار شاہ کو کہا کہ ایک کپڑا اس کو پہنا دو۔ چنانچہ آخر میں حضرت نے اپنی چادر مبارک اس کو عنایت کی اور اجازت بیعت عنایت فرما دی اور فرمایا کہ موضع لسبال میں جاکر خلق خدا کو راہ ہدایت دکھلاؤ۔ ایک دو ماہ تک ایسی رجوعات ہوئی کہ ہزاروں آدمی ان کیساتھ پھرتے تھے اور صدہا لوگ روز مرہ بیعت ہوتے تھے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ سید جمیل شاہ صاحب زمانہ کی گروش میں آکر ضلع پشاور کی مانکی ملاں کے پاس چلا گیا اور یاران طریقت میں حضرت باباجو صاحب کے طریقہ کے بارہ میں زیر وزبر کہنا شروع کیا۔ حضرت صاحب نے جس وقت جمیل شاہ کی حالت سنی تو فرمایا کہ خداوند تعالیٰ خود جمیل شاہ کو پشیمان کریگا۔ خدا کی قدرت سے تھوڑی مدت میں ایسی گروش اور پیچ وتاب زمانہ میں آیا کہ ایک وقت کا کھانا گھر سے ملنا محال ہوگیا۔ سخت لاچار ہوکر توبہ کر کے اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع کر لیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں بڑے عجز ونیاز سے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو معافی دی اور فرمایا کہ فقیر نے ابتک تمہاری طرف سے مایوسی نہیں کی۔ سید جمیل شاہ رو کر کہنے لگا بیت

بلبل نیم کہ پرسر ہر گل نوا کنم مجنوں نیم کہ صورت خود را گدا کنم
پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم شمع چو پاک سوزم وجاں را فدا کنم

نقل ہے کہ جناب حضرت صاحب نے ایک روز صبح کی نماز میں مجھ کو امام حسب دستور قدیمی بنایا۔ مؤلف رسالہ ہذا نے حسب العادت قرآت طویل نماز میں پڑھی بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت صاحب نے نہایت افسوس کیساتھ فرمایا کہ آج مفتی صاحب غلام رسول کا وصال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قریب زوال کا وقت تھا کہ مفتی صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی آپ نے فرمایا کہ آج ستارہ پنجاب نے اپنے منہ مبارک پر نقاب لے لیا۔

نقل ہے کہ حافظ محمد لانی والہ ایک ہندو کے سود وقرضہ سے تنگ آکر حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے دعاء خیر طلب کی اور مطلب اس شعر کا پڑھا بیت

ہوا مخالف وشب تار وبحر طوفان خیز گسستہ لنگر کشتی وناخدا خفت است

حضرت والدم بزرگوار نے فرمایا کہ حافظ ذرہ غم نہ کرنا خداوند تعالے کے فضل و کرم سے تمہارے پر اس ہندو کا کوئی زور نہ چلیگا۔ چند ماہ بعد ہندو نے عدالت انگریزی میں نالش دائر کی جس وقت ہندو سے عدالت نے دریافت کیا کہ اصل کا دعویٰ ہے یا سود کا تھم منصف نے تامل کر کے حکم دیا کہ مقدمہ ڈسمس۔ حافظ صاحب کو سود نہ دینا پڑا۔ اور حافظ صاحب حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے ؎

ہر کہ شد مقبول مقبولاں حق	گرد داو لطف خدا را مستحق
خاص خدمتگاری مرد خدا	زین سبب فرمود احمد مصطفےٰ

لا تصاحب الا مؤمنا

نقل ہے ۔ حضرت والدم بزرگوار ایک مرتبہ موضع پنڈ شیری خاں ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے۔ سردار عباس خاں نے عرض کی کہ حضرت ایک ہندو نے میرے نام پر عرضی دی ہے اور دعویٰ تین ہزار روپے کا معہ سود کے دائر کیا ہے اور اس کے ہی کھاتہ پر میرے دستخط اور مہر لگی ہوئی ہے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی۔ اگر خداوند تعالے مجھ کو اس مصیبت سے چھوڑا دے تو مبلغ ایک سو روپیہ جناب کی نذر ہے آپ نے فرمایا کہ جمعرات کی رات سے اس دعا کو اکتالیس مرتبہ ہر روز بعد نماز عشا پڑھا کریں اکتالیس روز تک دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ الْقَدِيْمُ الَّذِىْ لَمْ يَزَلْ سُبْحَانَ الْعَلِيْمُ الَّذِىْ لَا يَجْهَلُ سُبْحَانَ الْحَلِيْمُ الَّذِىْ لَا يَعْجَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادُ الَّذِىْ لَا يَبْخَلُ ۔

خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے عدالت سے اس کا دعویٰ خارج ہو کر ۳۰۰ روپیہ حرجانہ عباس خاں کو دلایا گیا۔ اور جب کبھی حضرت کے سامنے حاضر ہوا کرتا تھا تو اس بیت کا مضمون اس کا ورد زبان تھا ؎

نہ تنہا ہے ہم احوال ولم میداند	چشم بد دور ز چشم کہ زیاں میدارد

نقل ہے ۔ کہ سردار صاحب الہی بخش خاں خلف خاں صاحب محمد بخش صاحب سرائے صالح ضلع ایبٹ آباد مقدمہ وراثت اپنی برادری سے مغلوب ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت آپ نے مجھ کو جوتے مار کر اپنے پاس بلالیا ہے

اب میں دربار شریف کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ جبتک اپنی زبان مبارک سے مجھ کو حکم نہ فرماوینگے۔ اسی جگہ رہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم باباجیو صاحب کی قبر مبارک پر جاؤ رات کے وقت ارشاد حکم ہو جاویگا۔ سردار صاحب کو خواب میں باباجیو صاحب نے دستار بندی کرائی صبح نماز کے بعد حضرت صاحب کے سر پر دستار باندھ کر مبارک دی سردار صاحب نے تھوڑے روز کے بعد فتح حاصل کر لی۔ مگر وعدہ وفائی میں خدا کا فضل۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ۱۳۲۲ھ میں نہایت سخت امساک باراں کی تکلیف محسوس ہوئی۔ اکثر لوگ مال مویشی موضع چورہ میں سے اور جگہ لیجانے لگے موضع بھورے مار کے سب آدمی حضرت کیخدمت میں آئے اور طلب بارش کے بارہ میں عرض کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ اگر ہماری مسجد کو لپائی کر دیں۔ بارش خدا تعالیٰ کر دے گا۔ انہوں نے غنیمت جان کر سب آدمی جمع ہو کر مسجد مبارک کی لپائی کر دی ظہر کیوقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی بارش ہوئی کہ سب جگہ پانی نظر آتا تھا۔

نقل ہے۔ کہ چند اشخاص نے دو بارہ شجرہ نسب اور مؤلف رسالہ اور برادرم عزیز سید شاہ وغیرہ کے نام پر عدالت انگریزی میں دعوے دائر کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ ان کو ذلیل کرے گا اور تمہاری بہتری کی صورت ہو گی۔ اور آپ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تم کو فتح یاب کریگا اور میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر دم کیا عدالت میں جب حاضر ہوا تو حاکم نے میری طرف دیکھ کر حکم دیا کہ جب تمہارے پاس سارٹیفکیٹ سردار احمد علی خاں نبیرہ امیر شیر علی خاں والئے کابل موجود ہے تو ہم اس میں ترمیم نہیں کر سکتے۔ مدعیان کا دعویٰ خارج ہوا اور ایک مدعی لاولد مر گیا باقی عنقریب آں۔

نقل ہے۔ کہ بتاریخ ۱۳ ماہ شعبان ۱۳۲۰ھ بروز عرس جناب باباجیو صاحب مولوی غلام محمد خلیفہ حضرت صاحب کا جو کہ امام مسجد چھاؤنی کابل پور تھا۔ امامت سے اہل محلہ نے اس کو معزول کر دیا تھا۔ آپ سے درخواست دعا کی آپ نے فرمایا کہ یہ مسجد تمہاری ہے جب تک تمہاری زندگی ہو کوئی دوسرا امام نہیں ہو سکتا جس وقت مولوی غلام محمد وہاں پہنچا سب اہل محلہ نے مل کر آپ کو امام مسجد بنایا اور رضامند ہو گئے۔ اب تک امامت اسی کی

موجود ہے۔

نقل ہے ۔ کہ حضرت کے مخلص خادموں میں سے ایک عورت شہر جموں کی جو کہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہو کر آئی تھی ۔ اُس کا زیور ایک اور عورت چالاکی سے چوری کر کے لے گئی دریافت سے معلوم ہوا کہ تخمیناً تین ہزار سے زیادہ کا زیور تھا ۔ حضرت کی خدمت میں رو کر کہنے لگی کہ یہ عاجزہ ہمیشہ اپنے زیور سے زکوٰۃ نکالتی رہی اور آپ کی خادمہ ہوں دعا فرماویں کہ میرا زیور مل جائے آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا زیور مل جائیگا ایک سال کے بعد چوری کرنیوالی عورت کے شوہر نے مولف رسالہ کو نصف شب کے قریب ساتھ لے کر تمام زیور سپرد کر دیا اور وہ زیور اسی وقت مالکہ زیور کو دیا گیا رحق بحق دار رسید

نقل ہے ۔ کہ مولوی محمد شریف امام مسجد سروالہ سکہ درہ متصل چھاؤنی کامل پور ضلع اٹک امامت مسجد سے معزول کیا گیا رجناب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ حضرت مجھ کو مخالفوں نے بہت تنگ کیا ہے اور امامت مسجد سے مجھ کو علیحدہ کر دیا ہے آپ نے بڑی التجا سے دعا فرمائی اور کہا کہ محمد شریف سے کوئی امامت مسجد نہیں لے سکتا رسب اہل محلہ دوسرے روز محمد شریف کو راضی کر کے لے گئے اور امام مسجد بنایا جو کہ بظاہر نا ممکن امر تھا۔

نقل ہے ۔ کہ ایک مرتبہ حضرت نے عام مجلس میں فرمایا کہ مجھ کو آج رات خواب میں جناب باباجیو صاحب نے ارشاد کیا کہ دو آدمی جو کہ ان کے نام میں حرف نون آتا ہے دنیا سے بے اولاد ہو کر مریں گے نور گل نور حسن چنانچہ دونوں لاولد فوت ہو گئے ۔ حضرت کی سچائی ظاہر ہوتی ہے ۔

نقل ہے ۔ کہ ایک مرتبہ حضرت جموں تشریف لے گئے ، میاں لعل دین صاحب جو کہ وزیر اعظم دالئے جموں سے کسی مقدمہ کے چکر میں آئے کہ جس کی نجات کی صورت نظر نہیں آتی تھی ، حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا ۔ کہ میرے ساتھ وقت کے حاکم مخالف ہیں آپ دعا فرماویں ۔ حضرت نے صبح کے وقت فرمایا کہ آج رات کے وقت مجھ کو تمام مشائخ

نقشبندیہ اور بہت سے بزرگ خواب میں ملے اور کہتے تھے کہ حضرت باباجیو صاحب نے واسطے امداد میاں لال دین صاحب کے بلایا ہے اور سب مبارک دیتے ہوئے چلے گئے اور مجھ کو مبارک بادی دے گئے چنانچہ اسی روز تاریخ تھی اللہ تعالیٰ نے فتح یاب کر دیا اور آپ کی مبارک بادی صحیح ہوئی۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ بہت سا کھانا تیار کر کے مہمانوں کو کھانے کے لئے بلایا مولف رسالہ ہذا کو حضرت نے بلا کر آہستہ سے فرمایا کہ اول گھر میں جا کر کچھ مہمانوں کے اندازہ کھانا علیحدہ کر کے بچا رکھیں آج رات کے وقت میاں احمد علی ٹھیکیدار ملٹنی ہاشم علی مع امیر علی موضع حاجی شاہ سے آویں گے۔ رات کے وقت کھانا تیار نہیں ہو سکیگا۔ حسب الحکم تعمیل کیا گیا۔ رات کو سب صاحب تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ فقیر کو تمہاری خبر ہو گئی تھی اسی واسطے تمہارے لئے کھانا تیار کر کے رکھا ہوا ہے۔ سب حیران ہو گئے فرمایا کہ فقیر نے اپنے فرزند مولف رسالہ کو نام لے کر بتلا دیا تھا ایک مرتبہ صبح کا کھانا حضرت کا جب تیار ہوا تو ایک لڑکا مسجد میں حضرت کو واسطے کھانے کے گھر میں بلانے گیا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو انتظار ہے۔ حضرت شاہ جیو صاحب سے آج ضرور اس ریل گاڑی میں اسٹیشن آویں گے۔ چنانچہ دو گھنٹہ بعد حضرت شاہ محمد یوسف چورہ شریف حضور کے قدموں میں آپہنچے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے پہنچنے سے پہلے خبر ہو گئی تھی فقیر نے گھر میں کہدیا تھا کہ میں آج حضرت شاہ کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔

ہر کہ باخلاص قدم میزند
عیلے وقت است کہ دم میزند

نقل ہے۔ ایک مرتبہ حافظ مولوی فضل الدین صاحب سکنہ نیوڑہ متصل شہر راولپنڈی خلف الرشید خلیفہ مولوی محمود صاحب مرحوم جو کہ بحالت طفولیت حضرت باباجیو صاحب سے بیعت ہو کر شہر کابل چند سال رہ کر بعد ازاں ہندوستان میں تحصیل علوم درسیہ حاصل کرنے کو تشریف لے گئے تھے۔ قریب بیس سال بعد واپس تشریف لائے ان دنوں میں حضرت صاحب کی بینائی بند ہو گئی تھی حافظ صاحب رات کے وقت بخدمت حضرت باباجیو صاحب ارادہ کر کے صبح مسجد میں تشریف لائے حضرت نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ نہیں کیا

اور پھر جب نام دریافت کیا مگر انہوں نے پتہ نہیں بتایا۔ حافظ صاحب اٹھ کر مسجد سے زیارت بابا جیو صاحب تو چلے گئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری نظر نہیں مجھ کو بھی زیارت کو لے جاؤ۔ آپ جس وقت روضہ مبارک جناب باباجیو صاحب پر پہنچے۔ بہت سے آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں پہچانتے۔ یہ حافظ فضل احمد خلیفہ محمود کا بیٹا ہے۔ حافظ فضل احمد رو کر آپ کے قدموں میں آیا اور حضرت سے بیان کیا کہ بیشک میں فضل احمد ہوں۔ سب آدمی حیران ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو بتلا دیا تھا۔

نقل ہے ۔ کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب حافظ عبد اللطیف خلیفہ شہر پشاور نے عام مجلس میں دریافت فرمایا کہ آپ کا قلب ذکر الٰہی سے کتنی مدت سے جاری ہے آپ نے فرمایا کہ میری عمر پچیس سال کی تھی کہ مجھ کو حضرت باباجیو صاحب نے ارشاد دیکر روانہ پنجاب کیا تھا جب فقیر موضع ودیلی جو کہ قلعہ روتاس ضلع جہلم میں واقع ہے پہنچا رات کے وقت نصف سے اول مجھ کو بیداری ہوئی تہجد پڑھ کر سر بمراقبہ ہوا کہ میری آنکھوں میں نیند طاری ہوئی اسی حالت میں ایک آدمی آیا اور بائیں طرف بیٹھ کر میرے دل کو بزور پنجہ پکڑ کر ہلایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل کا اوپر کا پوست ساتھ لے گیا نہایت سخت درد ہوا۔ اور اس کا ہاتھ میں نے پکڑ لیا۔ جب اس کا ہاتھ میرے ہاتھ آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں ہے۔ مجھ کو کہنے لگا کہ میں شیخ عبد القادر جیلانی ہوں۔ تمہارے قلب جاری کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بس اتنے میں غائب ہو گیا کئی روز مجھ کو درد ہوتا رہا۔ لیکن اسی وقت سے میرا دل ذکر الٰہی سے جاری ہو گیا۔

نقل ہے ۔ کہ جب حضرت والد بزرگوار ۱۲۹۰ھ میں حج کو تشریف لے جانے لگے تو گھر میں میاں احمد سکنہ چوہ شریف واسطے نگہبانی مقرر کر گئے اور میاں کریم بخش کو مسجد میں مہمانوں کی خبر گیری کے واسطے ارشاد فرما گئے۔ چونکہ رمضان شریف کا مہینہ ہو گیا تو رات کے وقت خلیفہ میاں احمد طعام سحری کے واسطے اپنے گھر جانے لگے حضرت صاحب اس کو نصف راہ موضع چوہ شریف ہی ملے اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ حضرت صاحب مکہ شریف چلے گئے ہیں۔ اب مجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا فوراً واپس ہو۔ ورنہ تکلیف اٹھاؤ گے صبح کے

وقت میاں احمد نے مولف رسالہ اور بھائی صاحب محمد شاہ سے معذرت طلب کی رجب حضرت صاحب حج حرمین الشریفین سے واپس بخیر تشریف لائے تو میاں احمد کو بلاکر کہنے لگے کہ رمضان مبارک میں تم کو فلاں جگہ ہم نے واپس کیا تھا تمہیں شرم نہیں آتی۔ میاں احمد فقیر نے توبہ کر کے آپ سے معافی لی

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب علاقہ سیالکوٹ موضع پھاٹنگ میں تشریف لے گئے۔ اُس جگہ مسجد میں ایک درخت بوڑھ نین شاخ کا کھڑا ہے اور اس کی ایک شاخ مسجد میں جھکی ہوئی ہے۔ مدت سے وہ شاخ شام کے بعد ایسے سخت زور سے ہلتی تھی کہ بلندی سے لے کر دہلیز مسجد تک اس کا سر پہنچتا تھا اور اہل محلہ ڈر کے مارے مسجد کے آنے سے رک گئے تھے حضرت کو دیکھ کر طالب دعا ہوئے۔ حضرت صاحب نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ آج سے بعد یہ درخت نہیں ہلے گا۔ چنانچہ اس کو حرکت نہیں ہوئی اور اہل دہ کو آجتک یہ کرامت معلوم ہے۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت لدہانہ سے واپس ہوکر موضع ویرووال ضلع امرتسر میں مؤلف کے ساتھ تشریف لیگئے اور میاں خیرالدین و سربلند خاں اور مولوی غلام محمد مدرس سکنہ زندہ وغیرہ آپ کے ہمرکاب تھے مسجد بیوی صاحب خان بی بی ادام اللہ عصمتہا میں آپ قیام فرما ہوئے اشراق کے وقت مسماۃ امام بی بی و مسماۃ سبو جو کہ حضور کی خادمہ قدیمی تھیں ہر دو نے ایک ایک روپیہ نذر کیا مسمات امام بی بی نے عرض کیا کہ حضرت خداگواہ ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ بہت سا مال ہو تو آپ کے نذر کیا جاوے حضرت نے فرمایا کہ فقیر کو مال کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ تم سے مانگتا ہے۔ جھوٹ بولنا بہت برا ہے۔ میرے سامنے کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ جیب میں نانک شاہی مہر ہے اور کہتی ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ شرمندہ ہوکر امام بی بی مسجد سے نکل آئی تھوڑی دیر کے بعد امام بی بی نے مہر نانک شاہی حضرت کو نذر کر کے دیدی اور بہت عاجزی کے ساتھ معافی لی۔ سب یار تعجب میں آ گئے۔

نقل ہے کہ جب عزیز رشید احمد طال اللہ عمرہ بعمر چار سال پہنچا تو مولف نے حضرت

صاحب کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ آپ سبق پڑھنے کے قابل ہو گیا۔ آپ اس کو سبق
شروع کرا دیں۔ آپ نے بروز چہار شنبہ آخری ماہ محرم ۱۳۱۹ء میں سبق شروع کرو دیا اور بہت
دعا فرمائی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اس کو بڑا صاحب نصیب کریگا۔ مؤلف نے عرض کیا کہ میرا
دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حافظ قرآن شریف کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
حافظ قرآن شریف کر لیگا۔ آپ کے انتقال کے وقت حافظ رشید احمد کو ۱۸ سپارہ قرآن
شریف کے یاد ہو چکے تھے آپ کا بڑا شوق تھا کہ خداوند تعالیٰ میری موجودگی میں رشید احمد کی شادی
کا موقعہ لاوے۔ حضرت کے انتقال کیوقت حضرت نے سب خاندان کو بہت بہت دعا
فرمائی اور رشید احمد کو خصوصیت سے دعا فرمائی۔ خلافت نامہ مہری لکھ کر عطا فرمایا آپکا
انتقال پر ملال کا واقعہ کا حال قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم بطور یادداشت واجب معلوم
ہوتا ہے آپنے اپنے انتقال سے تین روز پہلے حضرت شاہ صاحب کو اور احمد گل لشکیدار کو اور منشی غلام
علی کو ضروری اطلاع دی کہ فوراً چلے آویں ان میں احمد علی اور غلام علی آپ کی زندگی میں پہنچ گئے
اور جمعرات کے روز آپ نے فرمایا کہ مجھ کو غسل کرا دو چنانچہ غلام علی و احمد شاہ و گل بادشاہ
و طاہر شاہ و اکبر شاہ مولف رسالہ کے ساتھ ہو کر بڑی پاکیزگی اور احتیاط کے ساتھ آپ
کو نہلایا اور آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور بعد میں آپ خاندان میں وعظ اور اتفاق کا بیان
کرتے رہے اتنے میں عصر کا وقت آگیا۔ آپ نے نماز ادا کی بعد ازاں مؤلف رسالہ
نے حضور کی نبض کو بے حس دیکھا تو حضور کی خدمت میں دانستہ غلط بیان مناسب الوقت
سوچا اور عرض کیا کہ حضور آج جمعہ کا دن ہے اور آپ ہمیشہ جمعہ کے روز سورۂ کہف
پڑھا کرتے ہیں آپ نے پڑھ لیا ہے یا پڑھنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھے
وقت میں مجھے یاد دلایا ہے۔ میں نے نہیں پڑھا اب پڑھتا ہوں اور آپ نے بسم اللہ
شریف پڑھ کر وبالحق انزلناہ وبالحق نزل سے شروع کر کے تمام سورۂ کہف ختم
کی۔ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا پر اپنے لب مبارک بند کر دیئے۔ آپ کے
وجود میں ایک مو برابر کسی جگہ بدن میں حرکت نہیں ہوئی گویا پہلے سے سوئے ہوئے ہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد وارحم علی جمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الی یوم الدین وغفوہ لمن قال آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مختصر حالات حضرت خواجہ شاہ محمد صاحب فرزند چہارم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد حضرت جناب باباجیو صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور آپ نہایت حضور کے محبوب تھے اور اکثر وقت دعا فرماتے تھے کہ شاہ محمد ہمارے گھر کا چراغ ہے اور آپ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ صدہا مرتبہ مولف رسالہ کیساتھ قرآن شریف کا دور کیا گیا۔ اور روزانہ صبح سے ۱۲ بجے تک ۱۵ سپارہ اور ظہر سے بعد شام تک پندرہ سیپارہ باہم سنایا کرتے تھے اور آپ سورہ خمسہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور نہایت صاحب کمال تھے اور صاحب لفظ تھے۔ جو بات ان کی زبان سے نکلتی رہی وہ ضرور کسی دن ہوتی رہی زہد و ریاضت میں آپ ایک جلیل القدر مرتبہ رکھتے تھے آپ کے دو فرزند ہیں امام شاہ و غلام شاہ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مؤلف کا ایک لڑکا موسوم بہ نبی شاہ مرحوم بعمر اٹھارہ سال اکثر کتب درسیہ سے فارغ ہو کر اچانک اس دار فانی سے رحلت فرمائی عالم جاودانی ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ وفات اس کی یکم ماہ محرم ۱۳۱۴ سنہ میری طبیعت میں نہایت پریشانی پیدا ہوئی حضرت صاحب نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ مجھ کو خواب میں باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالے نبی شاہ مرحوم کے بدلے میں نعم البدل عطا کرے گا امید ہے کہ اللہ تعالے کوئی تمہارے زخم پر مرہم عیسوی بنا کر لگائیگا۔ چند ماہ کے بعد اللہ تعالے کے فضل سے عزیز حافظ رشید احمد پیدا ہوا آپنے اذان دو روز گود میں لے کر بہت دعا فرمائی

نقل ہے۔ کہ حضرت شاہ محمد صاحب بعد وفات جناب بابا جیو صاحب سات سال کے بعد موضع ڈرا ڈر سے بمقام چورہ تشریف لائے اور دو سال رہ کر دوبارہ واپس ڈراڈر گئے بعد ازاں تین سال کے بعد واپس چورہ شریف لے آئے۔ اسمائے خلفائے آنحضرت محمد اسلام سرانوالی محمد خان رنتھل والا ر قاضی محمد سعید پہاڑ ننگ والا اکبر شاہ کوتروالا

نقل ہے۔ کہ حضرت صاحب کو ایک مرتبہ آپ نے فرزند غلام شاہ سے کسی بات پر تکرار ہوا۔ رات کیوقت بطرف تیراہ روپوش ہو کر چلا گیا۔ صبح جب حضرت صاحب کو معلوم ہوا تو آپ پا پیادہ روانہ تیراہ ہوئے۔ جب کوہاٹ کے قریب پہنچے تو آپ کو سخت پیاس پیدا ہوئی اور پیاس کے بدلے آپ بیہوش ایک درخت کے سایہ میں دراز ہو گئے اور ہوش سے جاتے رہے۔ ایک مسافر سپاہی اتفاقاً پہنچا۔ آپ کی پیاس اس کو محسوس ہوئی۔ اُس نے آپ کو پانی پلایا آپ کو ہوش آئی۔ اُسی روز سے آپ کو بیماری کثافت دمی ہو گئی اور فرماتے تھے یہ بیماری میری جان لے کر چھوڑے گی۔ جناب اس بیماری میں فوت ہو گئے۔

تاریخ وفات

۱۷ ماہ رجب ۱۳۱۵ھ ———— اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانحیات جناب حضرت خواجہ محمد سعید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حالات حضرت قبلہ ام و کرامات (مولوی نورالدین صاحب)

حمد کثیر اور طیب سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے حبیب پاک جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن آل و اصحاب و اہل بیت اور کامل وارثین اور تمام ہدایت کی راہ پر چلنے والوں و تمام انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین پر صلوٰۃ و سلام ہو جیسا کہ اُن کی بلند شان کے لائق اور مناسب ہے۔ حمد صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ امام بزرگ شیخ المشائخ،

اسرار الٰہی کے مخزن ہمارے شیخ و امام حضرت خواجہ محمد سعید شاہ فاروقی اپنے والد ماجد و پیشوا بزرگ قیوم زماں حضرت خواجہ حاجی فقیر محمد بن حضرت خواجہ نور محمدؒ بن حضرت خواجہ فیض اللہؒ تیراہی کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے۔ ایسی صاحب کمال ہستی حقائق کے پہچاننے والی فیض الٰہی کی مظہر، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر بوجہ اتم پابند کبریت احمر کا حکم تھی۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل و احسان تھا کہ ایسی عدیم المثال ظاہری و باطنی علوم کی جامع ہستی کا ظہور رہا۔ آپ کے سلسلہ ارادت، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح تک پہنچتا ہے اور حضور الف ثانی کے مجدد ہونے کی وجہ سے تمام سلاسل نقشبندیہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ وغیرہ کے جامع ہیں۔ اس لئے وراثت کے طور پر ان تمام فیوضات کے جامع ہیں اور طریقوں میں آپ صاحب اجازت تھے۔

پیدائش آپ کی ولادت باسعادت علاقہ ہزارہ میں بمقام تیراہی شریف ہے۔ حضور فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ نور محمد صاحبؒ کا انتقال بجودہ تشریف لانے کے پانچ سال بعد ہوا۔ اسی دن میرے دو دانت دودھ کے گرے تھے۔ جناب حضرت خواجہ نور محمد کا انتقال ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ ہجری کو ہوا۔ اسی وجہ سے آپ کی پیدائش ۱۲۷۹ھ ہے۔

تعلیم قرآن مجید حاجی سرخرو صاحب سے پڑھا۔ جن کا مزار حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے مزار مبارک سے جانب مشرق ہے۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میرے قرآن کے استاد بڑے بزرگ اور پارسا تھے۔ حضور بابا صاحب کے روضہ مقدسہ کی حاضری کے بعد اپنے استاد کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی فرماتے۔ کتب فقہ مولوی غزنی صاحب کوٹ نجیب اور مولوی اسد اللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ حضور اپنے زمانے میں بے مثل فقیہ تھے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسان ترکیب سے حل فرمایا کرتے تھے۔ مولوی محمد قائم صاحب فرماتے تھے مکہ کو دیکھنا فرض ہے۔ جانا فرض ہے۔

فقیہ

وصال تاریخ وصال ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ ہے۔ بروز ہفتہ قبل از شام مطابق یکم جنوری ۱۹۳۹ء داخل بحق ہوئے۔

حلیہ مبارک: آپ کا جسم مبارک قد و قامت میں نہایت موزوں تھا۔ چہرہ اقدس

سے انوارِ الٰہی درخشاں تھے۔ واللہ ہر شخص حضور کے چہرہ نورانی کو دیکھ کر مبہوت و فریفتہ ہو جاتا تھا۔ مبارک زلفیں، سینۂ اقدس کے دونوں طرف آویزاں رہتی تھیں۔ گویا نور کی دو دھاریں تھیں جو دیکھنے والوں کو محوِ حیرت کر دیتی تھیں۔ مبارک آنکھیں عشقِ الٰہی سے مخمور تھیں رنگ صبیح۔ مگر نورِ الٰہی کی جو سرخی ہویدا تھی۔ سبز عمامہ زیبِ سر ہوتا تھا دوپٹہ بھی سبز رنگ کا ہوتا تھا۔ پاپوش مبارک پوٹھوہاری زیبِ دہ پائے مبارک ہوتا تھا۔ ریش مبارک کو حنا لگایا کرتے تھے۔

حج مبارک

حضور دو دفعہ زیارت حرمین شریف سے سرفراز ہوئے پہلی دفعہ ۱۹۵۱ء میں اور پھر صاحبزادہ عالی قدر غلام نقشبند کی پیدائش کے (۱۹۵۴ء) موقعہ پر حج مبارک ادا کیا۔ صاحبزادہ عالی قدر کی پیدائش کے تیسرے روز بعد حج کے لئے حضرت خواجہ محمد شفیع صاحب مدظلہ کی معیت میں تشریف لے گئے تاکہ خود روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں اور اپنے غلام کو سرکارِ دو عالم کے سپرد غلامی فرما دیں۔

عبادت

حضور ہر وقت با وضو رہتے تھے۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد مراقبہ میں رہتے تھے پھر نماز صبح میں حضور پیش امام ہوتے تھے۔ بعد ازاں سورج نکلنے تک مراقبہ میں رہتے تھے۔ پھر نماز اشراق ادا کر کے تلاوت قرآن شریف کرتے تھے۔ پھر حاجتمند اشخاص پیش ہوتے ہر ایک سے بہت نوازش فرماتے اور سب سے استدعا قبول فرماتے۔ موسم گرما میں دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے۔ پھر نماز ظہر کے لئے وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ اثنائے سفر میں شب باشی بھی مسجد میں ہوتی تھی۔ نماز ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ بعد از ان حاجتمندوں کے سوال قبول فرماتے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک مراقب رہتے۔ نماز شام کے بعد صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے نماز عشاء کے لئے حضور تازہ وضو فرماتے۔

بیعت کا طریق

حضور بالعموم عشا کی نماز کے بعد بیعت فرمایا کرتے تھے۔ بایاں دست مبارک نیچے اور دایاں دستِ مبارک سب بیعت کرنیوالوں کے ہاتھوں کے اوپر رکھتے۔ اگر آدمی زیادہ ہوتے تو سب کے ہاتھوں میں اپنا دوپٹہ پکڑا

دیتے۔ اور دونوں سرے خود اپنے دستِ مبارک میں پکڑتے اور توبہ کراتے اور ذکر قلبی تلقین فرماتے۔ پھر مراقبہ کراتے اور بعد ازاں دعائے خیر فرماتے۔

عورتوں کو بیعت فرماتے وقت اپنے سامنے چارپائی پر کھڑی کروا دیتے۔ اس کے پیچھے عورتیں دو زانو بیٹھ جاتی تھیں۔ چارپائی پر ایک چادر ڈال دیتے۔ پھر سب کے ہاتھوں میں دوپٹہ مبارک مردوں کی طرح پکڑا دیتے اور توبہ کرا کر ذکرِ قلبی تلقین فرماتے۔ عورتوں کی بیعت میں جب وہ مراقبہ میں مشغول ہوتی تھیں تو حضور تشریف لے جاتے وقت وہ بے خبر ہوتی تھیں۔ حضور انور کی مجلس میں بالکل خاموشی ہوتی تھی۔ بوقت ضرورت نہایت ادب و احترام سے گفتگو ہوتی تھی آپ کی ہر بات میں نکتہ ہوتا تھا۔ کلام اسرار و غوامض سے پر ہوتی تھی۔ مگر نہایت آسان طریقے پر پیچیدہ مسائل کو حضور اس طرح ذہن نشین کرتے تھے کہ سامعین نہایت آسانی سے سمجھ جاتے تھے ایک دفعہ حضور علی پور تشریف میں عرس کے موقع پر اوقات نماز کے متعلق ایک سائل کو سمجھا رہے تھے۔ حضور نے اس طرح تشریح فرمائی کہ سب عالم و فاضل بھی عش عش کر اٹھے اور سب کو اوقات یاد ہو گئے فقہی مسائل میں حضور کی مجلس میں اچھے اچھے عالم کبھی بعض مسائل میں عملی طور پر مبتدی معلوم ہونے تھے۔

حضور ایک دفعہ سمندری واقع ضلع لائل پور میں تشریف لے گئے ایک بڑے پرہیزگار شخص نے دوسروں سے حیرانی کے عالم میں ذکر کیا کہ میں آپ جیسا وضو کرتا کوئی نہیں دیکھا اور نماز ادا کرنے کی کیفیت تو حد بیان سے باہر ہے۔ حضور سنت نبوی کے کامل مظہر تھے اور نصیحت کے طور پر ارشاد فرمایا کرتے تھے

مستدن بے رضائے محمد نفس
رہ رستگاری ہمیں است وبس

مجھے حضور نے آخری وصیت جو فرمائی وہ یہی شعر تھا حضور کے دروازے پر یہی شعر کندہ ہے۔ حضور پُر انوار مبارک سراسر کرامت تھا ہر کس و ناکس آپ پر پروانہ وار فدا ہوتا تھا۔ حضور کی بے شمار کرامات سے چند ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔ کیونکہ

سب کرامات ضبط تحریر میں نہیں آسکتیں۔ رہن کے مرتبہ کا یہ عالم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ متبرکہ کی حاضری کے وقت مجاور خاص آغا خلیل جیسی جلیل القدر ہستی سرو قد تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتی تھی۔ حضور کی التجا پر کہ آپ بہت مقتدر ہستی ہیں۔ میری تعظیم کے لئے آپ کھڑے نہ ہوا کریں۔ مگر آغا صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کی تشریف آوری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ۔ آغا خلیل صاحب نے اعلان فرمایا کہ فرمان دربار رسالت کے مطابق۔ آپ شیخ المشائخ ہیں۔ مریدان باصفا کے لئے تو ہر آن حضور سے کرامات صادر ہوتی تھیں۔ کیونکہ وہ فیض روحانی سے ہر دم مستفید ہوتے تھے۔

حضور پر نور کے جہلم پر چورہ شریف مولوی سراج دین صاحب سکنہ نو تھے۔ حاضر ہوئے حضرت شاہ صاحب علی پوری حافظ سید جماعت علی شاہ بھی تشریف فرما تھے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی سراج دین کان پور میں میرے ہمدرس تھے انہوں نے ذکر کیا کہ چورہ شریف کے ایک صاحبزادہ صاحب رہن کا اسم گرامی محمد سید شاہ صاحب ہے مولوی اسد اللہ صاحب سکنہ مرجال سے کتب فقہ میں میرے ہمدرس تھے۔ ایک دن آپ استراحت میں تھے کہ آپ کا قلب جاری تھا۔ یہ واقعہ استاد صاحب سے عرض کیا۔ استاد صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ مادر زاد ولی ہیں۔ تم ان سے واقف نہیں ہو۔

صاحبزادہ حاجی منظور حسین صاحب حضور کی آخری بیماری کے وقت بنگال میں تھے آپ کو تار دی گئی۔ حضور کا انتقال ہفتہ کو شام سے پہلے ہوا۔ اور صاحبزادہ صاحب رات ۲ بجے پہنچے۔ بحالت زار حضور کا وجود اطہر کے گرد اگرد پھرنے لگے۔ ہاتھ پاؤں چومے جب سینہ کے نزدیک منہ لے گئے تو معلوم ہوا کہ حضور انور کا قلب جاری ہے۔ اور اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے۔ نیند میں بھی اور وصال میں بھی قلب جاری ہے۔ حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔

وصال کے وقت حضور کے ہاتھ مبارک ناف پر نماز کی طرح تھے۔ علیحدہ کام کرنے پر بھی علیحدہ نہ ہوئے۔ لیکن غسل کے وقت ۱۰ بجے دن بالکل سیدھے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہلا

قلب جاری

مشاہدہ اس وقت تھا جبکہ آپ کی نماز تہجد گزارنے کا وقت ہوتا تھا۔
جناب حضور قبلہ باباجی صاحب نے تیس سال آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ گویا حضور کی زندگی میں ہی آپ سجادہ نشین مقرر ہو گئے۔ اور آپ کے وصال کے بعد خلفاء نے بالاتفاق سجادہ نشین انتخاب کیا۔ اور برادران محترم نے بھی تسلیم کیا۔
باباجی صاحب کی حین حیات میں آپ مصریال میں اکثر دفعہ تشریف لایا کرتے تھے ایک دفعہ باباجی صاحب موضع جھنگی میں جو مصریال سے آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے تشریف فرما تھے اور آپ مصریال میں تھے۔ یاران طریقت کی استدعا پر حضور باباجی مصریال تشریف لے آئے اور باہر ایک تالاب پر ڈیرہ لگایا۔ جو غلاماں وہیں حاضر ہوئے اور رات کو مسجد میں تشریف لے آئے یاران طریقت کے آپ کی
کی خدمت میں حلقہ کیلئے عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور باباجی صاحب کی موجودگی میں خلاف ادب ہے۔ ہاں اجازت ہو تو۔ درست ہے حضور باباجی صاحب نے اجازت فرمائی خوب حلقہ ہوا۔ جناب جیو باباجی کی توجہ کا اثر بدرجہ کمال ہوا۔
مولوی محمد ذاکر صاحب امام مسجد شاہی لاہور حضرت باباجی صاحب کے خلیفہ تھے اثنائے گفتگو میں حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہاں ہی خانہ کعبہ دیکھ لیتا ہوں۔ مکہ شریف میں حاضری کی کیا ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضور رسالت مآب نے بہ نفس نفیس حاضر ہو کر حج وداع ادا فرمایا۔ آپ سے زیادہ کون بصارت رکھتا تھا۔ مولوی صاحب اسی سال حج کو تشریف لے گئے اور زیارت الحرمین الشریفین سے فائز المرام ہوئے۔
جملہ حضرات سجادہ نشینان میں سے صرف آپ کا ہی مقام عالی اور وجود مسعود تھا۔ جو مرزائے قادیان کے فرزند اکبر مرزا سلطان احمد کی التجا پر قادیان تشریف لے گئے وہ بہت بیمار تھا۔ اس موقعہ پر قادیان کے بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔
قادیان میں جو کرامات آپ سے ظہور میں آئیں ان کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے عید کے موقعہ پر اثنائے خطبہ کی لکھوں نے خلیفہ محمود اور بے شمار حاضرین کا ناطقہ بند کر دیا۔ جو آپ کی ایک معمولی کرامت تھی۔ اس واقعہ سے حضور نے پہلے پیشین گوئی فرما دی تھی۔

وصال سے چند یوم قبل حضور چادر منہ پر اوڑھے کچھ فرما رہے تھے۔ سب خادم اور حاجی غلام قادر صاحب سکنہ پڑ ناتوالی جو آپ کے بہت مخلص ہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ خوش ہو تے۔ تو حاجی صاحب نے عرض کی کہ حضور کیا ارشاد فرما رہے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ جھنگی والے خان عالم وغیرہ مقدمہ قتل میں سیشن سپرد ہو چکے ہیں۔ مگر وہ بری ہو جائیں گے اور مہوٹہ والا ماسٹری فضل و ہو جس کا والد پرسوں آیا تھا۔ مقدمہ میں بری ہو گیا ہے۔ جھنگی والوں کو جیل میں راولپنڈی اور ان کے رشتہ داروں کو بھی خوش خبری پہنچائی گئی۔ ان کی تسلی ہو گئی۔ فضل داد سکنہ مہوٹہ، پھر خان عالم۔ سردار۔ مولو بعد ازاں بری ہو گئے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود نماز تہجد حضور مسجد میں ہی پڑھا کرتے تھے اور اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ روضہ والی مسجد میں حضور نماز تہجد میں مصروف تھے کہ لپٹی ہوئی صفوں میں کھڑکھڑ کی آواز آنے لگی۔ آپ نے چراغ روشن کیا۔ کوئی شخص موجود نہ تھا پھر آپ چراغ گل کر کے نماز میں مصروف ہوئے تو پھر ایسا شور رہا۔ حضور نے فرمایا کہ اب شور کرو گے تو تم کو سزا دی جائیگی۔ پھر شور نہ ہوا وہ جنات تھے۔

ایک رات حضور گھر سے مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد بیٹھک کے دریچہ کو دستک دی۔ ارشاد فرمایا کہ پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ حضور نے دست مبارک دھوئے۔ بعد از نماز اشراق حضور نے فرمایا کہ ایک کتیا کا بچہ باہر بارش میں تھا۔ سردی تھی اُسے لا کر ایک مکان میں رکھا۔ اس لئے ہاتھ دھونے کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ وہ بارش سے بھیگا ہوا تھا۔

حضور نے عالی جناب صاحبزادہ حضرت محمد شفیع صاحب سے ارشاد فرمایا کہ حاجتمندوں کی حاجات کو پورا کرنا نہایت ضروری ہے۔ مجھ پر لوگ آزادانہ سوالات کرنیکے عادی ہیں۔ کسی کے سوال کو رد نہ کرنا۔ حضور کے فرمان کی پوری پوری تعمیل میں سرگرم رہا۔ حضور بہت مسرور تھے۔ میرے حق میں دعا فرمائی مگر حضور کسی کے خلاف شریعت سوال کو قبول نہ فرماتے اور سخت تنبیہ فرماتے۔

حضور کی دعا سے بے شمار بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی۔ ایک دفعہ موضع

بل متصلہ سانگلہ ہل میں ایک مستری علم دین حاضر ہوا۔ عرض کی۔ کہ لڑکیاں ہیں۔ لڑکا کوئی نہیں ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لڑکا عنایت فرمائیگا نور محمد نام رکھنا۔ لڑکا تولد ہوا۔ اب تک موجود ہے اس کے بعد اور کوئی لڑکا نہیں ہوا۔

موضع ڈیوڑھی ضلع شیخوپورہ میں حضور کے بہت سے خادم ہیں۔ وہاں ایک مستری علم دین بے اولاد تھا۔ اُسے بھی لڑکے کی خوشخبری دی اور نور محمد نام رکھنے کا ارشاد فرمایا اُسے بھی اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ ایک دفعہ موضع بل میں اکٹھے ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے نور محمد ابھی بقید حیات موجود ہیں۔

حضور صاحبزادہ کے ہاں بھی لڑکیاں تھیں ۱۹۳۵ء میں تمام یاروں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی چراغ ہونا چاہیئے جس کی تصویر سے خانہ مبارک منور رہے ارشاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ فضل کریگا۔ اور غلام نقشبند نام رکھیں گے۔ مولوی محمد مسعود صاحب اکھڑوی عنایت اللہ صاحب سیالکوٹی اور مولوی نور الدین وغیرہ مخلصین کو خطوط میں ارشاد فرمایا کہ غلام نقشبند امسال انشا اللہ تعالیٰ آرہا ہے۔ چنانچہ بفضل خدا صاحبزادہ غلام نقشبند ۲ ماہ شوال کو تولد ہوئے۔ اور دوسرے روز ۳ ماہ شوال کو حضور معہ صاحبزادہ عالی مقام خواجہ محمد شفیع صاحب برائے حج تشریف لیگئے۔ ارشاد ہوا کہ غلام نقشبند کے تولد ہونے کا شکریہ بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف میں ادا کریں گے اور یہ حج بدل حضور باجی صاحب خواجہ فقیر محمد صاحب کا ہوگا۔

موضع بھکھی ضلع سیالکوٹ میں حضور مسجد تیار کرا رہے تھے ایک اوورسیر حاضر خدمت ہوا۔ وہ عرض کرنے لگا کہ حضور سرکاری سڑک کچھ حصہ مسجد میں شامل ہوگیا ہے۔ مجھے افسران بالا دست کو اطلاع دینی پڑے گی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو اتنی زمین دوسری طرف سے شامل کر کے سڑک درست رکھیں۔ اس نے عرض کی کہ حضور اطلاع دینی پڑیگی وہ چلا گیا اور کاغذات دیکھ کر واپس آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور رپورٹ کرنیکی ضرورت ہی نہیں رہی۔ حضور کی کرامت سے۔ زمین تو کجا یہاں سڑک نہیں ہے۔ سبحان اللہ

ایک دفعہ ملک پنجاب میں سخت طاعون نمودار ہوئی۔ موضع بھکی میں بڑا نقصان ہوا۔

چودھری تاج محمد راوی ہے کہ میرے ڈنگر کے باری باری فوت ہو گئے تیسرا لڑکا سلطان بیمار تھا۔ گاؤں میں رہنے کا خیال ترک کر دیا۔ رات کو دیکھا کہ حضور معہ چند اصحاب گھوڑیوں پر سوار ہو کر بھکی میں مسجد میں تشریف لائے سب حال عرض کیا۔ ارشاد فرمایا مسجد میں کوئی آدمی موجود ہے۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ایک آدمی موجود ہے۔ ارشاد ہوا۔ اس کو کہہ دو کہ یہاں سے چلا جائے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ واپس آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور گھوڑی پر سوار تھے۔ اسی حالت میں دریچہ مسجد کے سامنے آکر اُسے دھمکایا اور تاج محمد سے فرمایا کہ دیکھو جاتا ہے کہ نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ وہ نو دیرہ والا کے پل پر جا رہا ہے ارشاد ہوا۔ اچھا ہوا۔ بلا ٹلی۔ اس کے بعد بھکی میں بالکل خیریت ہو گئی بیمار تندرست ہو گئے۔ مگر دیرہ والا میں سخت نقصان ہوا۔

حضور نے تاج محمد سے ارشاد فرمایا کہ غوث الاعظمؒ کے ہمراہ یہ سب بزرگ تھے حضرت نقشبندؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی ہمراہ ہیں۔ سبحان اللہ میں السلام علیکم عرض کی غوث الاعظمؒ نے ارشاد فرمایا کہ اب قطب مدار اور غوث الاعظم آپ ہیں۔ ہم سب ان کے مددگار ہیں

نمبر ۶۔ موضع کھوکھر ضلع سیالکوٹ میں خادم علی تھانیدار کو رشوت ستانی کے جرم میں چار سال کی سزا ہو گئی اس کی بیوی حضور کی خدمت میں آکر روئی۔ اپیل بھی خارج ہو گئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ پھر اپیل کرو۔ منظور ہو گئی۔ تھانیدار بری ہو گیا اور ملازمت پر تھانیداری بحال ہو گیا تمام تنخواہ بھی مل گئی۔ تھانیدار کا نام خادم علی ہے۔

نمبر ۷۔ چودہری خادم علی تھانیدار کا لڑکا ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ متواتر تین سال فیل ہوتا رہا۔ پرنسپل صاحب نے بھی اس کی کامیابی کا یقین نہ دلایا۔ چودہری صاحب حضور کے روضہ انور پر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے اور روتے تھے۔ امتحان ختم ہوا۔ لڑکا بفضل خدا کامیاب ہوا اور فوج میں ڈاکٹر ہو گیا۔ نام ڈاکٹر محمود علی ہے۔

نمبر ۸۔ دوھرڑ ضلع گوجرانوالہ میں ایک ہندو بدچلن کو حضور کے چند خادموں نے قتل کر دیا۔ آٹھ آدمیوں کا چالان ہوا۔ ایک وعدہ معاف تھا۔ گوجرانوالہ میں سیشن سپرد ہو گئے۔ حضور بھی گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پرسوں جب عدالت میں

پیش ہوں گے۔ تو سب رہا ہو جائیں گے۔ گوجرانوالہ شہر کے باشندوں میں بڑا چرچا ہوا کہ بڑی عجیب پیش گوئی ہے۔ غیر مقلدین نے خاص کر بڑا غوغا کیا۔ مگر جب عدالت میں پیش ہوئے تو سب بری ہو گئے اور وعدہ معاف بھی بری ہو گیا۔ اس کا والد حضور کی خدمت میں معافی کے لئے حاضر ہوتا رہتا تھا۔

اس مقدمہ میں تفتیش کنندہ امام دین تھانیدار، جو عرض کرنے لگا کہ حضور الکتا لیس موقعہ کے گواہ ہیں رہائی ناممکن ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم بھی اور تمہارا کپتان بھی زور لگا لے، ان شاء اللہ بری ہو جائیں گے۔ فیصلہ پر امام دین ملازمت سے علیحدہ ہو گیا۔ امام دین حضرت قبلہ حافظ صاحب علی پوری کا مرید تھا۔ آپ بھی اس پر ناراض ہو گئے۔

موضع بھکھی واقع ضلع سیالکوٹ میں صاحبزادہ کی آنکھیں خراب ہو گئیں بوقت تہجد حضور نے مراقبہ میں فرمایا کہ ہم دونوں تیمم کرنیوالے ہیں نیاز علی درویش آپ کے ہمراہ تھا جس نے واقعہ بیان کیا۔ وڈالہ سندھواں میں حضور کا والا نامہ مل گیا کہ میں بیمار ہوں۔ واپس آ گئے۔ فقیر شام گوجرانوالہ سے ریل پر سوار ہو کر صبح ۶ بجے راولپنڈی اسٹیشن پر جب اترا تو مولوی جمال الدین صاحب خلیفہ نے فرمایا کہ ذرا انتظار کریں۔ مولوی عطا محمد الرحمی کو بلا لوں فقیر نے دریافت کیا کہ کیسے تشریف لائے بیان کیا کہ حضرت صاحب راولپنڈی برائے علاج تشریف لائے ہیں۔ صبح ارشاد ہوا کہ محمد شفیع آ رہا ہے دونوں جاؤ ریل سے جب اترے تو جلدی سے آؤ گھر نہ چلا جائے۔ فقیر حاضر خدمت ہوا۔ دریافت کیا ہوا۔ عرض کیا آنکھ اور سر میں درد ہے۔ آپ میری آنکھوں پر ۱۹۲۴ء میں دم فرمایا تو آرام ہو گیا۔ ارشاد ہوا۔ عرس شریف نزدیک ہے۔ دونوں سے ایک تندرست ہونا چاہیے۔ آپ نے دم فرمایا آج تک آنکھیں خراب نہیں ہوئیں۔

مردان خدا خدا نباشند لیکن از خدا جدا نباشند

کھوٹی رام داس واقع ضلع سیالکوٹ میں لوگ حضور کو بڑی التجا سے لے گئے۔ وہ سکھوں کا گاؤں تھا۔ مسلمان غیر زراعت پیشہ تھے۔ شام کو ایک خادم نے اذان کہی۔ مگر وہاں سکھ لوگ اجازت نہ دیتے تھے۔ مسجد کے پاس دھرم سالہ تھا۔ وہاں کے لوگ بھائی سے سنکھ بجاتا

شروع کر دیا اور اذان کیساتھ ہی بجا تا رہا حضور کو بڑا رنج ہوا ۔ صبح وہاں سے دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے ۔ اس سنکھ بجانیوالے کے حلق میں کوئی ورم ہوگیا وہ ایک ذات میں ہی ہلاک ہوگیا ۔ تمام سکھ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی بھائی تو اپنی سزا کو پہنچگیا ۔ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم مسجد عمدہ تعمیر کر دیں گے اور اذان کی بھی اجازت ہے ۔ گردوارہ وہاں سے ہٹا دیں گے ۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسا کرو، ہم پھر کسی وقت دورہ پر آئیں گے تو بھی آئیں گے ۔ چنانچہ حضور اگلے دورے پر وہاں تشریف لیگئے تو سکھ مردوں و عورتوں نے آپ کا استقبال کیا گھروں میں لے گئے ۔ اور عورتیں کہتی تھیں کہ انہوں نے ہمارا بھائی ہلاک کر دیا ۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ اللہ تعالےٰ کا کام تھا ۔ مجھے تو صرف ناراضگی تھی ۔

حضور انور نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ کا اکلوتا لڑکا فوت ہوگیا ۔ اس نے تمام علماء کو بلایا ۔ اور دریافت کیا کہ ”العلما ورثہ العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ حدیث شریف کی صحت کے متعلق بتائیں سب نے عرض کی کہ درست ہے ۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے تھے آپ بھی کریں ۔ ورنہ صحت میں کلام ہے ۔ آٹھ یوم کی مہلت دی گئی ۔ پھر علماء جمع ہوئے سب نے جواب دیا کہ حدیث تو درست ہے مگر ہم میں یہ طاقت نہیں ۔ اسی اثنا میں ایک درویش آ گیا ۔ فرمایا کہ اس کا جواب ہم دیں گے ۔ لڑکے کی لاش پیش کی گئی ۔ بادشاہ بھی ہمراہ تھا درویش نے اپنا سوال دہرایا ۔ بادشاہ نے حدیث شریف کا ذکر کر کے لڑکا زندہ کرنے کے لئے کہا ۔ فقیر نے لڑکے کو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا ۔ ”قم باذنی“ لڑکا زندہ ہوگیا ۔ درویش نے بادشاہ سے ارشاد فرمایا ۔ اب تو حدیث درست ہے ۔ بادشاہ نے دعوت عام کی سب علماء کو بلایا مگر وہ درویش موجود نہ تھا ۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ وہ حضور علیہ السلام کا فرستادہ قطب علاقہ تھا ۔ اُسے ارشاد ہوا کہ جاؤ علماء کو جا کر نجات دلاؤ ۔

حضور انور علیا چک متصل سٹیشن الٹڑ واقع ضلع سیالکوٹ میں تشریف لے گئے وہاں ایک مستری مرید اپنے گھر لے گیا ۔ اس کے مکان کے دروازے کے پاس ایک بیری کا

بڑا خوبصورت درخت تھا۔ مگر اُسے پھل نہیں لگتا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا " دت پیا لگسی
اب اُسے بارہ مہینہ ہی پھل لگتا ہے ہر موسم میں خوش ذائقہ میٹھے بیر لگتے ہیں۔ صاحبزادہ
ارشاد فرماتے ہیں۔ عزیزم صاحبزادہ نقشبند بھی ہمراہ تھا یہ دونوں نے بیر کھائے جو خوش
ذائقہ اور میٹھے تھے

قلعہ کوٹہ متصل چونڈ کانہ قبلہ ام تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بیر اب بھی موجود ہے
پھل نہ لگتا تھا۔ حضور سے عرض کی گئی۔ دو بار پھل لگتا ہے۔

کوٹ مراد مستقل کھلے باجوہ ایک دفعہ حضور تشریف لے گئے۔ گرمی تھی حضور نے ایک
آملہ کے درخت کے سایہ میں ڈیرہ کیا حضور نے سایہ کو پسند کیا۔ عرض کیا گیا کہ پھل نہیں د
فرمایا دے گا۔ اب تک دو بار پھل دیتا ہے۔

حضور قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں فقیر نے عرض کی کہ نواب خاں سکنہ بھنگی بھرو
واقع ضلع راولپنڈی کا فوج سے خط آیا ہے کہ افسر بالا میرے مخالف ہیں۔ صوبیداری کا
ہے مگر امید کم ہے ارشاد ہوا کہ ہو جائیگا۔ چنانچہ باوجود افسر مذکور کی مخالفت کے نواب خا
صوبیدار ہو گیا اور اب میجر کی پنشن پر گھر آیا ہوا ہے۔

گرمی کا موسم تھا۔ بعد از نماز ظہر آپ گھر تشریف لائے۔ چھاچھ طلب فرمائی۔ چھوٹی
صاحبہ یعنی حضور انور کی دختر کو جب آٹا گوندھی رہی تھیں۔ حضرت مائی صاحبہ نے فر
کہ تم آٹا نہ گوندھو آٹا زیادہ گوندھا ہے۔ تم سے نہ گوندھا جائیگا۔ وجہ دریافت کی تو ف
کہ آج مہمان آئیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ دو مہمان ہمارے بھی آئیں گے۔ یہ بات
میں ہوئی چار بجے واقعی مائی صاحبہ کے فرمودہ پر سب مہمان آ گئے۔ مگر اور کوئی مہمان نہ آیا
کو کھانا کھانے کے بعد حاجی اسعداللہ سکنہ فریدہ اس کا پیر بھائی۔ علاقہ دھن سے پیدل آ گئے جب
نماز اوابین سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ ارشاد فرمایا جاؤ کھانا کھاؤ۔

سادھو ویلے سہجا۔ اُسدی ورتھا مول نہ جا۔

چوہدری علم دین سکنہ لوبک متصل ظفروال۔ واقع ضلع سیالکوٹ نے سنایا۔ کہ حضور
سردی کے ایام میں مسجد میں قیام فرماتے تھے۔ صبح ایک چھینک جائے مسجد میں والد صاحب

لیکن جب مسجد کے دروازہ میں آئے تو آدمی زیادہ دیکھ کر واپس ہونے لگے کہ اور چائے
لاؤں۔ مگر حضور نے فرمایا کہ یہی لے آؤ۔ بار بار پکانے کی کیا ضرورت ہے مسجد آدمیوں سے
بھری ہوئی تھی۔ سب نے تسلی سے چائے نوش کی۔ والد صاحب کو مسجد میں جذبہ ہو گیا
گھر جاکر واقعہ سنایا۔ سب حیران ہوئے اور کمال مسرت بھی حاصل ہوئی۔

ایک دن حضور قبلہ عالم حضرت صاحبزادہ صاحب کو پانی کے اس بندھ پر لے گئے
جو زمین میں آبپاشی کیلئے حضور نے تیار کرایا تھا ارشاد ہوا کہ کسی دن یہ گذرگاہ آب
نیچی ہوگی اور زمین قابل سیراب اونچی ہوگی پھر کیا بند وبست کرو گے۔ عرض کی مجھے
سمجھ نہیں آئی۔ ارشاد ہوا۔ اس لئے ہمراہ لایا ہوں کہ یہاں پتھر و سیمنٹ لگا کر اونچا کر
دینا۔ گذرگاہ آب درست ہو جائیگی۔ چنانچہ ۱۹۶۸ء میں ٹریکٹر سے اونچی زمین کاٹ کر
کافی دور تک لیگئے تو وہ مٹی قابل سیراب زمین پر پھیلائی گئی اور گذرگاہ آب سے اونچی ہو
گئی پھر حسب الارشاد پتھر سیمنٹ لگا کر گذرگاہ آب اونچی کرنی پڑی اور سب معاملہ سمجھ میں آ
گیا۔ جو حضور نے قبل از وصال فرمایا تھا اور اس وقت سمجھ سے باہر تھا۔

حضور قبلہ انور نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ قبل ارشاد فرمایا کہ میں دعا مانگتا ہوں تم
سب آمین کہو مجلس عام تھی۔ دعا فرمائی کہ الٰہی ملا کرم الٰہی ڈرائیور۔ قائم سکنہ دوھروڑ
مولوی امام دین صاحب راٹے پوری۔ ڈاکٹر محمد یعقوب سکنہ چونڈہ کو فرزندان سعادت
مند عطا فرما۔ ہم سب نے آمین کہی ۱۹۶۳ء میں یہ ارشاد ہوا تھا۔ ابھی سن مذکور ختم نہ ہوا کہ
ملاں کرم الٰہی کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ نور الٰہی نام رکھا گیا قائم دوھروڑ کے لڑکے کا نام پیرداد
مولوی امام الدین کے لڑکے کا نام احسان الٰہی ہے ڈاکٹر محمد یعقوب کے ۳ لڑکے ہیں اسی طرح
سب کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمائے جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلامت
ہیں۔

علاقہ کیمبل پور کے ایک موضع میں حضور تشریف لے گئے اس گاؤں میں کچھ لوگ بےخبر
تھے۔ ایک گائے کو ہلکاؤ ہو گیا۔ غیر معتقد لوگوں نے مشورہ کیا کہ حضرت صاحب چورہ
تشریف والے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان سے عرض کریں اگر آرام نہ آیا تو ہم

کہیں گئے کہ ان سے بھی آرام نہ آیا چنانچہ وہ آئے۔ عرض کی حضور ان کے ساتھ روانہ ہوئے مگر مسمی فضل داد جو حضور کا مخلص غلام تھا۔ گھبرایا کہ یہ لوگ تو امتحان کی خاطر آئے وہ سر فگندہ ہمراہ تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ نمبردار صاحب فکر نہ کریں ایسے ہلکائے جانوروں یا مردوں کو یہ ہمارا بابا ساون درویش بھی دم کر دے تو آرام آ جاتا ہے تم فکر کیوں کرتے ہو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ حضور نے جا کر ایک گائے کو جو حویلی میں مقفل تھی دم فرمایا اور آپ کے پاس آ گئی کچھ چارہ دم کر کے کھلایا اُسے بالکل آرام ہو گیا اور غیر معتقد بھی مریدان باصفاین گئے۔

ایسا ہی سانپ کے ڈسے ہوئے لوگ بے شمار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی شفایاب ہو جاتے تھے۔ والعہد آپکا وجود پاک نہایت بابرکت اور کرامت ہی کرامت تھا تمام مریدان باصفا میں سے جسے دم کی اجازت فرما دیتے تو شفا ہو جاتی۔ یہ حضور کے ارشاد کی برکت تھی۔

راقم کرامات ہذا نور الدین سکنہ چندر کے راجپوتاں واقع ضلع سیالکوٹ جب موضع ارائیاں واقع ضلع لائل پور میں ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تھا۔ تو حضور وہاں تشریف فرما ہوئے رات کو وعظ ہو رہا تھا بابا ساون درویش نے خبر دی کہ گھوڑی بوجہ درد شکم لاچار ہے حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ سات دفعہ الحمد شریف پڑھ کر دم کر دو۔ میں نے حسب ارشاد دم کیا۔ حضور نے وعظ رات کے بارہ بجے ختم فرمایا اور حضور گھوڑی دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ بالکل تندرست تھی۔ حضور نے ہنس کر فرمایا کہ گھوڑی نے مولوی صاحب کو خلیفہ بنا دیا ہے۔

سبحان اللہ حضور کے ارشاد پر سو جان سے قربان۔ واللہ میں اسی وقت سے یہی پڑھ کر دم کرتا ہوں۔ حضور قبلہ شاہ صاحب لاثانی سے ایک دفعہ یہ ذکر ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ میں بھی پڑھتا ہوں۔

موضع رلسنوال ضلع لائل پور متصل سٹیشن سالار والا میں حضور قیام فرما تھے کہ چوہدری الٰہی بخش کے ہاں ایک بیٹھک میں حضور اور بہت سے لوگ دعلما بھی بیٹھے ہوئے

تھے ایک درویش تھے۔ حضور اُن کیساتھ باہر تشریف لیگئے، سڑک پر جو راہ ہے میں ایک کوئیں کے پاس ہو گئے۔ حضور واپس تشریف لائے تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے جو ایک خاص مشورہ کے لئے تشریف لائے تھے۔

چونڈہ واقع ضلع سیالکوٹ میں حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک عیسائی اپنی لڑکی کو لایا۔ جو اٹھارہ سال سے چارپائی سے نہ اٹھی تھی۔ اس پر ایک جن کا اثر تھا۔ اس کی زاری پر حضور انور کو بہت رحم آیا۔ حضور انور باہر تشریف لائے اور لڑکی کو دم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اسے سہارا دے کر کھڑا کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ وہ کھڑی ہو گئی پھر ادھر اُدھر چلنے لگی اور تندرست ہو کر خود بخود اپنے گھر چلی گئی۔ چونڈہ کے سب لوگ اس ماجرہ سے واقف ہیں۔

حضور موضع گوجرہ متصل چک مجھرہ سے موضع کنتن سیاں میں تشریف لا رہے تھے۔ راقم نور دین بھی ہمراہ تھا۔ چند آدمی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لب سڑک ہمارا مزارع ہے۔ وہاں ایک شخص سفید ریش حاضر ہو کر ہمیں سونٹے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ یہاں سے مویشی لیجاؤ۔ میں نے کہا کہ حضور اب تشریف لائے ہیں۔ گرمی کا وقت ہے دوسرے وقت پر موقوف رکھو۔ اب حضور کو تکلیف ہو گی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بے سمجھ ہیں۔ آپ حوصلہ کریں اور فاتحہ خوانی فرمائی۔ حضور نے ان لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک بزرگ کی قبر ہے۔ یہاں سے مویشی ہٹا دو۔ اب وہ تم کو کچھ نہیں کہیں گے۔ اُن لوگوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور پھر انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

ضلع لائل پور میں حضور انور ایک گاؤں میں تشریف لیجا رہے تھے مگر لیجانے والے لوگ راستہ بھول کر ایک اور راستہ چلے گئے۔ آگے سے دو آدمی دوڑے چلے آ رہے تھے وہ آپ کے ہمراہیوں سے دریافت کرنے لگے۔ جب انہیں معلوم ہوا تو وہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم آپ کی خدمت میں ہی جا رہے تھے۔ ایک لڑکی کو دردِ زِہ کی سخت تکلیف ہے۔ بچہ تین دن سے پیدا نہیں ہوا۔ حضور وہاں تشریف لے گئے ایک چھوٹی سی کچی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ انہیں پانی دم کر دیا۔ بچہ تولد ہو گیا۔ اور آپ مقررہ

گاؤں کو روانہ ہو پڑے۔ انہوں نے بہت التجا کی مگر حضور نے فرمایا کہ ہمارا کھانا وہاں ہے تم مسجد تیار کرا دو پھر کسی دورہ میں آئیں گے۔ چنانچہ انہوں نے پانچ سو روپیہ اسی وقت جمع کر لیا اور مسجد تیار کر دی۔ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ راستہ بھولنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کام لیتا ہے۔

لحاظ شریف میں آپ کے ننھیال ہیں۔ وہاں حضور باباجی صاحب آپ کے والد ماجد کی کرامت سے چشمہ جاری ہوا تھا۔ جو ایک شخص کی غلطی سے چشمہ جاری نہ رہا تھا۔ حضور وہاں تشریف لے گئے۔ آپ چشمہ پر باباجی صاحب کی کرامت کا مشاہدہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ لوگوں کی درخواست پر آپ کی توجہ سے چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ ماہ رمضان مبارک میں وہاں تشریف فرما رہے۔ چشمہ جاری رہا۔ وہاں سے حضور شہزادہ محمد لطیف تشریف لے گئے۔ اور واپس آئے تو لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور کے بعد پانی بند ہو گیا تھا اور اپنے اصلی مقام پہ آ گیا تھا۔ لیکن اب تشریف آوری پہ پھر جاری ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں کا فرمان بحال رہتا ہے۔ یہ پانی صرف مجھے ہی ملا ہے چنانچہ حضور کے بعد پھر وہ اپنے اصلی مقام پہ ہے اور پانی کا بند چشمہ ہے جس کا لوگوں کو بہت آرام ہے۔

ایسا ہی چورہ شریف میں حضور انور کے دادا جناب حضرت خواجہ نور محمد صاحب کی کرامت سے ایک چشمہ حضور کے عصا پاک کی نوک سے پتھر ہو یدا ہو گیا تھا۔ جو کسی عورت کی غلطی سے بند ہو گیا۔ حضور انور نے وہاں جا کر پانی دم کر کے چھڑکا۔ چشمہ صاف کیا گیا۔ اور پھر جاری ہو گیا۔ چورہ شریف زائرین درویش لوگ اب بھی وہ پانی پیتے اور بیمار شفا پاتے ہیں۔

ایک دفعہ بابا ساون سے حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ کچہری پر کپڑا کس دور حضور انور موضع پہاڑنگ سے جو چنیوٹ سے چک جھمرا کی سڑک پہ واقع ہے۔ موضع برج میں تشریف لے جا رہے تھے۔ بہت سے لوگ راقم کے ہمراہ تھے۔ میں نے کچہری کو آگے سے پکڑا ہوا تھا۔ قاضی عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ وہ گھوڑا شرارتی تھا۔ وہ ہمارے نزدیک لے آئے۔ گھوڑے نے مجھے سخت دولتہ لگایا۔ اس وقت تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ

میری کمر پہ نہیں ہے مگر دولتہ سے مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ حضور پاس ہی موجود تھے۔ قاضی صاحب حضور کے چہرہ مبارک کی خفگی محسوس کر کے گھوڑا دوڑا کر آگے نکل گئے۔ جس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مجھے ذرا بھی تکلیف حضور کی برکت سے نہیں ہوئی۔ قاضی صاحب کا قصور نہیں ہے۔ گھوڑا ہی شرارتی تھا۔ چنانچہ میں حضور کو دکھانے کی خاطر آپ کے ہمراہ گھوڑی سے اتر کر دوڑنے لگا۔ حضور مسکرا دیئے اور خفگی دور فرمائی۔

علاقہ لائل پور کے بعض حصوں میں ایک سال بہت ژالہ باری ہوئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ حضور اس کے بعد موضع پہاڑی پور متصل سانگلہ ہل میں تشریف لے گئے۔ شام کی نماز کا وقت تھا۔ حضور نفل پڑھ رہے تھے، کہ باہر ژالہ باری کی آواز آئی۔ حضور باہر صحن میں تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ حضور کے باہر آتے ہی ژالہ باری فوراً بند ہو گئی۔

موضع مصریال واقع ضلع کیمبل پور میں ایک قتل ہو گیا۔ حضور ضلع سیالکوٹ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں سے لوگ حضور کی خدمت میں آئے۔ آپ ان کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے۔ مگر فریق ثانی رضامند نہ ہوا۔ مقدمہ شروع تھا۔ قاتل لڑکا ۱۵ تاریخ کو قتل کر کے ۱۸ تاریخ کو نوں فوج میں ملازم ہو گیا۔ مقدمہ سیشن سپرد ہو گیا۔ آخری تاریخ کو جب سیشن جج صاحب نے مثل کا ملاحظہ کیا۔ تو ۱۵ تاریخ کا قتل ۱۸ معلوم ہوئی یہ حضور انور کا تصرف تھا۔

حضور انور کی خدمت میں جب قاتل کے لئے بریت کی عرض کی گئی۔ وہ بری ضرور ہو گیا مگر حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہوش کیا کرو۔ دنیا میں تو چھوٹ جاؤ گے۔ آخرت میں رہائی کیسے ہو گی۔

حضور انور کی خدمت میں ہر سائل اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ حضور کی مجلس رحمت ہی رحمت تھی۔ واللہ جب دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اپنے کو مقام نہ ملتا تو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے پر سب غم دور ہو جاتے تھے اور کوئی فکر نہ رہتا تھا۔

حضور موضع برج ادایشاں میں تشریف فرما تھے۔ دس بجے کے قریب باہر قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں گھر آیا۔ کھانا بھی راقم کے گھر تھا۔ میری بیوی کو ٹانگ میں سخت درد تھی۔ میں نے باہر آ کر حضور کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد ہوا کالی اون کا دھاگہ لائیں

واپس گھر آیا تو معلوم ہوا کہ درد اسی وقت دور ہو گئی۔ جب حضور انور کی خدمت میں عرض
کی گئی۔ دعا کے بعد میں دم کرایا۔ جو ہر ایسی درد والے کے کام آیا کرتا تھا۔ جب آرام آتا
تھا واپس چلے جاتا تھا۔ واللہ بارہا تجربہ کیا ہے کہ کوئی تکلیف ہوئی حضور کی خدمت میں
عریضہ لکھا۔ عریضہ تو کئی دن کے بعد حضور کی خدمت میں پہنچتا تھا۔ مگر تکلیف اسی وقت رفع
ہو جاتی تھی۔ جب عریضہ لکھنے ہی بیٹھتے تھے۔ راقم نور دین حضور کے ادنیٰ ترین خادم تھے۔ جو
واقعات اپنی سخت بیماری کے دوران میں قبلہ عالم نے مشاہدہ کئے ہیں وہ ضبط تحریر سے باہر
ہیں۔ میرے مخلص دوست مذیر صوفی محمد اسماعیل صاحب نے مشاہدہ فرمائے ہیں۔ آپ حضور
کے نہایت منظور نظر ہیں اور باکرامت اور فیض رساں ہستی ہیں اب ضلع لائل پور میں موضع چک
نمبر ۹/۲ میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور وہاں ہی سکونت پذیر ہیں۔ حضور جناب صاحبزادہ صاحب مدظلہ
کی بھی آپ پر بڑی شفقت اور کرم کی نظر ہے۔ آپ وہاں ہر سال حضور انور کا ختم ۱۴ر دسمبر
کو کراتے ہیں۔ حضور انور کے بہت سے خلفا ہیں۔ جو خلق خدا کو عین حیات میں روحانی فیض سے
مستفید فرماتے ہیں۔ خلق خدا بہرہ یاب ہو رہی ہے اور حضور کا فیض
اقدس قیامت تک جاری رہیگا۔

حضرت خواجہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین چورہ شریف مدظلہ العالی

معارف کو جاننے والے۔ حقائق کو پہچاننے۔ فیض الٰہی کے مظہر اسرار نا متناہی کے منبع
ظاہری و باطنی علوم کے جامع حاجی حرمین شریفین زائر بغداد شریف و کربلا معلے و نجف اشرف
بیت المقدس و دیگر مقامات مقدسہ در ملک شام حضرت مخدوم زادہ مجد الدین خواجہ محمد شفیع
صاحب مدظلہ۔ حضور قبلہ عالم و عالمیان خواجہ محمد سعید شاہ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ تین ہمشیرگان
آپ سے بڑی ہیں۔ اور ایک ہمشیرہ آپ سے چھوٹی ہے۔ آپ حضور باباجی صاحب
حضرت خواجہ فقیر محمد صاحبؒ اپنے جد امجد کے وصال کے بعد ۱۶ر شعبان ۱۳۱۶ھ کو تولد
ہوئے۔ حضور باباجی صاحب کا وصال ۲۶ محرم ۱۳۱۵ھ کو ہوا تھا۔ آپ کی دادی صاحبہ

حیات تھیں، حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور قبلہ مائی صاحبہؒ کے سامنے آپ کو اثنائے ذکر قلبی میں اکثر جذبہ ہو جایا کرتا تھا۔ حضور مائی صاحبہؒ آپ کیساتھ بہت شفقت کرتے تھے۔ آپ نہایت حسین ہیں، چہرہ مبارک انوار الٰہی سے منور ہے جلد خاندان کیلئے آپ مرکز الفت ہیں اپنے والد ماجدؒ کے وصال کے بعد آپ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ باپ اور بیٹے میں بدرجہ غایت محبت تھی، آپ اخلاق حسنہ کا مجسم نمونہ ہیں ہر شخص پہلی ہی ملاقات میں آپکا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے تین حج کئے ہیں پہلی دفعہ اپنے والد بزرگوار کی محبت میں ۱۹۳۷ء میں صاحبزادہ کلاں غلام نقشبند مدظلہ کی پیدائش کے موقعہ پر تشریف لیگئے۔ دوسری دفعہ ۱۹۴۷ء میں پھر تشریف لے گئے اور تیسری دفعہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز بغداد شریف کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کوفہ، بیت المقدس اور دمشق سے ہوتے ہوئے، مدینہ منورہ، مکہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے، ملک شام میں انبیاءؑ کے مقدس روضے بھی دیکھے اور ان کی زیارت سے محظوظ ہوئے۔

دمشق میں حضور نے ایک بزرگ ایوب صالح کے مزار مقدس کی زیارت فرمائی، جن کی ایک ٹانگ قبر مقدس سے ایک خاص واقعہ رونما ہونے کی وجہ سے باہر ہے اور کپڑے سے ڈھنپی ہوئی ہے اب چوتھی دفعہ بھی بہت کوشش کی ہے۔ مگر قرعہ اندازی میں اجازت نہ ملی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت مضمر ہے۔ مگر دل کی تڑپ بیش از بیش ہے

بمصداق۔ "نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال"

حضور فرماتے ہیں کہ خلق خدا کے کام میں جن کی تکمیل کے لئے مدینہ پاک حاضر ہو کر عرض کرتا ہوں، حضور شب و روز خلق خدا کو اپنے فیض روحانی سے مستفید فرما رہے ہیں۔

چار صاحبزادگان، غلام مجدد، غلام مرشد، غلام زاہد و غلام احمد حضور انور یعنی جد امجد کے وصال بعد تولد ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی عمر درازہ فرمائے۔ آمین اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر دیر تک قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

صاحبزادہ کلاں غلام نقشبند کیساتھ حضور انور یعنی جد امجد کو بدرجہ کمال محبت تھی ایک دفعہ سمندری میں حضور پرنور تشریف لے گئے، میری بیوی نے عزیز غلام نقشبند کی خیریت کا حال پوچھا۔

حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ غلام نقشبند کا حال ہم سے پوچھا۔ تو سب کچھ پوچھ لیا۔ اور ہم سب کے لئے پوچھا گیا۔ حضور کے چہرہ انور پر ایسے موقع پر فرحت اور مسرت کے آثار پیدا ہو جایا کرتے تھے۔ صاحبزادہ غلام نقشبند صاحب حافظ قرآن ہیں اور جامع رضویہ واقع لائلپور سے فارغ التحصیل ہیں۔ روحانی فیض سے روز افزوں ترقی یاب اور بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ آپ کا چہرہ اقدس اس کا شاہد حال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بھائیوں کیساتھ سلامت رکھے اور دیر تک ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ صاحبزادہ غلام مجدد صاحب حصول تعلیم میں سرگرم ہیں۔ اور میٹرک کا امتحان امسال یعنی ۵۵-۱۹۵۶ء میں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو کامیاب فرمائے نہایت ذہین اور ہونہار ہیں دیگر صاحبزادگان بھی دینی و دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

ایک دفعہ حضور قبلہ عالم فرمانے لگے کہ عزیزم افتخار احمد حضور انور کا دوہتا کسی بات پر ناراض ہو گیا تو اپنی والدہ اور حضور نانی صاحبہؒ کے ساتھ کہنے لگا کہ غلام نقشبند کے خدا کر کے بہت بھائی ہوں۔ اس طرح ان کی زمین تھوڑی ہو جائے۔ سب ہنستے تھے اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت ہنسے۔ اور عزیز مذکور کے ساتھ بہت شفقت فرمائی۔

اس موقعہ پر نہایت کوتاہی ہو گی۔ کہ میں عزیزم عزیز از جان صاحبزادہ محمد مقبول شاہ صاحب کا ذکر درج نہ کروں۔ عزیز مذکور حضور قبلہ عالم کا بڑا دوہتا ہے جو حضور کی بڑی صاحبزادی کا فرزند اکبر ہے۔ میں اس کی ذات پر جتنا بھی فخر کروں بجا ہے۔ عزیز مذکور کچھ عرصہ برج دافعہ ضلع لائل پور میں میرے پاس زیر تعلیم رہا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ اور اپنے ماموں صاحب جناب حضرت خواجہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین کے ساتھ اُسے الفت تام رہی ہے اور تمام کاروبار اُس کی وساطت اور رائے سے سرانجام پاتے ہیں۔ روحانی فیض سے سرشار ہیں اور چہرہ شریف سے متعلقہ تمام بزرگ حضرات کی توجہ اور الفت کا مرکز ہیں اور وہ بھی سب کیساتھ کمال شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین ثم آمین۔ راقم اور میرے خاندان سے ان کی بڑی شفقت و کرم کی نظر ہے۔ وہ سفر و حضر میں ہر دم حضور صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کے انیس و جلیس ہیں۔

حضور صاحبزادہ صاحب جب دوسرے حج ۱۹۴۹ء سے واپس تشریف لائے تو سمندری واقع ضلع لائل پور میں راقم کے پاس تشریف لیگئے۔ وہاں میں ہائی سکول میں فارسی مدرس تھا لوگوں نے حضور سے دریافت کیا کہ حضور پاکستان کے متعلق بھی کوشش کامیاب ہو گی۔ حضور نے خوش ہو کر فرمایا کہ پاکستان کے قیام کی خوشخبری رسالت مآبؐ نے دے دی ہے۔ ضرور قائم ہو گا۔ متفقہ طور پر روضہ مقدسہ کے پاس دعا کی گئی تھی اور اس کے قیام کا ارشاد ہو چکا ہے۔ یہ بات تقسیم سے پہلے کی تھی۔ عام لوگوں کو بلکہ خواص کو بھی جو ملکی معاملات میں ماہر تسلیم کئے جاتے تھے یقین نہ آتا تھا۔ آخر خدا کے فضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے پاکستان معرض وجود میں آگیا اور حضرت خواجہ صاحب کے ارشاد مبارک کی صداقت کا بھی ظہور ہو گیا۔ الحمد للہ آپ کی کرامات کا ہر لحظہ ظہور ہو رہا ہے۔ خلقِ خدا کو اپنے فیوضات سے مستفید فرما رہے ہیں۔

آپ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں۔ اس لئے مقامات عروج بعجلت تمام طے ہو گئے ہیں۔ چورہ شریف میں آپ آفتابِ درخشاں کی طرح ہیں جن سے کاملین بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور کا سایہ مبارک دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

محمد افضل گجراتی

مرثیہ حضرت سید شاہ صاحب عارف باللہ

مسند آرائے چورہ شریف

تڑپ رہی ایہ دیدیاں وچ ایہ خلش کس خار دی　　ہائے اوہ رونق نہیں چورہ تیرے گلزار دی

لوٹ لیندے تلب وچ ارمان تیری دید دے　　اٹھ رہی اے نہیں دل وچ حسرتِ دیدار دی

چھا گئے بادل غماں دے سر تے میرے چار سو　　کر دتے طوفان بپا باران چشم زار دی

گھپ گیوں راہ وچ تتی نوں دس گیوں نہ کجھ پتہ　　تیں بناں کنج طے ہو منزل وادی پر خار دی

ڈھونڈدی پھردی ہاں ڈاڈا وادِل ٹھکراں ماں دی — دس نہیں پیندی مینوں کیہڑے مر انوار دی
چورا چورا ہو گیا شیشہ مرے دل دا حضورؐ — آئی جد خالی نظر مسند تیرے دربار دی
فرش تھیں تا سقف ہے تصویرِ غم بنتی تیری — حیرت آئینہ صورت ہے در و دیوار دی
سوختہ لالہ سرو شسشدر پریشاں پھول پھول — نوحہ زن ہے سرنگم ہر شاخ گل گلزار دی
دیکھدا اے اٹھ اٹھ نیئوں شمشاد تیرا منتظر — تک رہی ایہ راہ تیرا اکھ نرگس بیمار دی
دیکھ کنج آتش ہجر وچہ جلن پروانے تیرے — اٹھ دکھا صورت ذرا توری شمع رخسار دی
اٹھ لحد تھیں ہو ذرا بیدار خوابِ ناز تھیں — کردوا میرے مسیح اس ہجر دے آزار دی
داستان تیری کرامت دی کراں میں کی بیاں — اک نگاہ تیرے کرم دی ڈبدیاں نوں تار دی
پھردا اے اکھیاں دے وچہ او قادیاں دا نقشہ — ہو گئے قائل عدو تک کے جھلک انوار دی
چھڈیا نہیں ہر کٹھن وچہ توں دامن محبوب حق — یاد تازہ کر گیوں بن وچہ تو یار غار دی
سال رحلت لکھدیا آئی ندا ایہہ غیب تھیں — کر رقم تاریخ وصل جھادی ابرار دی
نور محمد باداجی حضرات ملاں دی طفیل — شاخ گل پھوٹے سدا اس فیض دے گلزار دی
مولانا قبلہ شفیع محمدؒ شاہ نقشبند — رکھ سلامت یا خدا سلک ایہ دُر شاہوار دی

ہے دعا صدقہ رسولِ پاک خواجہ نقشبند ۱۳۵۶ھ
ہو وے منظوری کدی افضل سگ دربار دی
۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ
سکیپر جسب یی

(۱) جناب سید شاہ آں قبلہ عالم — گرفتہ قرب حق جاٹیت لاریب
بباغستان نوری گلبن بود — برنگ وائے رنگین و بے عیب
زہاتف جستت چند سال ترحیل — زانجم نوردی گفتہ بہشتِ غیب
۹ ذیقعد ۱۳۵۷

دیگر

حضور قبلہ عالم جناب سید شاہ — روان بخلد شدند از پئے لقاء آلہ
ز دار فانی سفر کرد سوئی دار بقا — فتاد شورہ الم در جہان بحسرت واہ
(۲) بہ ہجر آں شہ والا بدرد و مہجوری — شدند گریاں و نالاں مریدشام و پگاہ
سن وصال چو حیدر ز ہاتفی پرسید — بگفت بادل زار زینفر اللہ خواہ

ختم الطریقۂ نقشبندیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

۱- طریق ختم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اوّل پانصد مرتبہ درود شریف بخواند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ پانصد مرتبہ سُورۃ اخلاص سہ بار سُورۃ یٰسٓ بخواند برضائے خدا و خوشنودے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بخشد۔

طریق آخر :- ہفت بار سُورۃ فاتحہ صدبار درود شریف مذکور بخواند۔ بعدہٗ یک ہزار بار و ہشتاد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بگوید۔ و ہر صدبار مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ بعد صدبار درود شریف بروح آنحضرتؐ بخشد۔

۲- ختم صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ صدبار یَا مُعْطِی ہزار بار و ہشتصد یا معطی السائلین یکبار۔ درود شریف صدبار۔ ہر کہ ایں را لازم گیرد بسیار عطاہا بے سوال یابد۔ ایں اسم جہت نوح بسیار خواندے۔ و خوانندہ ایں اسم تادہ جمعہ از جمیع خلق بے نیاز گردد۔ الآخر- سحر برخاستہ وضو کند- و دو رکعت نماز بگزارد۔ در ہر رکعت بعد فاتحہ اخلاص

سہ بار بعد سلام سر بسجدہ بنہد یک صد یازدہ مرتبہ یا صمد بگوید۔ بعد سر برداشتہ
دست بدعا سہ بار اخلاص سہ بار درود شریف یکبار و من یتق اللہ الخ لارادۃ اللہ
ورسولہ۔ بروح حضرت ابابکر صدیق رض گذارند۔ وازیں نام حضرت صدیق رض دفتر صدیقاں گشتہ
من دام علیہ کان من الاصدقاء

۳۔ ختم عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

الحمد شریف سات بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَادِلِیْن صد بار یا عادل
صد بار و بہر صد بار یا عادل اعظمی من ظلم الظالمین والمرتاب بحرمت عمر
ابن الخطاب درود شریف صد بار ہر کہ لازم گیرد از شر ظالماں و شریراں وشیطان ایمن گردد۔

۴۔ ختم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سورۃ فاتحہ ہفت بار یا نور یک ہزار بار بہر صد یا نُوْرَ قلبی ابنود محرقلبی بحرمت عثمان
ابن عفان یکبار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النُّوْرِیْن صد بار بوقت شب بخواند الآخر
درود مذکور صد بار یا غنی یک ہزار بار بہر صد بار اغننی بفضلک وجودک والاحسان بحرمت
عثمان ابن عفان درود شریف صد بار ہر کہ لازم گیرد۔ غنی گردد۔

۵۔ ختم حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سید الاکرمین صد بار یا کریم یک ہزار بار
بہر یک صد سُبْحَانَ رَبِّیَ الْکَرِیْمِ بالعفو یا خیر الناصرین درود شریف صد بار
الآخر بعد مذکور صد بار یا علی یک ہزار بار بہر صد یکبار سبحان ربی الاعلیٰ درود شریف
صد بار بخواند۔

۶۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحَسَنَیْنِ صد بار یا حی یا قیوم پانصد بار چہل بہر صد بار برسد۔ یا حنّان یا منّان یا ذوالجلال والاکرام بخواند۔ بعدہٗ صد بار درود شریف مذکور بخواند بروح پُرفتوح ایشاں بہ بخشد۔ ہر کہ ایں ختم لازم گیرد۔ حق تعالیٰ او را پنج مرتبہ بدہد۔ اول متصرف دلہا مرداں و زناں شود۔ یعنی محبوب دلہا زمانہ گیرد۔ و از بغض و حسد تمام رہائی یابد و وے در قوم مقبول گردد دوم صاحب و غنا گردد۔ و از فقر و غمیں رہائی تمام یابد سوم از حادثات دینوی و از جمیع ضرر ہائی ایمن گردد و بے غم و آسودہ شود۔ چہارم پیش امیر و حاکم سرخرو باشد و یرا مسخر باشد۔ و ہیچ ضرر و یرا نتوانند رسانند۔ و از ذلت و شرمندگی ایمن گردد پنجم صحت و تندرستی بدن یابد۔ و بعظمت و شرافت و جمعیت وے ہیچ کس نرسد۔

۷۔ ختم اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

درود شریف صد بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمَخْلُوْقِیْنَ پانصد بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہر صد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ یکبار بعدہٗ درود شریف صد بار۔

۸۔ ختم فاطمۃ الزہراء بنت رسول رضی اللہ عنہا

سورۃ فاتحہ سہ بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْفَاتِحِیْنَ صد بار یا فتاحُ یک ہزار بار بہر صد بار۔ یا فتاح افتح علینا ابواب الخیر والرحمۃ وَشَوْقِ لِقَائِکَ یَا اللّٰہ بحق فاطمۃ الزہراء درود شریف صد بار برائے ہر مہم ایں ختم را بعد از خفتن لازم گیرد۔ لبسیار فراخی شود۔

۹۔ ختم اُم المومنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمَعْشُوقِیْنَ صدبار واللہ المستعان

سہ صدبار بعدہٗ درود شریف مذکور صدبار بخواند۔

۱۰۔ ختم عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہ

فاتحہ سورۃ ۱۰ بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُسْلِمِیْنَ صدبار۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یک ہزار بار۔

رہبر صدبار لَا اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یکبار درود شریف صدبار۔ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا

عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ صدبار یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ صدبار

۱۱۔ ختم خواجہ اویس کرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد سَیِّدِ المسبحین صدبار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ صدبار سُبْحَانَ

رَبِّیَ الْکَرِیْمِ صدبار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی صدبار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْوَھَّابِ صدبار

سُبْحَانَ رَبِّیَ الفتاح صدبار درود شریف صدبار سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

ہفت بار

۱۲۔ ختم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الصَّادِقِیْنَ صدبار یَا صَادِقُ یکہزار بار رہبر

صد انت الصادق اجعلنی من الصادقین یک بار درود شریف صدبار۔

۱۳۔ ختم حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الواعظین صدبار یَا عَظِیْمُ یک ہزار بار

بہر صد بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم یک بار درود شریف صد بار۔

۱۴۔ ختم شفا

عَنْ جابر رضی اللہ عنہ ان حضور صلی اللہ علیہ وسلّم۔ قال علمنی جبریل علیہ السلام دواء لا یحتاج بعدہٗ الی دواء الطباء وَالحکماءِ فانہ خذ کوزًا فاملاءِ بہ ماء فاقرءِ علیہ فاتحۃ الکتاب سبعین مرۃً وآیتہ الکرسی سبعین مرۃً وقل ھواللہ سبعین مرۃً وسبحان اللہ سبعین مرۃً والصلاۃ سبعین مرۃً ثم اشرب الماء قدحًا من الغدو دالعشاء سبعۃً ایام فوالذی نفسی بیدہٖ ان اللہ تعالٰے یرفع عنہ کل داءٍ فی جسدہ ولحمہٖ لجب السنتہ ویرسل علیہ الف الف رحمۃ والمغفرۃ ویخرج من قلبہ الشرک والکذب والبخل ویحصل العافیتہٖ

۱۵۔ ختم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

اول صد بار یَا مَالِکُ بخواند وبہر صد کہ برسد یا مالک یاذوالجلال والاکرام بگوید بعدہٗ درود شریف صد بار بخواند بروح امام مالک بخشد۔ خواندنِ ایں ختم روشن دل شود تونگر گردد حاجات ومہمات او برداریں ساختہ شود۔ ہمہ مشکلات وے حل گردد۔

۱۶۔ طریقہ ختم ہائے ہفت خواجگان نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالٰی

زختم خواجگاں گویم حکایت | کہ دارم از مشائخ ایں روایت
چوں آید بندہ را مشکلے پیش | کہ دفعش را نیاید مرد دل ریش

کند ختم و مراد خویش جوید — کہ در ختم او سخن باکس نگوید
بہر نیت کہ خواند مستجاب است — سوالش را بسوئے حق جواب است
شب جمعہ بخواند یا دوشینہ — بوقت شب ہائے دیگر نام وجہ
طہارت سازد اول اے برادر — بدن را از حدث سازد مطہر
زاول چوں شود توفیق یارش — بخواند فاتحہ تا ہفت بارش
درود آنگہ فرستد بر پیغمبر — زبعد فاتحہ صد بار دیگر
الم نشرح بخواند ہفتاد و نہ بار — چوں خواندے ایں دردے مرد ہشیار
ہزار و یک بود رخصت پس آنگہ — بہ بسم اللہ بخوانی قل ہو اللہ
بآخر بار اے مرد نکو کار — بخوانی فاتحہ تا ہفتش بار
چوں اول بار ہم صد بار دیگر — درود از جان فرستد بر پیغمبر
برائے انقطاع از عجز و زاری — بسوئے قبلہ روے خویش آری
تو ختم خواجگاں ہر گہ کہ خوانی — طریقش را بدیں ترتیب دانی
جمیل این نظم را از قول استاد — بہ نظم آورد ہر جانب فرستاد

اسماء خواجگان نقشبندیہ این است

اول خواجہ بایزید بسطامیؒ — دوم خواجہ بوالحسن خرقانیؒ
سوم خواجہ ابو منصورؒ ماتریدی — چہارم خواجہ احمد شیویؒ
پنجم خواجہ یعقوبؒ یوسفؒ ہمدانی — ششم خواجہ عبدالخالق عجدوانیؒ
ہفتم خواجہ بہاؤ الدینؒ نقشبند — بہ ارواح این خواجگان بر بخشند
و حاجت از حق بخواہد — امید است کہ زود حاجت برسد

طریق کبیر:- اول ہفت بار سورۃ فاتحہ بخواند- بعدہٗ صد بار درود شریف ہفتاد نہ بار الم نشرح سورۃ اخلاص ہزار و یکبار ہفت بار فاتحہ صدبار سبحان اللہ صدبار الحمد للہ صد بار لا الٰہ الا اللہ صدبار اللہ اکبر بعدہٗ حَسۡبُنَا اللّٰہُ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر بعدہٗ صدبار

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند المدد خواہم ز شاہِ نقشبند

بعدہٗ صدبار یا قاضی الحاجات- یا دافع البلیات- یا کافی المہمات- یا حل المشکلات یا امام الخائفین- یا مجیب الدعوات- یا شافی الامراض- یا ارحم الراحمین- ہر کہ ایں ختم بخواند- بہ ترتیب مذکورہ نگاہ دارد- و تا مہائے خواجگان نہ شناسد- ختم کردن اورا نشاید اگر نقل فج عمیق-

۱۷- طریق ختم خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ- اول صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ پانصد بار یا خالق- بہر صد یا خالق کل شیءٍ و رازقہٗ و راحمہٗ یا رب بگوید- صدبار درود شریف بخواند بریں لفظ اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ محمّدٍ سیّد المخلوقین بعدہٗ برضائے خداوند و خوشنودی رسول اللہ بروح وے بخشد- ہر کہ ایں ختم لازم گیرد خصوصاً شب جمعہ حق فرشتہ آفریند تا روز قیامت از قبل وے عبادت کند- واجر وے بنویسد- تا روز قیامت روح آں بندہ منور و تاباں گردد- و پلہ حسنات وے گراں شود-

۱۸- طریق ختم شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ- اوّل صدبار درود شریف بخواند- بعدہٗ پانصد بار لا الٰہ الا اللہ بخواند بہر صد کہ برسد محمد الرسول بگوید- بعدہٗ صدبار درود شریف بگوید- لفظ اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ محمّدٍ سید الاشجعین بعدہٗ صدبار ایں بیت بگوید

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند المدد خواہم ز شاہ نقشبند

۱۹- طریق ختم حضرت عبیداللہ احراری قدس سرہٗ- اول صدبار درود شریف بعدہٗ یکہزار صدبار شیئاً للہ یا خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار بخواند- صدبار درود شریف ایں بخواند

اللّٰھم صل علی محمد سید العابدین بعدہٗ برضائے خدا خوشنودے حضور بروح وے بخشد

۲۰۔ طریق ختم حضرت یا باقی باللہ قدس سرہٗ اول صد بار درود شریف پانصد بار یا باقی انت الباقی بخواند بعدہ صد بار درود شریف بخواند برضائے خدا خوشنودے حضور علیہ السلام بروح وے بخشد ہمہ اعمال وے قبول افتند وہر کہ در سہو درماندہ باشد سہ شب جمعہ این ختم لازم گیرد۔ واہم او بآسانی برآید

۲۱۔ طریق ختم شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ ۔صد بار درود شریف این اللّٰھم صل علی محمد سید الموحدین صد بار یا واحد وہر صد بار رسد یا احد یا صمد یا ذوالجلال والاکرام بعدہٗ برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد ختم لازم گیرد۔ بسیار آثار عیش از ملائکہ معائنہ کند وحضرت ابراہیم علیہ السلام از برکت اسم یا احد از آتش موقوف شدہ ہر کہ وقت تنہائی ہزار بار بخواند بالوا گیرد۔

۲۲۔ طریق ختم حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ ہفت بار الحمد شریف صد بار درود شریف پانصد بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بخواند۔ بعدہٗ سات بار الحمد شریف صد بار درود شریف بخواند اللّٰھم صل علی محمد سید الحامدین ثواب این ختم برضائے خدا تعالیٰ وخوشنودی رسول اللہ وبروح پر فتوح حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی بر بخشد این ختم برائے ہر درد ہر مرض وہر رنج وہر آفت وہر حاجت بسیار مفید ومجرب وآزمودہ است ہر کہ مداومت برین نماید جمیع حاجات بسر آید بفضل اللہ تعالیٰ۔

۲۳۔ طریق ختم خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ ۔ صد بار درود شریف اللّٰھم صل علی محمد سید المعصومین پانصد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ صد بار درود شریف مذکور بخواند۔ برضائے خدا خوشنودے حضور بروح وے بخشد پیشکش نماید۔

۲۴۔ طریق ثانی ختم خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہٗ ۔ اول آخر درود شریف مذکور ہزار بار یا محیی ہر صد ادحمنی یا العفو والمغفرۃ یوم یقوم الحساب بخواندہ بعدہا برضائے خدا وخوشنودی حضور بروح وے بخشد وپیشکش کند وہر کہ این ختم لازم گیرد۔ برایں ختم مداومت نماید ہمہ جلب بعد قیامت قبر وحشر ونشر ومیزان وپلصراط بروے سہل گردد بفضل اللہ تعالیٰ بشفاعت کن حضرت محمد معصوم بد

۲۵- طریق ختم حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ- صدبار درود شریف پانصد بار ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم بخواند صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد

ایضاً ثانی- ایشاں کہ اول صدبار درود شریف بخواند- اللھم صل علی محمد سید المتقین بعدہٗ ہزار بار یا مُنتقِم بخواند- و بہر صد کہ برسد یا منعم یا منتقِمُ یاذوالجلال والاکرام بخواند- صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ برضائے خدا و خوشنودی حضور بروح وے بخشد- اگر کسے بجائے دشمن مبتلا شدہ باشد جمیع دشمناں و شر از ایمن گردد- دشمن وے بلائے دیگر مبتلا گردد-

۲۶- طریق ختم خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ- درود شریف صدبار اللھم صل علی محمد سید الابرار پانصد بار یا ارحم الراحمین بعدہٗ صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ ثواب ایں ختم برضائے خدا خوشنودے حضور بروح وے بخشد- ہر کہ ایں ختم لازم گیرد- و بر آں مداومت نماید روز قیامت رب العلمین ہر مومن را کہ گناہی ببخشد- گناہ ایں بندہ نگیرد و بسیار بخشائش الہی و سلامتی ایمان و بہشت جاوداں یابد- بفضل اللہ تعالٰے

۲۷- طریق ختم حضرت قطب الدین خواجہ محمد اشرف حید رحسین قدس سرہٗ- صدبار درود شریف اللھم صل علی محمد سید الاشرفین ہفت صدبار حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر بخواند صد مرتبہ کلمہ تمجید صدبار درود شریف مذکور بخواند برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد-

۲۸- طریق ختم ثانی خواجہ محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ- صدبار درود شریف اللھم لک شرفا علی کل شرف بخواند- و بہر صد و لک الحمد علی کل حالی بگوید صدبار درود شریف بخواند بعدہٗ برضائے خدا و خوشنودے رسول بروح وے بخشد- باید کہ ایں بر سربلندی بخواند- چنانکہ بر سر کوہ بر بام بلند خانہ و دیگرے بلند جائیکہ ایں ختم کند ہر چند جائے کہ در نظر او در آید ہمہ در پلہ میزان نیکی او اندازد و آں عالم کہ زیر وے باشد و برا مسخر گردد-

۲۹- ختم فی الحقیقت قطب الدین محمد اشرف انیست- اول صدبار درود شریف دوم کلمہ تمجید صدبار سوم صدبار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چہارم حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر صدبار- پنجم حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم صدبار- ششم لا الہ الا انت سبحانک انی کنت

من الظٰلمین صد بار - ہفتم وافوضُ امری ان اللّٰہ بصیرٌ بالعباد صد بار - ہشتم درود شریف صد بار - نہم یا سید شاہ قطب الدین محمد اشرف حید حسین امداد صد و یازدہ بار بخواند و دعا کند فاتحہ خواندن طریق ثواب این ختم بروح پرفتوح حضرت مولٰنا پیر دستگیر بزرگوار عالی مقدار حضرت جناب قطب الدین محمد اشرف حسین بہ بخشد - **فوائد** - برائے استقامت وجمعیت معنوی وحصول مقاصد دینی ودفع اعدا اگر توفیق الٰہی شود - باید کہ باعتقاد صادق بعد نماز فجر ومابین عصر ومغرب وشب یازدہم ہر ماہ رجب کہ شب وفات آنحضرت است - ہمیشہ مواظبت دارد وحاجت خواہد - مقصود حاصل شود انشاء اللّٰہ -

۳۰ - طریق ختم قبلہ سید شاہ جمال اللّٰہ ولی اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ علیہ - صد بار درود شریف اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ سیّد المجاھدین بعدہٗ سیصد سیزدہ بار لا الٰہ الا انت سبحانک انّی کنت من الظالمین سیصد سیزدہ بار شیئًا لِلّٰہ یا حضرت مولانا وسبیلتنا فی الدّارین حافظ سید شاہ جمال اللّٰہ ولی اللّٰہ بخواند - صد بار درود شریف مذکور بخواند ثواب این ختم برضائے خدا تعالےٰ وخوشنودیٔ رسول الکریم وبروح پرفتوح حضرت حافظ سید جمال اللّٰہ بہ بخشد -

۳۱ - ایضًا ختم ثانی - اول صد بار درود شریف مذکور بخواند - ہزار بار یا جلیل بخواند - وبہر صد کہ برسد من کل جلیل یا ذوالجلال والاکرام بخواند بعدہٗ برضائے خدا وخوشنودیٔ رسول اللّٰہ وبروح وے بخشد - حق تعالےٰ دل ویرا بمکاشفہ حال بگذارد ویا بمطالعہ جمال بنوازد وہر کس کہ لازم گیرد این ختم را بر خود مظہر ہر دو صفت شود کہ بہ تجلی جلال سوزان باشد کہ تجلی جمال تابان باشد - چنانچہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز فرمودہ کہ مرشد را باید کہ مستتر باشد را ہر دو صفت تربیت کند واز خلیفہ او علاؤ الدین سماع شدہ او میگفتند - کہ اگر جمالش نبودی جلالش جہان را سوختی اگر جلالش نبودی جمالش جہانرا خود برافروختی - شعر

سبحان من تجلی مرۃ بالبسط والوصال　　سبحان من تجلی مرۃ بالقبض والانفصال

۳۲ - طریق ختم کبیر حضرت سید شاہ جمال اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ علیہ - ہفت بار سورۃ فاتحہ با بسم اللّٰہ - سیصد سیزدہ بار درود شریف ہفت بار الم نشرح ہفتاد ونہ بار اخلاص - ہزار وسیصد وسیزدہ بار کلمہ طیب با ختم محمد الرسول اللّٰہ - سیصد سیزدہ بار بعدہ سبحان اللّٰہ تا عظیم صد بار بعدہٗ شیئًا للّٰہ یا شیخ سید جمال اللّٰہ محبوب اللّٰہ پانصد بار استغفر اللّٰہ ربّی من کل ذنب اتوب الیہ صد بار - سورۃ فاتحہ با تسمیہ ہفت بار - درود شریف سیصد سیزدہ بار بخواند

ہر دو ختم حضرت خواجہ ما رضی اللہ تعالےٰ سبحانہٗ وارضاہٗ عنا ایں درود شریف بخوانند اللھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ وعلیٰ جمیعِ اصحابِ محمّدٍ بعدد کل معلوم لک

۳۳-طریق ختم صغیر حضرت سید شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ - اگر کسے را مہمے صعوب پیش آید- باید کہ اول وضو کردہ بعدہٗ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو بخواند- سیزدہ مرتبہ سورۃ فاتحہ با تسمیہ بخواند- بعدہٗ درود شریف صدبار آیۃ الکرسی سیزدہ بار- الم نشرح سیزدہ بار- اخلاص سیزدہ بار یاحی یاقیوم سیزدہ بار- یاذوالجلال والاکرام سیزدہ بار یاعزیز سیزدہ بار سبحان اللہ تاعظیم سیزدہ بار استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھوالحی القیوم غفار الذنوب و اتوب الیہ سیزدہ بار شیئاً للہ یا شیخ سید شاہ جمال اللہ ولی اللہ امداد اللہ سیزدہ بار سورۃ فاتحہ سیزدہ بار- درود شریف صدبار وفاتحہ کند بر واحدانیت حضرت رضی اللہ بخواند حاجت خواہد حضرت ایشاں او مراقدس سرہٗ شفیع آرد - برادر رسد باذن اللہ

یا انیس یا رحمٰن یا رحیم سیزدہ بار

۳۴-طریق ختم حضرت سید شاہ محمد علیلی قدس سرہٗ - صدبار درود شریف - پانصد بار لا الہ الا اللہ نصیر الامور ثواب برضائے خدا و خوشنودی حضور بروح وے بخشد - ایضاً

۳۵-ختم ثانی - صدبار درود شریف اللھم صل علی محمدٍ سید المرحومین پانصد بار انہٗ ھوالبر الرحیم صدبار درود شریف مذکور بخواند- ثواب برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد-

۳۶-طریق ختم حضرت خواجہ محمد فیض اللہ نیراہی ولی اللہ قدس سرہٗ - صدبار درود شریف اللھم صل محمدٍ سید الفائزین ہزار بار یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم ہر صد بار گوید یاحی یاقیوم بگوید- صدبار درود شریف مذکور بخواند ثواب برضائے خدا خوشنودی حضور بروح وے بخشد پیشکش نماید بر مرض کہ بعد از نماز دیگر برایں ختم مداومت کند در قریب الامان از اں رنج نجات یابد و از برائے ہر مطلب مفید مجرب است و صاحبان ایں ختم مقرباں درگاہ باشد و در روز قیامت از شفاعت محروم نماند- ولائق شفاعت گردد-

۳۷-ایضاً ختم ثانی - اول صدبار درود شریف مذکور ہزار بار اللہ الصمد دہم صد برسد یا احد و یاصمد یا فرد یاحی یاقیوم صدبار درود شریف مذکور برضائے خدا تعالےٰ خوشنودی رسول اللہ و بروح پرفتوح حضرت محمد فیض اللہ بخشد- ہر کہ ایں ختم لازم دارد- از ہمہ دعا جملہ امور قبول گردد از مقصود غنی گرداند- و ایں ختم ہنوز الہام شدہ و حضرت جناب محمد فیض اللہ ولی اللہ رحمۃ اللہ قدس سرہ العزیز-

۳۸- طریق ختم حضرت قبلہ خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ - صد بار درود شریف اللھم صل علیٰ محمد سید الانورین بعدہٗ ہزار بار یا نورُ بہر صد بار نورٌ علیٰ نور اللھم نور قلبی بنور معرفتک یا اللہ صد بار درود شریف مذکور ثواب برضائے خدا و خوشنودی حضور بروح وے بخشد - ایں ختم بوقت خفتن بخواند نورٌ علیٰ نور گردد

۳۹- طریق ختم ہادی نامدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ - صد بار درود شریف بخواند - سہ ہزار بار یا اللہ بخواند - ثواب ایں ختم برضائے خدا تعالیٰ و خوشنودے حضور بروح پر فتوح حضرت ہادی صاحب قدس سرہ العزیز بر بخشد - ایں ختم مداومت بوقت خفتن بخواند - قلب او زندہ شود -

۴۰- طریق ختم ثانی آنحضرت - صد بار درود شریف - ہزار بار یا ہادی انت الہادی و بہر صد اھدنا یا ہادی دھنما بخواند بعدہٗ صد بار درود شریف مذکور -

۴۱- طریق ختم ثالث آنحضرت - صد بار درود شریف - ہفت صد بار الا الی اللہ تصیر الامور بعدہٗ درود شریف بروح وے بخشد -

۴۲- ختم رابع آنحضرت - اول آخر صد بار درود شریف - ہزار بار الف الف بہر صد اللھم بینی وبین حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بروح ایشاں بعد نماز فجر بخشد -

۴۳- ختم حضرت باباجی فقیر محمد صاحب لحافظوی - سات بار الحمد شریف صد بار درود شریف اللھم صل علیٰ محمد سید الاولین والاخرین پانصد بار یا عزیز بہر صد من کل عزیز سات بار فاتحہ صد بار درود شریف

۴۴- طریق ختم حضرت قبلہ عالم مجدد چودہویں صدی قبلہ و کعبہ حضرت محمد سید شاہ صاحب چوراہی سات بار الحمد الخ صد بار درود شریف اللھم صل علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد فی کل وقت وحین - بعدہٗ یا صبور پانصد بار بخواند بعدہٗ درود شریف صد بار الحمد شریف ہفت بار بخواند - برضائے خدا تعالیٰ و خوشنودی بروح پر فتوح قبلہ عالم حضرت سید شاہ صاحب چوراہی بر بخشد

ختم خواجگانِ نقشبند

اسامی در مذہب نعمان شد سر اتلقین	در سلک آں خواجہ بہاؤ الدین
اسامی ہفت حضرت خواجہ اند	بر کتاب معرفت دیباجہ اند

خواجہ بایزید شاہ بسطامی	کہ ازو نام فقر شد نامی
خواجہ ابوالحسن شہی خرقان	کوست دین قویم را برہان
خواجہ احمد یسوے را میدان	خواجہ ابومنصور ماترید مکان
خواجہ ابویوسف رفیع القدر	خواجۂ عبدالخالق مجد وانے بدر
خواجہ رہنمائے بہاء الدین	باد بر روح شاں فدا دل و دین
ہفت خواجہ بزیر ہفت طباق	باد بر مخلصان اہل وفاق
وضع کردند از کلام قدیم	ختم بہر فتوح خلق عمیم
ہر کہ خواند ورا بہر مطلب	دہد او را خدا بفضل عجب

تشریح:- تفصیلش آنکہ اول ہفت بار سورۃ فاتحہ بخواند بعدہ صد بار درود شریف بعدہ الم نشرح ہفتاد و نہ بار بخواند بعدہ یک ہزار و یکبار سورہ اخلاص بخواند بعدہ سورہ فاتحہ ہفت مرتبہ بخواند بعدہ درود شریف صد بار بخواند بعدہ صد بار سبحان اللہ بعدہ صد بار الحمد للہ بعدہ صد بار اللہ اکبر بعدہ صد بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ بعدہ صد بار استغفر اللہ بعدہ صد بار حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر بعدہ صد بار شیئاً للہ چوں گدائے مستمند - المدد خواہم ز شاہ نقشبند - بعدہ صد صد بار یا قاضی الحاجات یا دافع البلیات یا کافی المہمات یا حل المشکلات یا امان الخائفین یا مجیب الدعوات یا شافی الامراض یا منزل البرکات یا ارحم الراحمین آمین ہر کہ ہذا ختم کند و این ترتیب نکند نام خواجہا نشاسد ختم کردن او را نشاید اگر میکند راست نیاید نقل فی عمیق۔ نقشبندان چہ عجب قافلہ سالارند - کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

طریق ختم خواجگان چشت اہل بہشت اینست کہ کس را مہم صعب و مقصود دشوار پیش آید باید کہ وضو تازہ کند۔ و دو رکعت نماز نفل بگذارد و در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۃ اخلاص سہ بار بخواند و بعد از سلام در ختم سخن بدین و با شارت اسلامۂ کند اول چہار مرتبہ درود کہ در تشہد خوانند با بسم اللہ بخواند بعدہ چہار ہزار اسم ذات یا اللہ بخواند و مقصود خود بدل بگذارد بعدہ درود نماز با بسم اللہ چہار مرتبہ بخواند بعدہ سورۃ فاتحہ با بسم اللہ سہ بار بخواند بعدہ سورۃ اخلاص با بسم اللہ نہ ۹ بار بخواند و ثواب این ختم بارواح خواجگان چشت بہ بخشد و پیش کش کند مقصود او بسر آید اسماء خواجگان چشت این اند اول خواجہ ابو اسحاق شامی دوم خواجہ ابو احمد ابدال فرشانہ چشتی سوم خواجہ ابو محمد چشتی چہارم خواجہ

ناصر الدین ابو یوسف پنجم خواجہ قطب الدین مودود چشتی ؎

ہر کہ خواہد جنت الماوا بہشت گو بگیرد دامن پیران چشت

طریق ختم درذکر ہفتہ ہر کہ این ختم را در یک ہفتہ لازم گیرد ہر حاجتے کہ خواہد خواہ حضور قلبی و یا علم یا دنیا یا دفع دشمن وغیر ذلک ہمیشہ بیشک روا گردد و ہذا ترتیب روز شنبہ ہزار بار یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ روز یکشنبہ ہزار بار بگوید اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ روز دوشنبہ ہزار بار بگوید لاحول تا آخر روز سہ شنبہ ہزار بار بگوید استغفر اللّٰہ واتوب الیہ روز چہار شنبہ ہزار بار یا ذی الجلال والاکرام روز پنجشنبہ ہزار بار سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ بخواند روز جمعہ ہزار بار لا الہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین۔ طریق ختم از برائے صفا صورت ہر روز وضو کند رو بسوئے آسمان آرد و کواکب در تصور آرد اگر در خانہ باشد ہمین تصور کند اول صد بار این درود بخواند اللّٰھم صل علی محمدٍ سید العابدین بعدہ پانصد بار این آیۂ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحانک وقنا عذاب النار۔ واعوذ باللّٰہ بر ہر صد بگوید زیادہ نگوید طریقہ از برائے مقاصد دینی و دنیوی این ختم لازم گیرد ہمہ مشکل بسر آید اول صد بار درود بخواند بعدہ ہزار بار یا قاضی الحاجات بخواند و حاجت خواہد حل گردد بعد سہ بار این رباعی بیک نفس بخواند رباعی

یارب بہ یکشایہ دلم از توبہ درے بی منت مخلوق رسان ما حضرے

این باقی عمر من چنان دار مرا کز من نرسد ہیچکس درد سرے

ہمہ مشکلات حل گردد ۱۲ نقل امیر کلال

طریقہ ختم حضرت عبدالعزیز تمیمی الیث اول صد بار درود بخواند بعدہ پانصد بار یا عزیز و ہر صد کہ برسد یا عزیز من کل عزیزٍ یا ذو الجلال والاکرام بگوید باز صد بار درود بگوید برضائے خدائے و خوشنودی رسول اللّٰہ بروح فتوح وی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد ہیچکس در دنیا و آخرت محتاج نگردد و بطاعت و عبادت حق تعالیٰ در آید و عزیز عند اللّٰہ گردد بفضل کرم وے

طریقہ ختم حضرت شیخ الاسلام مصلح الدین اول و آخر صد بار این درود بخواند اللّٰھم صل علی محمدٍ سید المسلمین بعدہ پانصد بار یا سلام بخواند و ہر صد کہ برسد سلام قولاً من رب رحیم بگوید باز برضائے خدا و خوشنودی رسول اللّٰہ بروح پر فتوح وی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد از صفات ذمیمہ بصفات حمیدہ منجلے گردد و یا شفا سلام یا اہل اسلام

اقدام نماید و اگر برائے دفع بیماری این ختم بخواند بہر صد کہ برسد بخواند سلّمنی من الامراض یاشافی الامراض صحت و تندرستی یابد

طریقہ ختم حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم قدس سرہ اول و آخر صد و یازدہ بار این درود بخواند اللھم صل علیٰ محمد سید الصالحین بعدہ یازدہ صد و یازدہ بار یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ بخواند برضائے خدا و خوشنودی رسول بروح پر فتوح بر بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد بوقت معین حق تعالیٰ جملہ مشکلات وے حل گرداند و ہمہ مہمات او بسر آید و جمعیت خاطر حاصل گردد **ایضاً طریق ختم حضرت غوث اعظم** رضی اللہ عنہ اول و آخر صد و یازدہ بار این درود بخواند اللھم صل علیٰ محمد سید القادرین بعدہ یازدہ صد و یازدہ بار یا قادر بخواند کہ بہر صد کہ برسد بگوید انک علیٰ کل شیئ قدیر۔ پس برضائے خدا و خوشنودی رسول اللہ بروح پر فتوح پیر صاحب بہ بخشد و پیش کش نماید ہر کہ درین ختم مداومت کند بر ہمہ دشمنان قادر گردد و دشمنان وی مقہور و مغلوب گردند این نامی است کہ حضرت ادریس علیہ السلام از برکت این نام بر قوم خود نبوت یافت و ہر کہ در وضو کردن در ہر عضوی شستن یا قادر گوید بر جملہ خصماں غالب شود و ظفر یابد **ایضاً ختم ثالث آنحضرت غوث الاعظم** اول و آخر یازدہ صد بار درود مذکور بخواند بعدہ یازدہ صد بار الم اللہ لا الٰہ الا ھو بخواند بروح ایشاں بہ بخشد بر دشمنان غالب و قوی تر گردد **طریق ختم حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی** اول و آخر صد بار این درود بخواند اللھم صل علیٰ محمد سید الاشجعین بعدہ ہزار بار یا ودود بخواند و بہر صد کہ برسد سبحان ربی الودود بگوید بعدہ برضائے خدا و خوشنودی رسول خدا بوی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد محبوب زمانہ گردد و اگر میان زن و شوہر صلاح نباشد بر چیز شیرین بخواند و بید بخوراند راضی و خوشنود شوند۔ **طریق ختم قلندر اجمیر معین الدین چشتی** اول وضو کند و دو رکعت نماز نفل بگذارد و در رکعت اول بعد فاتحہ والضحیٰ و در ثانی بعد فاتحہ الم نشرح بخواند و بعد از سلام یازدہ بار این درود بخواند بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم وصل علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ کل ملائکۃ المقربین وعلیٰ عبادک الصالحین برحمتک یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین بعدہ سورہ فاتحہ ۱۱۱ آیۃ الکرسی ۱۱۱ سورہ اخلاص ۱۱۱ کلمہ تمجید ۱۱۱ بعد ۱۱۱ این دعائے بخواند استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ بعدہ ۱۱۱ یا حضرت خواجہ بزرگ شیخ الہند خواجہ معین الدین چشتی اغثنی وامددنی حاجتی یک بخواند بعدہ برضائے خدا و خوشنودی رسول بروح وے بہ بخشد بسیار مشکلات و بیشمار حاجات روا کردند **طریقہ ختم ابو نجیب الدین سہروردی** اول و آخر صد بار یا مجیب یا نصد بار بخواند و بہر صد کہ برسد بخواند یا مجیب الدعوات باید کہ باواز بلند بخواند بروح وی بہ بخشد ہر کہ این ختم ہمیشہ لازم گیرد از جمیع بلاہا و آفتہا در امان خدا باشد و اسمٰعیل علیہ السلام از برکت خواندن این اسم رستگاری یافت و این نام است کہ از برکت وے عرش عظیم باقی و برقرار ماندہ است **طریقہ ختم سہروردی شہاب الدین** اول و آخر درود اللھم صل علیٰ محمد سید الواھبین بعدہ ہزار بار یا وہاب

بخواند و بروح وے بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد بسیار بخشش بے عوض و بسیار کرم یابد بے غرض بفضل اللہ تعالےٰ
طریقہ ختم شیخ نجم الدین کبروی اول و آخر صد بار درود بخواند اللّٰھم صلّ علیٰ محمد سید المکبرین بعدہ ہزار بار یا جامع
بخواند و بہر صد کہ برسد یا جامع المتفرقین بگوید باز صد بار این بیت بخواند - ہر دم دعا ہمیکنم برخاک میمالم جبین -
جمع کن با دوستان یا جامع المتفرقین - بروح وی بہ بخشد ہر کہ برین ختم مداومت کند خداوند کہ مدت اورا جمعیت خاطر حاصل
شود و پریشانی دفع شود طریقہ ختم حمید الدین سمرقندی کبروی اول و آخر این درود صد بار بخواند اللّٰھم صل علیٰ محمد سید
الحامدین بعدہ پانصد بار یا حمید بخواند و بہر صد کہ برسد یا حمید اجعلنی من الحامدین بگوید بعدہ صد بار درود
بخواند برضائے خدا و خوشنودی رسول اللہ بروح وے بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد و مداومت نماید زبان وے از فحش و غیبت و
سخت گفتن بند شود و بہ تسبیح و تہلیل روان گردد و بوعظ و نصیحت گویان شود بامر اللہ تعالےٰ طریقہ ختم شیخ ستار اول و آخر
ہمین درود صد بار بخواند اللّٰھم صلّ علیٰ محمد سید الساترین بعدہ ہزار بار یا ستار بخواند بہر صد کہ برسد یا ستار العیوب
اغفرنی یا حسن الشاب بستر کہ الجمیل یا غفار بحق شیخ ستار بگوید پس بروح وی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد خدا
پاک جمیع عیبہائے وی در دنیا و آخرت پوشد و شرمندہ نسازد طریقہ ختم شاہ مدار بدیع الدین احمد اول و آخر صد بار این
درود اللّٰھم صلّ علیٰ محمد سید المبدعین بعدہ ہزار بار یا بدیع بخواند و بہر صد کہ برسد یا بدیع العجائب بالخیر یا
بدیع السمٰوٰت والارض یا ذوالجلال والاکرام بگوید بروح وے بہ بخشد جملہ مہمات وے بکفایت رسد و از
تنگی روزگار دارین بفراخی در آید طریقہ ختم شاہ عبد الرزاق بن غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اول و آخر درود صد بار
بخواند اللّٰھم صلّ علیٰ سید المرزوقین بعدہ ہزار بار یا رزاق بخواند و بہر صد کہ برسد ارزقنی رزقا واسعا
یا رزاق المرزوقین بگوید بروح وی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم کند باید کہ روئے سوئے قبلہ زیر درخت باردار کہ میوہ
او شیرین باشد در باغ نشستہ بخواند و بہر صد یک دانہ میوہ دم کند تا دہ دانہ شود بعدہ بکودکان صغیر بخوراند ہر روز
این ترتیب کند بہتر است و خوانندہ این ختم را فتوحات بسیار و رزق بیشمار یابد و از بینوائی خلاص یابد این نام است
کہ فرشتگان بر کشتہا میخوانند و بہ برکت این نام دانہا در خوشہ پیدا میشود برائے روزگار بندگان و مخلوق خود شاہ نقشبند
رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند ہر کہ اسم یا رزاق بسیار گوید غم روزی در دلش نماند - اگر چہ یک برگ یک دانہ غلہ بروئے زمین
نروید حق تعالےٰ وی را روزی از غیب رساند بفضلہ، طریقہ ختم حضرت شیخ فرید شکر گنج چشتی اول و آخر درود بدہ صد
بار اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمد و سلم بخواند بعدہ پانصد بار یا فرد بخواند و بہر صد کہ برسد لا تذرنی فردا
و انت خیر الوارثین بخواند و بروح وے بہ بخشد طریقہ ختم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی چشتی اول و آخر درود
بخواند بعدہ ہزار بار یا قدوس بخواند و بہر صد کہ برسد سبوح قدوس ربنا و رب الملٰئکۃ والروح بگوید و بروح
وی بہ بخشد ہر کہ این ختم لازم گیرد دل او پاک شود از تعلقات بشریت و ہوا ہوس نفسانی و وسوسات شیطانی و ظاہر
بمتابعت شریعت بیار آید تا بجناب اقدس محبوب گردد بفضلہ

تاریخہائے وفات { حضرت پیر سید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذیقعد ۱۳۵۷ہجری یکم جنوری ۱۹۳۹ء
حضرت گل نبی صاحب ۲۸ ذیقعد ۱۳۰۸ھ حضرت خواجہ احمد بی ۲ شوال ۱۲۹۹ھ

اسمائے پیران نقشبندیہ و مجددیہ

اسمائے پیران نقشبندیہ	تاریخ و سنہ وفات	اسمائے پیران نقشبندیہ	تاریخ و سنہ وفات
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول	حضرت عبید اللہ احرار	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ
حضرت صدیق اکبر رض	۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	حضرت محمد زاہد رح	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ
حضرت سلیمان فارسی رح	۱۰ رجب ۳۳ھ	حضرت محمد درویش رح	۱۹ محرم ۹۷۰ھ
حضرت امام قاسم رح	۲۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ	حضرت امکنگی رح	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ
حضرت امام جعفر صادق	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	حضرت باقی باللہ رح	۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ
حضرت بایزید بسطامی رح	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	حضرت شیخ احمد فاروقی	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ
حضرت ابوالحسن خرقانی رح	۱۰ رمضان ۴۲۵ھ	حضرت محمد معصوم رح	۹ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ
حضرت فارمدی رح	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	حضرت محمد نقشبندی ثانی رح	۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ
حضرت ابو یوسف ہمدانی رح	۱۷ رجب ۵۳۵ھ	حضرت محمد زبیر رح	۴ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ
حضرت عبدالخالق رح	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	حضرت قطب الدین محمد [illegible]	۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ
حضرت محمد عارف رح	یکم ماہ شوال ۶۱۵ھ	حضرت جمال اللہ رح	۴ صفر ۱۲۰۹ھ
حضرت محمود رح	۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	حضرت محمد عیسیٰ رح	۷ ذوالحجہ ۱۲۳۲ھ
حضرت علی رامیتنی رح	۲۷ رمضان ۷۱۸ھ	حضرت محمد فیض اللہ	۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ

حضرت بابا سماسی	۱۰ رجمادی الآخر ۷۵۵ھ	حضرت نور محمد باباجیو صاحب	۱۳ رشعبان ۱۲۸۶ھ
حضرت سید امیر کلال	۸ رجمادی الاول ۷۷۲ھ	حضرت خواجہ فقیر محمد رح	۲۹ رمحرم ۱۳۱۵ھ
حضرت خواجہ بہاؤ الدین رح	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	حضرت خواجہ دین محمد	۶ ر ذیقعد ۱۳۲۵ھ
حضرت یعقوب چرخی	۵ رصفر ۸۵۱ھ	حضرت احمد نبی رح	۱۹۱۰ء

حضرت قادر شاہ صاحب رح	۲۷ رصفر ۱۳۷۱ھ
حضرت سیدان شاہ صاحب رح	۹ ر رمضان ۱۳[illegible]ھ
حضرت دوران شاہ رح	۱۹ ر ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
حضرت نادر شاہ رح	۷ ر ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
حضرت رحیم شاہ رح	۲۴ ر محرم ۱۳۷۰ھ
حضرت سید بادشاہ رح	۲۷ ر ۱۳۴۴ھ
حضرت مولوی احمد شاہ صاحب رح	۹ ر رمضان ۱۳۷۰ھ
حضرت شاہ صاحب رح	۱۱ ر ربیع الاول ۱۳۴۸ھ
حضرت رشید احمد رح	۳۰ ر ذی قعد ۱۳۴۰ھ
حضرت حاجی منظور حسین	۲۴ ر ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

غازی محمد کاتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ

حمد الٰہی نامتناہی شہرگ تھیں جو نیڑے
کنت کنزاً مخفیاً تھیں چھپے راز نکھیڑے

پاک محمد سرور عالم نوروں نور اوپایا
لولاک لما دا تاج شرافت سر اوسدے پہنایا

نال اشارے شق القمر تے پتھر موم ہو جاندے
شان نبوت سائل دی وچ مٹھے رو ڑ سناندے

خود خالق حبہ ہے ملائک صل علیٰ فرماندے
بعد خدا بزرگ توئی بس ایتھے سب مکاندے

منبع فیض الٰہی خاتم نبیاں شاہ رسولاں
حشر دیہاڑے شافع ہووے کل مظلوم جھولاں

نور ہدایت دا بھر مالک جیا صدیق بنایا
افضل البشر[1] نبیاں پچھے شان حبہ ہے فرمایا

وقت وصال جنازہ حضرت جاں روضے ول کھڑیا
کھل گیا دروازہ آپے کنڈہ مول نہ اڑیا

نال پیار رسول الٰہی قبروں بول سنائے
حبیب حبیب ملاؤ جلدی غم دلگیری جائے

---

[1] افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

تاج خلافت اونہاں پاسوں پایا سلمانؓ فارس
لوہا دل جو حاضر ہوندے کردے نظروں پارس
کئی حدیثاں شان اونہاندے خود حضرت فرمایاں
سلمان اہل البیت میرے تھئیں گھٹ نہیں وڈیایاں
حضرت ابی محمد قاسم شاہنشاہ زمانہ
شرح صدر داہنجھ اونہاں پھر آیا فیض خزانہ
یحییٰ ابن معاذوں آہ منقول روائیت جانی
شہر مدینے علم عمل وچہ تدوں نہ اونہاں ثانی
عمل نکوئی نہ کوئی کیتا شامت نفسوں اصلا
برکت صالح عمل قاسم دی رَبّ زِدنی علماً
نور الہی صدق صفائی پھر جعفر ہتھ آئی
آل نبیؐ اولاد علی ہور ایدوں کہیہ وڈیائی
اک عورت مفلس بیکس دی گاں مر گئی اوس زمانے
حضرت لنگھے عورت رووے کون کرے خصمانے
رحم آیو نے دعا فرمائی گاں زندہ ہو دوڑی
فرمایا جا حمد خدا پڑھ نہ ہو بی بی کوڑی
باصادقؓ اوس صادق بدلے صدق صفائی لوڑاں
قطرے اک کرم تھئیں تیرے دھین گناہ کروڑاں
پھر سلطان مشائخ بایزید بسطامی
موعظۃ الحسنہ دی نعمت پائی وچہ غلامی
صدیقیؓ تے صادقی نور دا ہوبہو چمکارا
حل مقاصد نوں بس کافی اوسدا اک نظارا

۱ السلمان من اہل البیت ۲ جل جلالہ ۳ جعفر صادق ۱۲

شیخ جنیدؒ آہے فرماندے آکو شبلؒ وچہ خلقاں
بایزیدؒ اساں وچہ آیوں جبریل جیویں وچہ ملکاں
نفس پلید ستایا رحمت بایزیدی منگاں
صادقین دی صحبت چاہاں والضالینوں سنگاں

حضرت شیخ علی بن جعفر ابوالحسن خرقانی
خواجہ بایزیدوں اونہاں پایا نور عرفانی
مولفؔ الٰہی ایسے یاراں نوں فرمایا
چالی سال خدا دل میرا ویکھیا اغیر نہ پایا

تے قرباون رسموں ذاتوں صوفی ناہیں جاپے
خود نہ ہووے اوہ ہے صوفی نگہوں لہن سیاپے
آس امید فضل اوس دے دی میں عاجز بھی رکھاں
تاں ہے نال نگاہ دے جیونکر تاری خلقت لکھاں

خواجہ احمد لیوی نوں پھر حکم ہدایت آیا
جو کوئی صدقوں قدمیں لگا نور و نور بنایا
شفقت رحمت فیاضی دیاں جتول ہوں نگاہیں
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ والے جاندے سدھے راہیں

بعد اونہاندے حضرت بو منصور حضوری پائی
کئی ہزاراں دروازے تے پاوے فیض لوکائی
وانگ سہیل بلندی دھوڑی صبغۃ اللہ تھیں رنگدے
طالب پاون دلی مراداں جو کجھ مونہوں منگدے

شاہ فضیل جو ابن محمدؒ ساکن فارمدی ہے
لقب ابوعلی تے واقف راز خفی جلی ہے
منبع فیض الٰہی ہویا وچہ خلقدے جاری
در تے آوے مطلب پاوے لکھیاں خلقت تاری

شاہ ابو یوسف ہمدانی یوسف وانگ جوانی
مثل زلیخا زیارت والے دیکھ ہوون قربانی
بازغہ وانگوں اگے جلویوں رخت لٹاون دلدا
خودی تکبر حرص ہوانوں اوتھے تھاں نہ ملدا!
سینے پاک کیتے تھیں کر کے روشن کر دے نوروں
پا پا جاوے فیض لوکائی کیا نیڑے کیا دوروں
علم البدن[1] تے دین سکھایو نے عبدالخالق تائیں
غجدواں مزار جناباں ہون نہ صفت ثنائیں
اک دن اک جوان رنگیلا کھپر دا کتیوں آیا
اتقوا[2] فراست مومن دا مضمون جنابوں آیا
فرمایا نے توڑ زنار تے مسلم ہو جا بھائی!
آدہ مضمون ابدائی یارا جے تادھر طلب الہائی
میرے پاس نہ نار نہ کوئی ہوگیا اوہ انکاری
فرمایا جے کپڑے لاہیں تاں ہووی اقراری
کپڑے لاہے جنجوں نکلیا توڑ ایمان لیایا
لا الٰہ الا اللہ اوس کلمہ بول سنایا
میں بھی آس امید کرم دی رکھاں اوس سرکاروں
روز حشر دے کرے منور اکھیں نور دیداروں
حضرت شیخ محمد عارف عارف راز خدائی
اوہ بھی عارف جس نے یاری عارف نال لائی
واہ واہ عارف ریوگری دا عام ہوئی مشہوری
جو کوئی ملیا جام توحیدوں کر دتی مخموری

---

[1] علم البدن و علم الادیان [2] حدیث شریف اتقوا من فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ رع

اوہ خواجہ محمود الخیر نوں نعمت ہوئی حاصل
جس نے شرف زیارت پائی فوراً ہو یا واصل

اکدن خواجہ راتنشی سن بیٹھے حلقے یاراں
اک جناور جیٹا آیا سوہنیاں کرے پکاراں

آکھے علی بہادراں وانگوں ذاکر چاہیے رہنا
نفس ہوا دے بندے وانگوں غافل کاہنوں بہنا

ایس آوازوں سبھناں تائیں مستی چڑھ گئی بھاری
بے خودی تے محویت وچہ محفل ہو گئی ساری

ہوش آئی تے پچھن شیخ علی کھیں رازِ نہانی
اوہ کہیہ سر اساں پر ظاہر کریو سب پنہانی

فرمایا اوہ روح خواجہ محمود مبارک آیا
اساں غریباں دے سر آیا کرن عنایت سایا

درجہ انہاں عطا آہ ہویا طرفوں رب رحیمے
جاون نت خدا جنھے کردا گلاں نال کلیمے

چاہن جیہڑی شکل مشکل ہو آون اوس شکلوں
اِہ مراتب دور دُراڈا باہر فکر دل عقلوں

اوس حکومت دے پھر حاکم ہوئے علی عزیزاں
اس دنیا دیاں چیزاں سبھے جانیاں کل ناچیزاں

جو مزدور خواجہ دے در تے وقت فجر دے آوے
نال عنایت اونہاں شامی واصل ہو کے جاوے

فرماندے ایمان کیا ہے ٹٹنا اتے لگانا
دنیا ولوں دلنوں ٹٹنا نال خدا دے لانا

تے فرمان مرید خواجہ کوئی ہوندا غنچہ وانی!
منصور تائیں اوہ چڑھن نہ دیندا سولی سیج پچھانی
یعنی وحدۃ الوجودوں گڈھ اگے اوس کھڑوا
کہڑی گلوں پھیر بچیارا سولی اوستے چڑھدا
نور الفقر فخری ملیا پھر اوس قبلئہ ہمائیں[1]
ناقص کامل اکمل ہوندے پاندے حق شناسی
شہرہ فیض اونہاں داہویا اندر پنڈاں شہراں
فیض رسولی والیاں ہر جا جاری کیتیاں نہراں
قصر ہندواندے راہوں حضرت طرف بخارا جاندے
قصر عارفاں چھیتی اوہ بن جاسی سن فرماندے
یعنی ایتھے پیدا ہوسی اک عارف مرد حقانی
جسدی نورانیت دا جلوہ ہوسی دوہیں جہانی
جدوں تولد شاہ بہاؤ الدینؒ دا ہویا زمانا
آکھن قصر عارفاں اوسدی خاطر ہے بن جانا
اپنی فرزندی وچہ اس نوں اساں قبولیا آپے
مظہر فیض رسولی سانوں اوہ صاحبزادہ جاپے
سید میر کلال صاحب نوں کیتا آکھ مقررہ
اوس لڑکے دی تربیت اندر فرق نہ رکھیں ذرہ
شان الٰہی اوسنویں ہویا جیہا سی فرمایا
کہنا اوس دا کہنا رب دا مولوی پیچؒ سنایا
سید امیر کلال نوں درجہ جاں ملیا مجذوبی
دیکھن والیاں دے دل اوستے ورت جائے مجذوبی

[1] گفتہ او گفتہ اللہ بود ۱۲

حاضر خدمت ہوون والے اکس ننگا ہے ترُدے
اس دنیا دے مرنے کولوں اوہ پہلاں ہی مردے

ایام حمل وچ والدہ اوہناں دی آپی فرماندی
شبہ والا جے لقمہ کوئی میں بھل بھو لیکھے کھاندی

درد شکم پے جاندا مینوں مبٹ دا ناہ کدائیں
جد تک اوہ لقمہ نہ نکلے سارا قے دے راہیں

سمجھ گئی میں ہویا عنایت مینوں مرد خدا دا
اوس تھیں پچھے جو میں کھاوا نال تاکید دے کھاوا

شاہ بہاؤالدین بخاری پھر پائی سرداری
سلسلے دا پھر نام اوہناں دے نکلہ ہویا جاری

دردمنداں دے دل دی مرہم نقدوں بن کے آیا
جو ڈگا دروازے اوس دے شفقت نال اٹھایا

دے مراداں سن فریاداں مشکل کرے کشائی
دادے نانے دی اوہ نعمت وچ وراثت پائی

والدہ اوہناں تھیں منقول اے چونہہ برساندے آہے
اہ گلاں بلہ وچپادے گی نال پیار الاہے

اوہنوں شاہ مالک کر دکھلایا جیویں فرمایا آہا
سلسلے داخل ہوون والیاں دنیدا دین آلاہا

ذکر خفی دی پیر اوہناں کول کوئی شکایت لیایا
حضرت شیخ بہاؤالدین نے نواں طریق چلایا

یعنی جہت ذکر تھیں اوہ ہن ترک ہمیشہ چھڑوا
فرمایا اوہ جو کوجہ کردا امر اللہ تھیں کردا

لہ ۔ گفتہ او گفتہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ۱۲　سے یعنے اوہنا ۱۲

آپ سخی نئے باپ سخی اہ ڈہوں سخی گھرانہ
اپھنے ادتھے یا شاہ مینوں تیرا ہے خصمانہ
تیری الفت کافی مینوں غیراں کھتیں منہ موڑاں
نظر ترحم میں دل ہووے پھر کیہہ رہندیاں تھوڑاں
نور بھائی دی روشنائی لیجئوبے وچہ آئی
جیوں آیات قرآنی اندر قالوں رمز رسائی
ظاہری علم دلوں حدوں اونہاں سی فراغت پائی
باطن طرفے خواہش دوڑی ہووے کتوں صفائی
خدمت خواجہ دیچہ آئے تئے جا حال نکالی
اولئک الذین ہداہم اللہ دکھہ ہوئی خوشحالی
ایس اشارے غیبی تھیں سر قدماں وچہ جھکایا
پھر دیکھیا جو کوجہ دیکھیا اوہو پایا جو کجہ پایا
شیخ عبید اللہ نے پائی بیعتوں سب خوبی
ہر اک خادم تابعیں ہووے حاصل کشف قلوبی
جامی جیہے زاہد وڈے بن گئے نال نگاہدے
ذالک فضل اللہ یوتیہ او کم بے پرواہ دے
شیخ محمد زاہد نے ہد ریاضت ملی احراہی
جس نے چاہی اوسدی یاری اوس تئے کرم ستاری
کرو عنایت عاجز ہو گئے ڈگاں وچہ دلیراں
نفس شیطان ستایا مینوں دہاں بے تمیزاں
شاہ درویش محمد اوتئے ہوئی خاص تجلی!
پندرہ سال بیعت تھیں پہلے زہد ریاضت ملی

۱۲ اولئک الذین ہدایہم اللہ فبہدیہم اقتدہ

اک دن حالت بھکھ دی اندر منہ ول فلک اٹھایا
خضر علیہ السلام تسلی کارن فورا آیا
کہیا صبر شکر جے چاہیے زاہد دے ول جاؤ
حاضر ہو کے خدمت اندر جو منگو سو پاؤ

آہ گل سن کے نال شتابی حاضر خدمت ہوندے
اوہ بھی اگوں نال محبت داغ دلاندے دھوندے
والد تھیں اسرار معانی پائے شاہ امکنگی
پر اوہ حال لوکاں وں اپنا آہ جانن گل جنگی

کشف کرامت کوئی نہ کردے عاماں اگے ظاہر
مشتاقاں نوں ہر اک رمزوں جلدی کردے ماہر
مخزن فیض امکنگی خواجہ باقی باللہ ہویا
بیج تصوف ہند زمین وچہ اونہاں آ کے لویا

تیزی فیض اندر رکھدے سب تھیں اچیاں شاناں
امام ربانی جیہے خلیفے حاجت نہیں بیاناں
قطب اقطاب امام ربانی شیخ احمدؒ سرہندی
کل طریقیاں نالوں جو رکھدے واہ وا قدر بلندی

زندہ دین رسول کیتا وانگوں پیر گیلانی
ظاہر باطن حال مریداں تے کردے مہربانی
خلق بھی احمد اسم بھی احمدؒ فعل بھی احمد والے
نام لیاں حل عقدے سارے ہوندے دور کسالے

غمگیناں غمخواری کردے بیدلاں تسکیناں!
مسکیناں تے شفقت کردے جڑھ پڈے بیدیناں
فرماون جو اک دن حلقے بیٹھیاں ہویاں سویرے
آہ الہام اچانک مینوں کیتا سی رب میرے

بخشیا تینوں ہور تعلق دالے بخشے نالے
کھاویں غیر واسطہ ہوون کھاویں واسطہ والے

یا مجدد الف ثانی مینوں ذات تیری دیاں چھیراں
شیئاً للہ ترا ستایا ظالم دو ششر یراں!

نور مجددی نے پھر بدلی جان رنگت معصومی
عشاقاں نوں اوس درگاہوں درجے ملے قیومی

مکے دے وچہ اک شخص دا لڑکا مرگیا سائی!
حضرت اگے کرن آزاری آپ دعا فرمائی

دیر نہ لگی لڑکا زندہ ہوگیا ترت دعائیں
تیر کماناں چھٹا موڑے آہ توفیق الاہوں

حضرت خواجہ حجۃ اللہ پھر والی ہوئے ولائیت
گمراہاں نوں نال عنایت دسن راہ ہدائیت

جلدی طے مقام کراندے لگن ناہ مہینے
زیارت فیض بشارت کولوں روشن ہوندے سینے

اوہ عرفان خزانہ ملیا حضرت شاہ زبیرے
اوس زمانے ایسا درجہ ملیا نہ کسی غیرے!

ظاہر باطن حضرت اونے وڈے فضل خدا دے
نال سواری یا پیادہ ہون امیر شہزادے

شاہ گلشن اک مرد الہی عارف ذات خدائی
دیکھ سواری گوڈی اپنی لاہ زمین ٹکائی

تے فرمایا یاراں تائیں جلدی ایس جلاؤ
یاراں عرض گذیتی یا حضرت موجب کجھ بتاؤ

کہیا اوہ امیر سواری شان شوکت دی والا
وچہ درگاہ خداوند عالم رکھے شان نرالا

اردگردے زمین فلک تک نور پیا چھبکارے
شہر تمامی گلیاں کوچے بھر گئے نوروں سارے
ترہیہ ورہے ایس گوڑی اندر کردیاں زہد گذالے
پر اوہ نور کدی نہیں پایا جو اج ہوئے نظارے
کہیا اونہاں اہ سواری شاہ زبیر دی جاوے
سن اہ اسم شریف خدا دا حمد بجا لیاوے
اہ بیٹا ہے پیر میرے دا شرم رکھی رب میری
توں ستار غفار کہیا واہ وا رحمت تیری
اونہاں حیدر حسین ولی تے چا کیتی مہربانی
نال عنایت چا سمجھائے جو اسرار معانی
ماسوئی ریاضت زہدوں اپنا وقت پیارا
وچہ تدریس حدیث گذاراں شوق دلینوں بھارا
حافظ سید جمال اللہ تے بخشش ہوئی حضوروں
ڈگدے دیکھ جمال خدائی جیوں موسیٰ کوہ طوروں
اصلی وطن سیالکوٹ تھئیں رام پورے لا ڈیرا
اپنا فیض جمال دکھا کے گھیر لیا جگ سارا
پھر محمد عیسیٰ مل گئی فقر فخر وڈیائی
سدھے راہ چلانے اونہاں کئی یہود عیسائی
کرن زیارت خضر ہمیشہ دیکھن نور تجلے
ترگئے دوہیں جہانیں اوہ جنہاں ایسے مرشد ملے
ولی اللہ فیض اللہ صاحب کامل پیر نیراہی
ہر خادم دی ظاہر باطن رکھدے پشت پناہی
ظاہری علم دلوں ہو فارغ کیتا پھیرا رادہ
روحی عالم بھی کوئی لبھے سانوں مرد خدا دا

اک ولی دی شہرت سن کے اوتوں قصد اٹھایا
جا کے اوہ بزرگ کھلوتا وچہ نماز دے پایا
ایہہ پہ دونویں پیر رکھے اوس آہے گھٹ کشادہ
ویکھدیاں اے پرتے اوتھوں دلدا دلے ارادہ
ایہہ کردے مینوں جہڑا آپ نہیں کجھ جانے
گمراہاں دے پچھے لگ کے پہنچاں کس ٹکانے
ہور فقیر اک سنیا چنگا اوہ بھی ویکھن جا کے
مرید اوہدے بھنگ گھوٹن بیٹھے دوروں کہن بلا کے
آؤ باباجی چنگے ویلے گھوٹی اوتے آئے
ساڈی پیوئے موجاں لٹو اللہ میل ملائے
پیر اونہاندے آکھیا انہوں تسیں نہ سدو کائی
اہ گھوں نسا اگے اپنے فرق کرہاندا اکھائی
اس واحصہ شاہ جمال اللہ دے وچہ ٹرانے
باقی منزل شاہ محمد عیسےٰ تولہ پہنچا سنے
اتفاقی آہ رام پورے وچہ جا کے نوکر ہوئے
کل امر مربوں وقت تے رب سبحان ڈھوئے
اکدن قصد شکار دی خاطر حافظ نکلے آہے
اوس دن برج اتے سی پہرہ حضرت دلوچہ راہے
نظر اچانک حافظ صاحب پئی جناباں وُتے
اکو نظروں ہویا جو کجھ ہویا آہے اوہ تکتے
حافظ صاحب بوجھ لیا پہ راہوں کرکے زورا
تاگرنے دی سختی بالکل پاون ناہیں کھورا
گھر لیجا کے مسند اوتے کرکے رسم بہتا یا
پھیر ہتھ اونہاندا شاہ محمد عیسےٰ نوں پھڑایا

شاہ محمد علی اکدن طرف خضر دی جاندن
اے فیض اللہ توں بھی جاسیں نال پیا ربلاون
عرض کیتی پا جے احبہ توہیں خضر میرا تے ہادی
تیرا دیکھنا کافی میتوں ایہو فرحت شادی
خوش اعتقادی دیکھ اونہاں دی جوش محبت آیا
سینے نال لگایا پیار دن منزل توڑ پوچا یا
شاہ اسوار میدان حقیقت نو د محمد نوری
والد انہیوں نور عرفاں دی نعمت پائی پوری
اکدن کسے سوال کیتا سی اوہ دسو یا سائیں
آپدے خادم زہد ریاضت بہتے کردے نائیں
تاں ہی طریقیاں نالوں جلدی رتبے پاون
اہ مضمون اساڈے مولا سمجھن وچہ نہ آون
فرمایا محنت اوہ کردے کنگال جنہاں دے باپے
جنہاں گھروں ملے رج کھانا اوہ کیوں کرن سیاپے
کل مقاصد دین دنی دے اکسے نال نظارے
تے جس دیاں بیڑیاں جا اوہ ڈوبے پھر بھلا کون تارے
یا بابا میں فضل تیرے دی رکھاں آس قدیمی!
حال میرے تے کرو ترحم میری دیکھ یتیمی
شاہ نقیر محمد قبلہ تیرا ای چو راہی
جبدے در دی صرف گداہی فخر رکھے اتے شاہی
نال پیار بابا جی صاحب حاجی گل ہلاں دے
جو آیا سو تار دکھایا خالی نہ ہٹاندے
قبلہ عالم شیخ لحاظوی نالے سی مشہوری
شفیق خلیق تے ارحم اکرم سبھے صفتاں نوری

اِہ مضمون حدیث قدسی فرماندے بہتن، وارا ں
جو رضا قضاء میرے تے نا ایں وچوں یاراں
یا بے صبر بلا میری وچہ لم لیشکر نمائی
یا قانع اوہ نہیں عطا فلیطلب رب سوائی

کئی خلیفے عالم فاضل حافظ حاجی قاری
اکبر شان جنہاں دا کردے فیض جنہاں نوں جاری
میں بھکاری لیل نہاری صرف تیرے ہاں دردا
یا سخی محتاج نہ کرنا مینوں ہوری گھردا

جانشین ہوئے پھر حضرت سید شاہ زمانہ
دیکھ طبیعت دی موزونی مفتوں خویش بیگانہ
الولد سر حدیث دا اونہاں شان دکھایا پورا
ہر ہر ملکے شہرہ ہویا واہ دا ہادی چوڑا

طبع سلیم حلیم زبانوں لٹ دلاں لے جاندے
دیکھو لوکائی کھڑے سودائی کھلن رازہ دلاندے
گل گلبن چوراہی حضرت شفیع محمد ہوئے!
دفتر بھرے گناہاں والے نظر کرم نئیں دھوئے

حسن جوانی بھی لاثانی جوہر بھی لاثانی!
دیکھن سار نثار لوکائی بھلے ہوش جہانی
امدونی یا مرشد ہاں میں مضطر حال ودھیرا
روز قیامت والے ہووے شفیع محمد میرا

برکت کل حضرات گرامی یارب سنیں دعایاں
حیدر دا دل نور تیرے نئیں پا جاوے رونشائیاں
میں پر عیب گناہاں بھریا بانے گن کوئی نہ پلے
کس در جاواں میں تن نشا ہا کہیں امینوں جھلے

لایاں دی لج پال وکھالیں آگت میریاں بھیڑاں
اک نظارہ شفقت والا کٹے غمدیاں پیڑاں

مناقب!

محبوب آ الہی تیرا ہی چوراہی فیض نگاہی سید شاہ
رحم کماؤ غم کو گواؤ وگڑی بناؤ سید شاہ

چیری تہاری دکھاں نے ماری رو رو لکلائے دیس بنا
لیجے کھبر پا پیا ایسے سنو ریار فنک گھر پا سید شاہ

تہاری جدائی نے جان کھپائی کر کے سودائی کھبر نہ لئی
ہویاں دیوانی میں دیکھ نشانی تیری نورانی پا سید شاہ

دوکھاں میں گھیری دیکھ دلیری عرض اہ میری سن کے ذرا
کیجو چارا نہ کرنا کنارہ تیرا سہارا سید شاہ

بحر طوفانی لائی حیرانی تیری اے جانی ماہ لقا!
اکھیں ترسن ہنجوں برسن دینا آ درشن سید شاہ

سمجھ نکاری او گنہاری لوڑیں نہ یاری خدا حبیب
درس وکھالیں لایاں پالیں ڈگیا سنبھالیں سید شاہ

میں امل قصوری توں ہیں نوری رکھیں نہ دوری غریب نقشبند
بہر محمد شافع محشر حیدر صفدر سید شاہ

دیگر شجرہ شریفہ منظوم اُردو

یا غنیم الفضل ذات با بقا کیوا سطے
رحم کر تو مجھ پہ ختم الانبیاء کیوا سطے

اس شفیع المذنبین اور رحمۃ العالمین
صاحب عالی مناقب و الضحٰی کیوا سطے

جس کا ثانی ہر دو عالم میں نہ ہو پیدا کبھی
تا قیامت اس شہ ہر دوسرا کیوا سطے

کر عطا مسکین کو یا رب تو ترک ماسوا
حضرت صدیق ابو الفضل و عطا کیوا سطے

فارسی سلمان و قاسم جعفر صادق امام
بایزید و ابو الحسن ذو الاتقا کیوا سطے

نیش نفس سرکش بدکیش سے رکھنا مجھے
بو علی اور یوسف صاحب صفا کیوا سطے

بہر خواجہ عبد خالق عارف و محمود نیز
اور عزیزان علی پیر ھدا کیوا سطے

حضرت بابا سماسی خواجہ میر کلال
اور بہاؤ الدین امیر خواجہا کیوا سطے

خواجہ اکبر و بخاری یعنی شاہ نقش بند
نور چشم اس شہید کربلا کیوا سطے

عشق اپنے میں ترقی بخش مجھ کو ربنا
دن بدن ہو یا الٰہی اتحاد و رابطہ
خواجہ زاہد محمدؐ خواجہ درویش ولی
عالم باقی ہو حاصل عالم فانی ہو دور
بہر سلطانِ حقیقت تیرہ باطن صاف ہو
حضرت باقی باللہ خواجہ ہمت بلند
جو اولو العزموں کے دیجے پر ہوئے نائب مناب
آتشِ حرص و ہوا کو سرد کر دل سے مرے
جملہ دشواری و خواری حشر کی آسان ہو
شاہ زبیر غوثِ اعظم قطب عالم رہنما
دولتِ صبر و قناعت کر عنایت قادرا
اے خدا! تیری رضا کی التجا رکھتا ہوں میں
ہے میرا دل مردہ کر تو اس کو زندہ اے خدا
بہر باباجی ولی اللہ جو فیض اللہ سے تھے
قبلہ عالم جناب اور کعبہ دنیا و دیں
جن کا ہے روضہ منور واقع چورہ شریف
اور جس ہادی لحاظ الدین شہ عالی مقام
جن کا اصلی نامی ہے فقیر محمد
زبدۂ اقطاب دوراں تاج فقرائے جہاں
منبع انوار یزداں مصدر فیض اتم
فخر ہے جن کی غلامی طالب عرفان کو
جو کہ ہیں مرشد میرے شیخ الزماں عالیجناب
بہر آں خلف الرشید رہبر شاہ و گدا

خواجہ یعقوب چرخی بے ریا کیواسطے
پیر عالم شاہ عبید اللہ ہما کیواسطے
خواجہ امکنگی محمد مقتدا کیواسطے
حضرت باقی باللہ بالقب کیواسطے
شیخ احمد شمس الدین بدر الدجیٰ کیواسطے
اور مجدد الف ثانی بادشاہ کیواسطے
یعنی معصوم شاہ کشور کشا کیواسطے
خواجہ معصوم تارک ما سوا کیواسطے
نقشبند شاہ ثانی اولیاء کیواسطے
حضرت قیوم رابع باصفا کیواسطے
خواجہ قطب الدین حمید مجتبیٰ کیواسطے
شاہ جمال اللہ آں صاحب رضا کیواسطے
سید عیسیٰ جو عیسیٰ فی السماء کیواسطے
اور شاہِ نور محمد پارسا کیواسطے
واں لئے نیزاہ ذی نور و ضیا کیواسطے
اس رئیس اور مقتدائے اولیا کیواسطے
شہبازِ اوجِ عرفان باوفا کیواسطے
اس شہِ عالی مقام و باسخا کیواسطے
یعنی لحاظ الدین شہ مشکل کشا کیواسطے
حضرت قطب زمن محمد سید شاہ کیواسطے
وارث نسب مجدد و ذوالعطا کیواسطے
وا لئے چورہ شریف نور الصفا کیواسطے
خواجہ عالی نسب معدن حیا کیواسطے

صاحبزادہ محمد سید شاہ سجادہ نشین چورہ شریف
ہر گھڑی ہر آں مدد مانگو خدا کے واسطے

غوث اعظم قطب عالم ہیں امام الوقت وہ
جن کی اطاعت فرض ہے شاہ و گدا کے واسطے

آرزو ہے قادریاں شجرہ مبارک ہے مجھے
یعنی میری عرض ہے اللہ دعا کے واسطے

رب سے پاؤ حل مشکل دوستو کونین میں
جو اٹھاوے ہاتھ اپنے اس گدا کے واسطے

پھر اس عاصی پر معاصی کو کرم یا بخش دے
غیرتِ حضرات شجرہ خواجہا کے واسطے

اللھم اغفر لجمیع المومنین والمومنات
انبیاء و اولیاء و اصفیا کے واسطے

نیک و صالح ہو میرا المخنت جگر غلام نقشبند
التجا ہے مومنو تم سے دعا کے واسطے

مناقب در شان دربار چورہ شریف

از الحاج صوفی حسن محمد صاحب نقشبندی گوجرانوالہ

پیر چوراہی آباد تیرا مے خانہ رہے
بزم میں ساقی رہے گردش میں پیمانہ رہے

ہو رہا تقسیم ہر سو ہے تیرا یہ فیضِ عام
ہم گداؤں کیلئے در بادشاہانہ رہے

زندگی میں چاہتا ہوں میں ہوں حلقہ بگوش
جب تلک قسمت میں میری آب و دانہ رہے

کیا اگر پشت میری ہاتھ ہو سرکار کا
جھومتا پھرتا رہے اور مست مستانہ رہے

کیا اگر پشت مری ہو دستِ شفقت آپکا
کچھ نہیں پرواہ اگر مری حالت فقیرانہ رہے

حاجی الحرمین میرے حضرت والا شفیع
ہوں شفیع محشر میں پھر ڈر حادیہ کا نہ رہے

نقشبند حضرت محمد و مرے مرشد دستگیر
چاہتا ہوں حشر تک ان سے یارانہ رہے

تیرے در کا رہے گدا یہ حسن صوفی دل جلا
چاہتا ہے تیرے کے در سے یہ بیگانہ نہ رہے

شجرہ شریف دُعائیہ

بخشیا پڑھ کے الٰہی ایہہ تیرے دربار نوں
بھی ثواب اس دا پہنچا دے احمدِ مختار نوں

یا خدایا اس کلام پاک دا جو ہے ثواب
بخشنا حضراتِ مرسل مطلعِ انوار نوں

آل تے اولاد نالے یار سارے آپدے
ہور عاشق آپ دے صدیقؓ سلمان یار نوں

قاسمؒ و جعفرؒ پیارے بایزیدؒ راہنما
بوالحسنؒ تے بوعلیؒ تے یوسفِ ابرار نوں

عبدِ خالق عارفؒ تے پیر محمودؒ و علیؒ
ہور بابائے سماسیؒ میرؒ نیکو کار نوں

شیخ بہاؤ الدینؒ ولی تے شاہ علاؤ الدین عطار
یعقوبؒ نوں احرارؒ نوں زاہدؒ سخی سردار نوں

خواجہ درویشؒ تے امکنگیؒ باقی باللہ پیر
ہور کامل شیخ احمدؒ واقفِ اسرار نوں

حضرتِ معصومؒ ثانی حجۃ اللہ شاہ زبیرؒ
ہور اشرفؒ تے جمال اللہؒ تے عیسےٰ یار نوں

شیخ فیض اللہؒ عالی راہنمائے نقشبند
خواجۂ نور محمدؒ چوڑی سرکار نوں

یا الٰہی رحمتیں تو بھیج ان پر رات دن
بھی فقیران محمدؐ عاشق غفار نوں

ہم حضرت سید شاہؒ کاملوں کے پیشوا
اُن کے شیدائی جمال الدین خوش دیدار نوں

خواجگاں چشتیہ تے قادری تے سہر وردؒ
ہور اویسی امتی ہر اک نبیؐ دے یار نوں

رحمتاں تے نعمتاں بس تیریاں نے بے شمار
نور آئینے دی جھلک دے دل دے دھندکار نوں

مشکلاں سب دین و دنیا وی میری آسان کر
دے شفا میرے خدا اس دل میرے بیمار نوں

انبیاء اصفیاء اولیاء کے واسطے
دور کر کا نور کر ہن دل دے اس زنگار نوں

پڑھنے سننے والیاں دے حال تے بھی رحم کر
تازہ تے سر سبز رکھنا فقیر دی گلزار نوں

کر کرم دی اک نظر اس حسن تے یا ذوالجلال
ہر درد تے غم نہیں دور رکھ اس دل میرے غمخوار نوں

عہد نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ
الشَّھَادَۃِ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اِنِّیْ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ
تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ اِنِّیْ لَآ اَثِقُ
اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَھْدًا تُوَفِّیْنِیْہِ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ؕ

حزب البحر حضرت شاہ ذلی رحمۃ اللہ علیہ

فاتحہ با تسمیہ یکبار و آیت الکرسی تا خالدون یک بار بخواند!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءً

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْ

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ

اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ

عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَ

طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ
اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ
يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ
فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ
وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

الف با تا ثا جیم حا خا دال ذال را زا سین شین صاد ضاد

طا ظا عین غین فا قاف کاف لام میم نون واو ہا لا

ہمزہ یا ۔

رَبِّ سَہِّلْ وَیَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ عَلَیْنَا یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یَا اَللّٰہُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَ

عِلْمُکَ حَسْبِیْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ

تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ نَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ فِی

الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ وَالْکَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ

مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّکُوْکِ وَالْاَوْہَامِ السَّاتِرَۃِ الْقُلُوْبِ

عَنْ مُطَالَعَۃِ الْغُیُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

شَدِیْدًا اِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَرَضٌ

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ؕ فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا

عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَآئِقِ وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ

لِمُوْسٰى وَسَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِيْمَ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ

لِدَاوٗدَ وَسَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَالشَّيٰطِيْنَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ

لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الثَّقَلَيْنِ وَالْبُرَاقَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ

وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ

شَيْءٍ هُوَ لَكَ يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ

كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ

خنصر بنصر وسطی سبابہ ابہام۔ برسر ہر حرف انگشت بکشاید۔ برسر ہر حرف انگشت دست راست ببندد۔

النَّاصِرِيْنَ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ

خنصر بکشاید ۔ بنصر بکشاید

خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ

انگشت وسطی بکشاید ۔ انگشت سبابہ

خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحٰفِظِيْنَ وَاهْدِنَا

انگشت ابہام

وَهَادِيْنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ

رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ

خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ

وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيْرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا

وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا

فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا

وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ اِلَيْنَا

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى

يُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِ

هِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۞ شَاهَتِ

الْوُجُوْهُ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ

سه بار دست را بر زمین زند

حَمَلَ ظُلْمًا ۞ طٰسٓ طٰسٓمّٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ

نفس بجانب راست دم کند جانب چپ قبله جانب راست شرق

حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ دَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلَّ بَلَآءٍ

جانب چپ قبله جانب بالا آسمان جانب پائین بر خود

وَّقَضَآءٍ يَّجِيْءُ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتَّةِ تَاءَمَنُ بِاِذْنِ اللّٰهِ

تَعَالٰى مِنْ جَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا

بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا مِنْ بَلَآئِكَ

قَبْلَ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا وَاَقْوَالِنَا

وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُ عَلَيْنَا وَاكْفِ اَيْدِي الظّٰلِمِيْنَ

عَنَّا يَا حَفِيْظُ احْفِظْنَا بِكُلِّ اٰيٰتِكَ وَرِعَايَتِكَ وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَحَصِّلْ

مُرَادَنَا وَاشْفِ مَرْضَانَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا حٰمٓ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى

اَعْدَائِيْ وَاقْضِ عَنِّيْ دُيُوْنِيْ وَاَهْلِكْ اَعْدَائَنَا حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ

الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ

مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ

الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ بِسْمِ اللّٰهِ

بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا

حٰمٓ عٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ

الْعَلِيْمُ سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ عَلَيْنَا

وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ عَلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ اِلَيْنَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیْ

نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا

ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ

اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۳ بار

یَا نُوْرُ ۳ بار یَا حَقُّ ۳ بار یَا مُبِیْنُ ۳ بار اَکْسِنِیْ مِنْ نُوْرِکَ وَعَلِّمْنِیْ

مِنْ عِلْمِکَ وَفَہِّمْنِیْ عَنْکَ وَاَسْمِعْنِیْ مِنْکَ وَاَبْصِرْنِیْ بِکَ

اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَا سَمِیْعُ ۳ بار یَا عَلِیْمُ ۳ بار یَا عَلِیُّ ۳ بار یَا عَظِیْمُ ۳ بار

اِسْمَعْ دُعَائِیْ بِخَصَائِصِ لُطْفِکَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ

دُعَا اختتام

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّہَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یَا عَظِیْمَ

السُّلْطَانِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ یَا دَائِمَ النِّعَمِ یَا بَاسِطَ الرِّزْقِ

یَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ یَا سَامِعَ الدُّعَاءِ یَا دَافِعَ الْبَلَاءِ یَا حَاضِرًا

لَیْسَ بِغَائِبٍ یَا مَوْجُوْدُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ

يا لطيف الصنع يا حليم لا تعجل يا كريم لا تعجل قض حاجتي

برحمتك يا ارحم الراحمين ط اللهم اني اعوذ باسمك المخزون

المكنون السلام المتنزل القدوس المقدس المطهر الطاهر يا دهر يا

ديهور يا ديهار يا ازل يا ابد يا من لم يلد ولم يولد ولم

يكن له كفوا احد ٥ يا من لم يزل يا هو يا هو يا هو يا من

لا اله الا هو ط يا من لا يعلم ما هو الا هو ط يا كان يا كينان

يا روح يا كائن بعد كل كون يا مكون لكل كون آهيا شراهيا

ادوني اصباؤت يا مجلي عظائم الامور سبحانك على حلمك بعد

علمك سبحانك على عفوك بعد قدرتك فان تولوا فقل حسبي الله

لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم ط ليس كمثله

شيء وهو السميع العليم اللهم صل على محمد اللهم صل

وسلم وبارك وارحم على محمد وعلى ال محمد كما

صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

شجرۂ نقشبندیہ طیبہ

یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کیواسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ کیواسطے

ہو رہا ہوں درد و محنت میں اسیر مبتلا
مشکلیں حل ہوں نبی المجتبےٰ کیواسطے

حضرتِ صدیق اکبر پیشوائے اہل دین
خواجۂ سلمان فارس پارسا کیواسطے

خواجۂ قاسم محمد مظہرِ نورِ خدا
جعفرِ صادق امام اولیا کیواسطے

بلبل باغِ حقیقت پیرِ عالم بایزید
خواجۂ دین ابوالحسن اہل صفا کیواسطے

مرشد سلطانِ عالم ہادیٔ راہِ ہدا
خواجۂ دین بو علی صاحب حیا کیواسطے

از برائے خواجۂ یوسف دکھادے معرفت
ہو دوائے درد دل اس پیشوا کیواسطے

بہرِ حضرت عبدالخالق نبیرۂ خاصِ خدا
خواجۂ عارف محمد رہنما کیواسطے

از برائے خواجۂ محمود انجیر ولی
خواجۂ ہرکس علی شمس الہدا کیواسطے

غرق ہوں بحرِ گناہ میں دستگیری کیجیے
خواجۂ بابا محمد باسما کیواسطے

از برائے شیخ عالم سید امیر کلال
حضرتِ خواجہ بہاؤ الدین ضیا کیواسطے

دردِ عشق اپنا عطا کر اے خدائے دو جہاں
حضرتِ یعقوب چرخی پیشوا کیواسطے

حضرتِ خواجہ عبید اللہ کی خاطر سے مراد
خواجۂ زاہد ولی مشکل کشا کیواسطے

خواجہ درویش محمد رہنمائے دین حق
مظہر فیض الٰہی باصفا کیواسطے

خواجۂ امکنگی کی خاطر کر میری حاجت روا
صاحبِ جود و عطا کانِ وفا کیواسطے

خواجۂ باقی باللہ فانیِ بحرِ شہود — شیخ احمد پیرِ عالم مقتدا کیواسطے

خواجۂ معصوم عاصم منبعِ فیضِ خدا — ہادیٔ راہِ ہدایت اصفیا کیواسطے

حضرتِ خواجہ محمد اہلِ عرفان و یقین — نقشبندِ ثانی پیرِ ھدا کیواسطے

ہادیٔ صاحبدلاں خواجہ محمد ہی زبیر — خواجہ اشرف محمد کی تقا کیواسطے

پیشوائے اہلِ دین خواجہ جمال اللہ کمال — پیرِ پیران شاہ عیسٰی بیریا کیواسطے

مبدءِ فیضِ خدا و حامیٔ دینِ رسول — شیخ فیض اللہ ولی باخدا کیواسطے

خواجۂ نورِ محمد رہنمائے دینِ حق — ہادیٔ دین محمد مہتدا کیواسطے

بخشدے اپنی محبت اور قطع ماسوا

عادل بیکس کو یا اللہ عبا کیواسطے

نیک صالح ہو میرالخت جگر عبد الرشید

التجی ہے مومنو تم سے دعا کیواسطے

قطعہ تاریخ وفات حضرت ملا صاحب دین محمد

جناب خواجۂ دین محمد

چو زین دارِ فنا نقلِ مکاں یافت

پئے سالِ رحلتش خواجہ سروش ہا

بگفتا بس بہشتِ جاوداں یافت

۲۵ — ھ — ۱۳